الحمد للہ والمنۃ کہ

فسانۂ معقول

مشتمل بر فوائد تحصیل علوم و نتائج اکتساب فنون

بنام نامی

جناب معلی القاب خطاب فلک قباب عظمت نصاب گردون
حشم انجم خدم امیر کبیر رائٹ آنریبل لارڈ لارنس بیرونٹ جے سی
سی ایس آئی و کے سی بی

مصنفہ رئیس عالی ہمم جناب سید غلام حیدر خانصاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر کہ اس سے پیشتر چند بار مطبع اودھ اخبار واقع لکھنؤ مین چھپ چکا
ہے اور اب ماہ نومبر ۱۸۹۲ع مین پہلی مرتبہ
مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع کانپور مین طبع ہوا

۳ ورق مع نقشہ اندرونی

نادرات		التماس	تتیق

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اوسکی ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظے سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے مثل ہیچ کے تین صفحے سادہ میں کتب قصہ جات نظم اردو و کتب قصہ جات نثر اردو و کتب قصہ نظم درسی وغیرہ فارسی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب جو اس کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو —

کتب قصہ جات نظم

الف لیلہ منظوم — چار جلدین جلد اول از حضرت نسیم دہلوی و دوم و سوم از شایان لکھنوی و چہارم از منشی شادی لال ہر ایک مجموعہ کے ساتھ ستار کال —

مجموعہ قصص — شامل پانچ قصہ — (۱) قصہ سوداگر بچہ — (۲) قصہ ماہی گیر — (۳) قصہ عجمہ — (۴) قصہ منصور — (۵) قصہ شاہ روم مختلف التصانیف —

سنگاسن بتیسی منظوم — از منشی لکھن لال صاحب

چشمہ شیرین — قصہ شیرین و فرہاد —

جوگن نامہ — از میان باطن اکبر آبادی —

ایجاد رنگین — حکایات تصانیف از میان سعادت یار خان رنگین دہلوی —

مجموعہ جوہر نامہ و پلی نامہ و افیونی نامہ از منشی بینی رام صاحب —

پدماوت اردو — از مولوی قاسم صاحب

ترجمہ شعر مشہور پدماوت ملک محمد جائسی —

ایضاً — از عبرت و عشرت —

مثنوی گلزار نسیم — قصہ بکاولی از پنڈت دیا شنکر صاحب لکھنوی —

فسانہ عجائب منظوم — از منشی بھولا ناتھ

نلدمن — قصہ راجہ نل و دمن —

ہدیہ انتظار — از مولوی ممتاز علی صاحب

مثنوی میر حسن — دہلوی —

یوسف زلیخا اردو منظوم — از شاعر تخلص فگار

شیرین خسرو باتصویر — از جناب منشی بدری گوبند پرشاد صاحب فضا —

فہرست کتاب فسانۂ معقول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبارۃ ملیح فی اعلام اسم المدیح
و بیان وجہ التالیف و غایت التصنیف

نظارگیان فضای روزگار و سرو خرامان گلشن اخبار و آثار پر ہویدا و آشکار
ہے کہ نخلبند ریاض کن فکان اور چمن پیرای حدیقۂ جہان صانع یگانہ ہے
اور اوسکے صنع قدرت کا عجب کارخانہ ہے کبھی کسی بستان بے خزان کو صحرای
ویران بناتا ہے کبھی دشت آتشین سے جلوۂ گلستان دکھلاتا ہے
مصداق اسکا ہمارا وطن ہندوستان ہے کہ کسی زمانہ مین فنون گوناگون
سے کیفیت اسکی رشک صد گلزار اور گلہاے رنگارنگ علم و ہنر سے طرفہ بہار تھی
یونہی گلشن کمال بے آب اور ریاض فنون یک قلم تباہ و خراب ہوا ہر طرف
[illegible] جہالت ویران تھی اور گلستان علوم بین یکسر خزان تھی مگر شکر
صد شکر اوسکا سحاب لطف پھر سر بسر گرم آیا اور عام نوال ایزدی نے ہر
گل پژمردہ کو کھلایا دفعتہً بہار خوبی کا دور اور سر سبزی نخل تمنا کا ظہور

ہوا ع چمن چمن پہ نسیم سحر پکار آئی ع خزان کا کوچ ہوا بلبلو بہار آئی +
یعنے نسیم معدلت سرکار ابد قرار سے از سر نو چمن علم و کمال سرسبز
و شاداب ہوا اور انہار دولت برطانیہ سے گلشن ہندوستان
سیراب ہوا اور سرکار معدلت آثار نے گل گلزار دودمہ برتری و شگوفہ شاخسار
سروری یاسمن حدیقہ عدالت و ریحان ریاض جلالت سرو جویبار اقبال
شمشاد کنار اجلال یعنی مسٹر ہنری اسٹورٹ ریڈ صاحب بہادر
سول سرونٹ کو اوس گلستان نوبہار کا باغبان بنایا اور اوس
عالیجناب نے اپنے کارکنان فہم و فراست سے وہ کام لیا کہ اوس وادی
جہل کو ارم علم کیا پھر تو ہر طرف سے نسیم کمال آنے لگی اور روز بروز
دولت عقل و خرد ترقی پانے لگی چنانچہ اوس باد شمال عنایت کے
جھوکون نے مجھے بھی ہوشیار اور خواب جہل سے بیدار کیا جب وقت مین
سنبھل کر بیٹھا طرفہ ماجرا دیکھا کہ نہ وہ دشت ہی نہ صحرا ہے ہر طرف نسرین
و نسترن کھلا ہے کوچہ و بازار رشک صفحہ گلزار ہے ہر طرف گلہای فنون کا
انبار ہے الغرض مین اپنے مقام پر سے اوٹھا اور اوس باغ کی روشونکی
سیر کرتا ہوا چلا ہر فن مین ایجاد تازگی نظر آئی مگر جب سیر کتب قصص کی
نوبت آئی تو یہ تماشا دیکھا کہ جو عندلیب ہے قصہ خوان ہے مثنوی
گلزار نسیم اور افسانہ گل و صنوبر بلبلون کی وردزبان ہی سوسن بزبان
حال قصہ گل و بکاولی پڑھ رہا ہے درختون نے صفحہ اوراق پر
چہار گلزار لکھا ہے کتاب مشگوفہ صحبت نرگس کے روبرو ہے ہر طرف

حسن و عشق کے سوا نہ کوئی کلام ہے نہ گفتگو ہے غرض ہر شاخ مین قصص
عشقیہ کی شگوفہ کاری دیکھی اور سوا اونھین قصص کے کوئی اور
ڈالی ثمر تازہ سے مثمر نہ پائی تب تو گھبرایا او سلٹے پاؤن اوس گلزار
ہمیشہ بہار سے یہہ سوچتا ہوا پھرا کہ ان مضامین فتنہ انگیز اور مطالب
عشق خیز کا دیکھنا اور سننا بچون اور عورتون ہی کے لیے موجب نقصان
نہین ہے بلکہ بوڑھون اور جوان کے واسطہ بھی باعث ضرر و زیان
ہے ؎ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ؛ بسا کین دولت از
گفتار خیزد ؛ لاجرم ذہن رسا مین آیا کہ مین کوئی ایسا گل تازہ
اپنی شاخ فکر کھلاؤن اور وہ گلدستۂ تصنیف بناؤن کہ جسکے
سونگھنے سے علیلان جہالت کو شفا ہو اور خوشبو اوسکی مریضان
سفاہت کی دوا ہو پس گیاہ قلم سے شگوفہ ہاے مضامین کا
ایسا ایک گلدستہ بنایا کہ جسپر عندلیبان چمن روزگار کو والہ و شیدا
پایا و مشام زن و مرد نے اوس کے نکہت سے موافق اپنی اپنے
شوق طبیعت کے مزا اوٹھایا اور ایک زبان ہو کر فرمایا کہ اگر
اسے لڑکے پڑھین گے تو قصص کے ضمن مین پند و نصائح پڑھکر
نہ گھبراینگے اور جوان و بوڑھے بھی داستان کے بیچ
بیچ مین مضامین مفید پاکر اولاد کے تعلیم و تربیت مین دل
لگاوینگے اور عورتین اگر نظر سراسری سے سر کرینگی تو فسانے کا
لطف اوٹھائینگی اور اگر غور و فکر سے ہر مضمون پر نظر کرین گی

تو اپنی اور اپنے بچون کی تہذیب و تربیت کی فکر کرینگی الغرض جب اسکو
مین نے چھوٹے بڑون کے مزاج کے موافق پایا اور ابنائے جنس نے
بالاتفاق پسند فرمایا تب بنام نامی جناب معلی القاب نصفت آب
فلک قباب سعدلت انتساب گردون حشم انجم خدم ناہید علم آفتاب
چشم صاحب راے و تدبیر محافظ ہندوستان جنت نظیر مؤسس
اساس مملکت خاقانیہ منتظم نظام دولت برطانیہ ہیز ایکسلنسی
رایٹ آنریبل لارڈ لارنس بیرونٹ جی سی ایس آئی
و کے سی بی مزین کیا اور عنوان کتاب کو اون کے نامی سے
زینت و شرف دیا اب ارباب مذاق اور صاحبان اخلاق کی خدمت مین
التماس یہ ہے کہ لفاظی اور نثاری کو مین نے عمداً ترک کیا ہے
اور الفاظ مشکلہ اور مغلقہ سے حتی الوسع احتراز کیا ہے اور
بمصداق کلموا الناس علی قدر عقولہم مبتدیون اور عورتون کی سمجھ
کے لائق لکھا ہے لہذا ملتمس ہون کہ فقط مضامین اور
مطالب پر نظر رہے اور اگر کوئی سہو و خطا جو خاصہ بشری سے ہے
یا کوئی لفظ خلاف محاورہ پائی جاوے محمول بر سہو قلم ناسخ فرماوین اور
فقیر کو ہدف سہام طعن و اعتراض نہ بناوین کسواسطے کہ حال میری تشتت
بال و ضیق مجال اور قلت فرصت کا اکثر اصحاب نیک سیرت پر ظاہر و روشن ہے

السید غلام حیدر ابن المرحوم
سید محمد خان بہادر نقوی الجایسی

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله تعالى كما حكت رواة الروايات حكايات قدرته وجلاله
في السموات والارضين والصلوة على نبينا محمد سيد المرسلين
وخاتم النبيين والسلام على الائمة المعصومين وعترتهم الطيبين
وآل النبي واصحابه اجمعين اما بعد فهذا كتاب عجيب وتاليف
غريب قد جمعت فيه من القصص والاخبار التي يعتبر منه ذوي
الابصار يحرضون الذكور والاناث الى تعليم الاولاد وتربية
لاحفادهم لتشتت البال وضيق المجال اريد واكثر عن اقتناء الخزينة
لتهور المال فانه شيء لا يبقى ويزال والعلم مصباح يتسلى بين الانام
مدى الليالي والايام في اي حرمة يساوي فيه الرجال
والنساء والله الموفق واليه المرجع والمآب وبوبته
على اثني عشر ابواب ۵

باب اول

ابتدائے قصہ

ناقلان اخبار و آثار و حاکیان شیرین مقال و صدق گفتار نے اسطرح
لکہا ہے کہ ممالک عجم مین ایک شہر نغز فوقش سواد چارون طرف سے
آباد ہر دیس و نئے نئے بھیس کے وہان انسان سبکی نرالی آن بان
قابل و فاضل عامل و کامل ذی ہمت صاحب اخلاق مہمان نواز مسکین
فرد غریب پروری مین شہرہ آفاق ہزارون امیر ایسے تھے صدہا تاجر
اور بڑے بڑے سوداگر وہان رہتے تھے اون مین ایک سوداگر
تھا نہایت مالدار اور ذی حشمت با اقتدار ہزارون قسم کا بیوپار کرتا
نئے نئے ڈھنگ کے کاروبار رکھتا نام اوس تاجر کا خواجہ بختیار
مشہور شہر و دیار تھا کہنے کو سوداگر در حقیقت مین امیر مالدار تھا
سوداگری کے بھیس مین حکومت عالمگیری کرتا اور تجارت کے
لباس مین فر جہانگیری رکھتا تھا سخاوت اور ہمت سے
اوس کے آثار امارت آشکار سامان شاہانہ سب اوسکے یہان تیار
غلام خلجی و ختائی ماہ پیکر خورشید منظر خوبصورت زرین کمر جنکی تعریف
مین زبان بیان قاصر خدمت مین دست بستہ حاضر لونڈیان پری شمائل
زہرہ تمثال شوخ و بیباک چست و چالاک زر و زیور سے آراستہ
حلیہ تمیز و ادب سے پیراستہ زرنگ و ہوشیار جابجا مصروف کار
مکانات عالیشان رفعت مین چہارم آسمان باغ و بوستان روکش روضۂ
رضوان گھوڑے شبدیز طویلہ طویلہ ہاتھی سربلند حلقہ حلقہ تمام

ہندوستان اور جزیرون مین اوسکا کاروبار تجارت جاری ہر جگہہ ہر صنف ام
مین اوسکے نوکر چاکر باعمدہ و بانت و امانت مصروف کارگذاری تحایف
روم و فرنگ نفایس بدخشان و یمن امتعہ خطا و ختن جو ڈھونڈے اوسکے
کارخانہ مین ہر جنس موجود غرض یہ سب خدا کا دیا بہر حال عنایت ایزد کبریا
تھی لیکن نخل تمنا اوسکا ثمر اولاد سے بے برگ و بار غم لاولدی سے سینہ
فگار تھا شب بھر اسی غم مین روتا تھا صبح کو آنسو پونچھ کے [illegible] ہوتا
ہر وقت مضطر و حیران تخیلات باطل سے عالم خفقان جیسے تیسے زندگی
کے ایام گذرتے تھے صدہا اوہام اوسکے دل پر ہجوم کرتے رات و دن
دعاے طلب فرزند مین رہتا تھا جب [illegible] فقرا و اہل
حاجت کو [illegible] کا ورد رکھتا جب مدت دراز گذری اور کامیاب
نہوا تو اور زیادہ تردد و اضطراب ہوا مگر بعد چندے فضل پروردگار ہوا
اوسکے محل مین آثار حمل نمودار ہوا جس وقت کہ بختیار نے یہ مژدہ جانفزا
سنا خالق کے سجدے کو زمین پر سر رکھا بہت مسرور ہوکر کہا کہ بعد مدت
آرزو میری برآئی آج مین نے جہان کی دولت پائی نوبت خانے بجنے لگے
لوگ جمع ہو ہو کر مبارکباد دینے لگے عالم سے [illegible] نون پر طاری
ہوا لنگر خانہ جاری ہوا خیرات عام ہوئی حاجت روائی انام ہوئی
سارے شہر مین منگلاچار کی دھوم دھام مچی جابجا شادی رچی قصہ کوتاہ
ہر جگہہ آٹھون پہر خوشی تھی لحظہ و ساعت گنی جاتی تھی ہر شخص بے قرار
تھا سبکو ولادت باسعادت کا انتظار تھا جب خیر سے ساتوان مہینہ

تیر ہوا ایک عالم انعام سے سیر ہوا استرا لٹنے کا دستور بسر ور موفور ہوا دلون کا
خدشہ دور ہوا ہزارون روپیہ کی نذر نیاز چڑھی بہت سے
فقیرون کو خیرات بٹی اس عیش و عشرت مین دو مہینے اور گذرے
نوبت وضع حمل آئی چاند سا بیٹا پیدا ہوا بختیار یہ خبر سنکر پھولا نہ سمایا
شکر خدا کا بجالایا ہر دکان مین ولادت فرزندی کا اشتہار ہوا تمام
ملازمین کو خلعت زرتار ہوا پنڈت رمال منجمان نیک فال و جفاران
نیکو خصال حاضر ہوئے کسی نے زائچہ کھینچا کسی نے قرعہ ڈالا پھر سبھون نے
سوچ بچار کر یک زبان ہو کر بہرام نام رکھا اور مژدہ طالع مسعود
دیکر کہا کہ یہ صاحبزادہ بدر مثال خجستہ خصال صاحب اقبال
حشمت و اجلال ہوگا و بعیش و عشرت و خرمی و مسرت تا صد و سی
سال جیے گا فخر امثال و اقران نیک نام و پابند نشان ہوگا شاعرون
نے بڑے بڑے قصیدے تہنیت کے لکھے تاریخون کے مادہ موزون
کر کے پیش کیے برادری نے حسب آئین برادری بکمال تیاری زچہ و بچہ
کے لیے کپڑے اور طریق مروجہ کے موافق چھٹی کے ہنسلی کڑے بھیجے اوسکے
عوض خواجہ بختیار نے بمقتضای علو ہمتی اپنی بہت کچھ دیا ہر ایک کا نیگ
چکایا اسی ہنسی خوشی مین چھ مہینے گذرے اور کھیر چٹانے کے دن
آئے اوس دن بھی بہت کچھ دولت لٹائی اور بڑی دھوم دھام سے
بہرام کو کھیر چٹائی جنکو دینا باقی رہا تھا اونکو بھی مالا مال کر دیا ایک ایک
کنگال کو اس قدر دیا کہ نہال ہو گیا اندک زمانہ مین دور دور داد و دہش کا

چرچا پھیلا بہرام کی اس روش سے پرورش شروع ہوئی کہ دن رات
ہاتھون ہاتھ رہتا انا چھوچھو کھلائی بیشمار مقرر تھین زربفتی سنہا لچو ہنین
دبائے پھرتی تھین اور پشمینہ ہاے عمدہ سے اوڑھاے رہتی تھین ممکن کیا تھا
کہ ہوا بھی چھو جائے جسدم ذرا رونے لگتا تمام گھر تہہ وبالا ہوجاتا کوئی توانا
کے پیچھے پڑتا کوئی کھلائی کی جان کا گاہک بنتا جب کبھی وہ مچل جاتا محل سرا
سے ڈیوڑھی تک زن ومرد ڈسیلہ جمع ہوجاتا کوئی تالی بجاتا کوئی
انواع اقسام خوش آہنگ باجونسے بہلاتا کوئی ناچتا کوئی اور تماشا کرتا
اگر وہ اوسپر بھی ساکت نہوتا تو ایک سراسیمہ طبیب کے بلانے کو جاتا دوسرا
دئی مشکل کشتا کا دونا مانتا تیسرا بجنود ہوکر سایہ کا گمان کرکے دوڑ دھوپ
کرتا ملاسیانون کو بلا لاتا جھاڑ پھونک کراتا کوئی لال پری کی نذر مانتا عورتین
کونڈے وصحنک حضرت بی بی کی مانتین ننگے سر ہوکر بالو نکی لٹین
چھٹکا کر کہتین الٰہی خیر ہو میان کو صبر وقرار ہو تو خواجہ خضر کا بیڑا
چڑھاؤنگی کوئی کہتی تھی کہ اے امام ضامن تمکو ضامن دیتی ہون اپنے
لعل کو تمسے لونگی جب خدا خدا کرکے وہ ساکت ہوتا تو کہین سے خیرات
کے لیے تیل ماش کہین سے تصدق کو روپیہ اشرفی آتی کوئی ایفاء نذر مین
مصروف ہوتا غرض یون ہی لیل ونہار بسر ہوتے ہوتے جب وہ
نور چشم پدر وآرام جان مادر ہون ہان کرنے لگا اوسوقت کا شادی وسرور
قابل دید تھا نہ لائق شنید جب خیر سے ایک برس کا ہوا اور گھٹنیون چلنے لگا
ہر طرف عورتین محل مین نگہدار پھرتین ہر ہر قدم پہ بسم اللہ کہکر خبردار کرتین

جس چیز کا وہ اشارہ کرتا سامنے دھرتین ہر لحظہ و ساعت اوسکی شوخی بڑھائین
ممکن کیا تھا کہ کوئی خلاف اوسکی مرضی کے کلمہ نکالتی یا کسی کلام سے باز رکھتی
ایکروز اتفاقاً وہ مان کی جان و پدر کا آرام گرتا پڑتا اپنے پانون ایک اپنی
سوتیلی مان کے گھر جا نکلا اوس بیچاری نے بھی بڑی خاطر سے لیا طرح طرح کے
کھیلونے دیئے انواع و اقسام کے طعام و میوے آگے دھرے مگر اوس نے
کسی کیطرف میل خاطر نکیا اور ہاتھ بڑھا کر آئینہ اوٹھا لیا مقدور کیا تھا کہ
کوئی روکتا یا اوسکے ہاتھ سے لیتا یا بلا مرضی اوسکے سہارا یا مدد دیتا
ناگاہ بوجھ اوس آئینہ کا اوس سے نہ سنبھلا اور فرش پر وہ گر کر چور چور
ہوا تب اوسکے ٹکڑونکی اوٹھانے کے لیے وہ جھکا سوتیلی مان نے دیکھا
کہ اگر اون ٹکڑون کو وہ اوٹھاوے گا تو اوسکے دشمنون کا ہاتھ کٹ جائیگا
اسواسطے چاہا کہ باز رکھے جلد سب ٹکڑون کو سمیٹ لیا اور اپنے دست نازنین
کے زخمی ہونیکا خیال نکیا لیکن وہ لاڈلا اتنا کو برہم ہوا اور مچلا اگرچہ دست
نازنین اوس مہجبین کا شیشہ کے ٹکڑون کے جلد اوٹھا لینے سے زخمی ہو گیا
تھا مگر اوسنے ناگاہ ٹکرے اوس نے لڑکے کو اوٹھا لیا اور بہتیرا چاہا کہ وہ بہلے
پر وہ کا ہیکو منائے سے مانتا تھا آواز بلند ہوتے ہی حسب دستور گھر مین
آفت مچ گئی مادر حقیقی بھی دوڑ آئی مصیبت جو اوس نیک بخت بی بی کے
مقدر مین تھی کہین خون اوسکے ہاتھ کا بچہ کے رخسار پر لگ گیا اور وہ مادر
بہرام کو نظر آیا معاذ اللہ اوس نے کیا کچھ شور و شر کیا اور اس قصہ کو کسقدر
بڑھایا مغلانی اصیل ماما اوردہی باندی انّو کھلائی چھچو دائی وہ اپنی خدمت

سب نے ملکر وہ شور وغل مچایا کہ سارا گھر تہ و بالا ہو گیا وہ لڑکا شدید بھی
دہل گیا خواجہ بے تابانہ ننگے پاؤن دوڑا اور گھر مین اوس ہنگامہ کو
پاکر ہر ایک سے گھبرا گھبرا کر پوچھا کہ خیر ہے خیر ہے اور کچھ جواب نہ پاتا تھا
آخر دیکھا کہ بچہ مان کی گود مین سہما ہوا دبکا ہے اور مان کی آنکھوں سے
آنسوؤنکا مسلسل تار جاری ہے حقیقت حال پوچھنے مین جو اصرار کیا تو جوش
رقت کو اور بھی اشتعال ہوا آخر جس نے بیان کیا یہی کہا کہ بچہ کے دشمنونکا
ان صاحبہ نے برا چاہا ہے اپنی انگلی کاٹ کر خون لگایا ہے اور خواجہ کو
باور کرایا کہ یہ ایک قسم کا ٹوٹکا اور جادو ہے اور واسطے ہلاکت بچہ کے
وہ فعل زشت و زبون اختیار کیا ہے یہ سنتے ہی مزاج خواجہ کا ہاتھ سے جاتا رہا
اور نشہ محبت فرزند مین نشیب و فراز و مکاری و عیاری و غمازی کو زنانہ
سے یکسر نابود سمجھکر اوس نیک بی بی کو جو شب گذشتہ تک انیسہ و جلیسہ تھی
اپنے محل سے نکال کر ایک جھونپڑی مین ڈالدیا وہ بی بی اپنے مقدر پر متحیر تھی
کہ نیکی کرتے یون بدی ملی تو وہ کیا کرے غرض زندان بلا مین وہ مبتلا رہی
و کوئی ذریعہ اوسکے مخلصی کا سوائے اسکے نہ تھا کہ خواجہ کی خفگی کے
دو ایک روز پہلے وہ حاملہ ہو چکی تھی چند روز مین آثار حمل جو اوسکو
محسوس ہوئے تو اوسنے اوسکے اظہار مین بھی اپنی بربادی اور خرابی ہی کے
آثار پائے کیونکہ جانتی تھی کہ اگر مادر بہرام مطلع ہو گئی تو خدا جانے کیا کیا
طوفان کھڑے کرے گی اسلیے دم بخود رہی او اذیت و مصیبت پر تحمل
کرتی رہی ہوتے ہوتے آثار حمل کے نمودار ہوئے تو ایک لونڈی نے

جو خیر خواہ بلا اشتباہ خواجہ اور اوس نیک نہاد کی تھی اوس نے خواجہ سے
تنہائی مین ذکر کیا اور اوس راز پر آگاہ کیا لیکن بوجہ اسکے کہ ہنوز
غصہ ناحق اوسکے دل مین بھرا ہوا تھا کچھ خیال نہ کیا یہانتک کہ
ایک لڑکا پیدا ہوا اور خبرداروں نے خواجہ کو اطلاع دی تو بھی باوجود بقدر
خواہش اولاد کی خوشی نہوئی لیکن البتہ اوس دن اتنا مہربان ہوا
کہ جاکر اوس بی بی کو دیکھا اور فرزند کو خوش جمال پایا اوس دن سے
رفتہ رفتہ غبار جو خاطر پر جما ہوا تھا اوٹھنے لگا اوس لڑکے کا پیدا
ہونا کسی نے کچھ بجا نا اسواسطے کہ بوجہ تکدر خاطر وہ سامان جو کہ میلاد
بہرام مین تھا نہ ہوا چھہ مہینے مین لڑکا تازہ توانا ہوا اور ہمکنے اور اشارہ
سمجھنے لگا تب تو پھر خواجہ کو جوش محبت ہوا اور مکان سابق مین پھر
اوس بیچاری بی بی کو بعد مدت کے جگہہ ملی اور اسکے بعد جو کچھ داؤن
گھات مادر بہرام نے کین ناگفتہ بہ ترین غرض چھوٹا بیٹا محسن کے
نام سے مشہور ہوا پونے تین برس محسن بہرام سے چھوٹا تھا مگر
کہین بھی اوس سے قوی اور خوبصورت تھا یہ بھی مادر بہرام کو
شاق ہوتا تھا اور اگر کوئی محسن کی ذرا بھی توصیف کرتا تو ناگوار
ہوتا اس عرصہ مین مادر محسن پھر حاملہ ہوئی اور یہ خبر مادر بہرام نے
سنی وہ نار رشک وحسد مین زندہ جلی اور اپنے دل مین کہنے لگی
کہ مین ایک لوتی ہی رہی اور محسن والی دوسرا جنی غرض کہ نالائق
عورتون نے اتفاق کیا اور رمالون اور جفارون اور نجومون کو موافق

کرایا وایکروز موقع پاکر خواجہ سے کہلوایا کہ دو بار احمل جو مادر محسن کو ہے اسکا اثر خواجہ کے حق مین سخت مضر ہے واندیشہ بڑا یہ ہے کہ لڑکی پیدا ہوگی اور پیدا ہوتے ہی آپکی جان کی گاہک بنے گی اور دفعیہ سوا اسکے کچھ نہین معلوم ہوتا کہ دور دراز کسی بلاد مین حاملہ بھجوائی جاوے اور ایسے فاصلہ پر وضع حمل ہو کہ آپ کو کبھی صورت اوس لڑکی کی نظر نہ آوے یہ سنتے ہی خواجہ متوحش ہوا اور باوجود فہم و ذکا مکارون کے دام مین طول زندگی کی طمع سے ایسا ناحق پھنسا کہ موافق کہنے بیہودہ گویون کے کوٹھی دمشق کو جو ملک شام مین فاصلہ دور و دراز پر واقع تھی روانہ کرنیکا اوس بی بی بیگناہ کے ارادہ مصمم کیا اور بظاہر واسطے دکھانیکے یون سمجھایا کہ تم چندے براہ خشکی پہلے سے چلکر دمشق مین آرام کرو مین بھی مصر کے جانب ہوتا ہوا دریا کے ذریعہ سے دمشق کو آتا ہون اور چند آدمیون کی ہمراہ محسن و مادر محسن کو روانہ کردیا اوسوقت اوس ناپاک بدانجام یعنی مادر بہرام کو صبر آیا وہ بیچاری گرفتار بلا بعد قطع منازل و طے مراحل دمشق پہونچی اور اوس عالم غربت مین وہان وضع حمل ہوا اور دختر ستودہ سیر پیدا ہوکے حسن آرا کے نام پر موسوم و مشہور ہوئی ایک مدت وہان گذری خواجہ نے کبھی خبر نہ لی اس عرصہ مین محسن کی عمر سات سال کی ہوئی مادر محسن نے کہ نہایت ہوشیار اور عقلمند تھی محسن کی تعلیم کی فکر کی دمشق کے مدرسہ مین بھیجا وہ بھی ذہین تھا تھوڑے دنمین اچھی طرح پڑھنے لگا کسیقدر سمجھ بھی آئی بلکہ سُنے اوسکے دلمین سمائی کہ وہ قابل و ہر ایک امر مین کامل ہوا اور حسن آرا بھی اس مدت مین سیانی ہوئی چودہ برسکی عمر مین محسن نے اسقدر پڑھا لکھا کہ تمام شہر دمشق مین

جانا وطن مادر محسن کا
حال ولادت

کوئی لڑکا اوسکے برابر نہ تھا اور گیارہ برسکے سن وسال مین محسن آرا کا
وہ حال ہوا کہ دور دور سے لوگ اوسکا فضل وکمال دیکھنے کو آتے اور اوسکی
دستکاریون اور صناعیون پر فریفتہ ہوتے اٹھارہ برس کی عمر مین
محسن نے فقہ وعلم اخلاق وادب وہیئت وہندسہ والنشا وغیرہ مین ایسا
تجربہ پیدا کیا کہ دور دور مشہور ہو گیا اوسکی مان بھی دیکھ دیکھہ مسرور ہوتی
سچ ہے ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد غرضکہ جب محسن نے تحصیل سے فراغت
پائی تو اوس نے اور باتین جو امرا کو لازم ہین سیکھنے کی تدبیر بہم پہونچائی
چنانچہ تیر اندازی وصید افگنی گھوڑ چڑہی اور پھکیتی اور نیزہ بازی مین بھی فائق
ہوا اور سب امور مین مورد تحسین خلائق ہوا گماشتہ کوٹھی دمشق نے
خواجہ کو محسن کی لیاقت کی اکثر خبر دی مگر وہ اسی ارادہ مین کہ امروز فردا
مین بلا وے رہا کیا اودھر وہ بیچارہ دوری پدر کا غم اوٹھاتا تھا یہان
بہرام کو بختیار جان ودلسے پیار کرتا اور اوسکی خوشی وآرام مدنظر رکھتا
عمدہ عمدہ لباس پہناتا اکثر ناچ وتماشا دکھاتا تھا اسی لاڑ پیار مین بہرام
کی اوقات کٹتی پڑہنے لکھنے کی تاکید دلپذیر جمتی اوستاد بہتیرا کہتے سنتے
اوسکی آوارگی پر سر دھنتے مگر وہ کچھہ نہ سنتا نہ کبھی لکھتا نہ پڑھتا کیونکہ
ہر طرف اوسکی چاہ تھی اور خواجہ کی خاطر سے سبکی زبان پر اوسکی نسبت تحسین
وواہ واہ تھی آخرکار معلم لاچار ہوئے بعد قیل وقال بسیار آپسمین یہ قرار پایا
کہ خواجہ بختیار کو بتکرار اس ناشدنی کی بات مین ہوشیار کر دینا چاہیے
مانے تو بہتر نہین تو اوسکا مقدر چنانچہ سب ایک زبان ہوکے دربار عام مین

بہرام کو لیکر حاضر ہوے بیان کیا کہ صاحب زادی کی یہ عمر ہوئی مگر حضرت کو تعلیم کی کچھ فکر نہ ہوئی اگر چند دے اور اسیطرح لیالی و ایام گذرتے ہین تو کام تمام ہے وقت جاتا رہیگا بجز افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا اور یہ آپ پر ظاہر ہے کہ بد ترین مصیبت جہالت ہے جو امیر زادے لکھنے پڑھنے سے عاری و علم ادب سے خالی ہین کہین اونکا وقار نہین شرفا مین شمار نہین اور صاحب علم ہر حال مین تونگر و خوش حال ہے اور صاحب جہل کیساہی مال و منال رکھتا ہو کنگال ہے لہذا بنظر خیر خواہی اور نمک حلالی گذارش کیا جاتا ہے ماننا نہ ماننا حضور کے اختیار ہے ہمکو صرف عرض و معروض سے سروکار ہے اور اگر اس التماس پر اعتبار نہو خواجہ زادہ موجود ہے کسی امر کا استفسار ہو اگر جواب باصواب دیوے تو تقصیر معاف ہملوگون کا کہنا خلاف سمجھا جاوے بہرام اس الزام سے نادم ہوا کچھ بھی کہتے سنتے نبن پڑا رفع خجالت کے لیے زمین دیکھنے لگا خواجہ کا دل بہت جلا لیکن اوسوقت زور نہ چلا آخر اسی کوفت مین بعد دو برس کے خواجہ اس جہان فانی سے گذر گیا اور حسرت اور افسوس ساتھ لیگیا تمام شہر مین اس سانحۂ ہوش ربا و واقعہ جان گزا سے تہلکہ پڑا جس جگہ یہ چرچا ہوا وہان کا ہر متنفس سنکر کڑھا کسیکے نزدیک مناسب نہ ٹھہرا کہ بہرام خواجہ کا جانشین ہو مگر رواج ملک سے کچھ نہ بن پڑا آخر ش بہرام مالک ہوا کسیطرحکا دباؤ باقی نرہا اسقدر عیش و عشرت کی جانب مائل ہوا کہ ہر شخص اوسکی ناعاقبت اندیشی و بوالفضولی کا قایل ہوا غیر دلکی بن آئی بے فکرون نے اپنی اپنی اوس کے

دربار مین جدائی کارخانہ جات تجارت برباد ہوئے ملازمان دولت ناشاد ہوئے
سب کاروبار مین ابتری آگئی تمام معاملات مین برہمی چھاگئی کاروباری منظر
دیکھنے والے حیران و ششدر تھے مگر وہ بے پروانہ کبھی تجارت کی خبر لیتا
اور نہ لین دین پر نظر کرتا ایک روز دکان کے پیشکار نے لاچار ہوکر بہرام
سے کہا کہ یہ کیا غفلت ہے جواب دیا کہ مجھکو بھی کمال ندامت ہے اور یہ کہنا بھی
میری حماقت کی دلیل ہے مجھکو جب دیکھنے بھالنے کی لیاقت ہی نہین تو
اوسکے گرداوری کی کون سبیل ہے تمکو سب کاروبار سونپا اور نیک و بد کا اختیار
دیا رفتہ رفتہ یہ خبر سراپا ملال مصیبت اثر یعنی انتقال پدر محسن نے
دمشق مین سنی ہوش و حواس باختہ ہوا حالت تباہ کی بھائی کی جہالت
اور ابتری کاروبار تجارت سنکر بہت نالہ و آہ کی بعد سوچ و بچار اوس دلفگار نے
بہرام کو خط لکھا ؎ بہرام نام و حاتم دوران نکو شیم ٭ ینبوع فضل و بحر سخا
معدن کرم ٭ صد جان من فدای سرت باد یا اخی ٭ باشی ہزار سال بہ این نکہت
و حشم ٭ اے برادر نکو شعار اگرچہ یہ غریب الدیار مبتلاے آلام و آزار
ملازمت ملازمان عالیمقدار سے ناکام ہے مگر ہمیشہ تمناے قدمبوس مین
سوختہ جان اور پریشان ہے خداوند زمین و آسمان اور چارہ ساز
بیچارگان تمناے خاطر عبودیت نشان سے فائز کرے اور یہ مقصد دلی فقیر کا بر لاوے
؎ یارب این آرزوے من چہ خوش ست ٭ تو بدین آرزو مرا برسان ٭
یان سے اب حال زبون اپنا بیان کرتا ہون سرگذشت اپنی بتصریح عیان
کرتا ہون کہ لہو و لعب مین ساری عمر گذاری تحصیل کمال سے غافل الکتاب

علم سے عاطل رہے فضل خدا سے ہر طرح کا اطمینان تھا رنج و تعب کی کوفت کبھی
کاہیکو سہی تھی غم و درد کی کیفیت کب خیال مین آئی تھی شفقت والدین سے
کوئی مصیبت کاہیکو ہم تک آنے پاتی تھی کب یہ تھا زعم کہ دل اپنا پریشان ہوگا
خانۂ عیش کبھی کلبۂ احزان ہوگا ۔ راحت اوٹھ جائیگی غم آنکے مہمان ہوگا ۔ یہ
نمعلوم تھا یون رنج کا سامان ہوگا ۔ جانتے تھے کہ اسیطرح گذر جائیگی ۔ چمن عیش
مین ہرگز نہ خزان آئے گی ۔ آرزو نخل محبت مین ثمر پائیگی ۔ یہ نہ سمجھے کہ قضا رنگ
نیا لائیگی ۔ واحسرتا کہ ہمپر یکا یک کوہ رنج و بلا ٹوٹ پڑا بالفعل سنا گیا کہ جناب
والد ماجد نے سفر دار البقا کیا اس سانحۂ بلاخیز و ہوش ربا و افسانہ ملال انگیز مصیبت
انتما نے خواب غفلت سے چونکایا افسوس کہ سایہ پدری سر سے اوٹھ گیا متاع
صبر و سکون لٹ گیا حسرت و حرمان نے مجھ ناتوان کا دل بیٹھ گیا اور آسایش
جہان سے دل پریشان ہٹ گیا بلکہ دنیا و کاروبار دنیا سے جی اوچٹ گیا غرض رات
دن رونا میرا کام ہے کیا کہون عجب انقلاب روزگار ہے جسطرف دیکھتا ہون
سامان ادبار ہے جن لوگون کو دیکھتا تھا کہ صرف خیر خواہی والد مرحوم سے کام رکھتے
تھے اب وہ ہی درپے آزار اور نقصان کے خواستگار ہین اسطرف کی تجارت مین
بجائے کمی بلکہ دیوالہ نکلنے کے آثار ہین حضرت کو رنج و غم سے فرصت کہان ہوگی
کہ اس عالم یاس مین کہ نہ مونس نہ مددگار پاس ہے تمام امور جزو کل پہ
نظر کرین اور ابواب جزئیہ اور مراتب کلیہ کو دیکھین لہذا گذارش ہے کہ آپ
مجھ خستہ و پریشان کو زیر سایۂ بلند پایہ حاضری کی اجازت دیوین اور اپنے
نزدیک بلالین تاکہ شرف سعادت پاکر مقدور بھر ہاتھ پانون مار دن

وبگڑے ہوئے کام سواروں تاکہ برسونکی کمائی مفت رائگان نہ جاوے اور
عمر بھر کی بضاعت پر نقصان نہ آوے ؎ تیری سمجھ کے آگے ناقص نہین
عبارت ٭ گو ہمسے حرف مطلب لکھنے مین رہگیا ہے ٭ آئندہ جو عقیدت نہاد
کو ارشاد ہووے بجا لاوے جب یہ نامہ خواجہ بہرام کے پاس پہونچا دو روز تک
دل ہی دلمین طرح طرحکی باتین سوچا پھر اپنے مصاحبون سے مضمون خط و
خواہش محسن ظاہر کرکے مشورہ طلب ہوا جسقدر خوشامدی و خود غرضی
بہرام کے پاس حاضر رہتے تھے وہ بخوبی جانتے تھے کہ محسن اگر یہان آویگا
تو بہرام کو سمجھا بوجھا کر اونکی بازار کو سرد کردیگا اسلیے دبان زبان سی پہلے
ایک بولا کہ محسن آپکو نادان جانکر اپنی لیاقت کا اظہار کرتا ہے دوسرے
نے کہا کہ الصاحب سواے اسکے وہ چاہتا ہوگا کہ یہان آنے کی بہ لجالت
پہلے اجازت لے پھر لوگون کو موافق کرکے قیامت برپا کرے تیسرے نے کچھ جھکی
جھکے کہان کہ جن لوگون نے اوسکو دیکھا ہے وہ جانتے ہین بچپن مین آفت کا
پرکالا شرارت سے فتنہ تھا اور ابتو بہت کچھ لکھہ پڑھہ بھی چکا ہے ہر ایک
نے اسی قسم کی باتین دیر تک کین و بہرام نے اون مکارون و خود غرضون
کے بیان کو سچ جانا اور بلا اعتراض گوش دلسے مخاطب ہوکر سننے لگا تب تو
دغابازونکو بہت کچھہ کہنے کی جرات ہوئی بے وجہ و بے سبب صرف
ایک خیال پر کہ شائد محسن اگر اونکے دام مین بہرام کو نہ پھنسنے دیوے
محسن بیچارے کی اذیت رسانی پر متفق ہوگئے اور جو کچھ جسمین آیا ایک دوسرے
اوسکے حالات کو بیان کیا آخر یہ بھی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کارخانہ دار

کوٹھی دمشق اوس سے موافق ہوگیا ہے اور اوس لئے اس لالچ سے کہ محسن مالک
ہوکر مراعات کریگا کچھہ اور نہ فتنہ کھڑا کیا ہو مثل مشہور ہے اکہ دیوانہ را ہوے
بس است ا بہرام آشفتہ ہوا اور کار پرداز کوٹھی کو رقعہ لکھا معلوم ہوتا ہے کہ
اندنون محسن سے تمہارا اختصاص بہت بڑھا ہے اور تمنے اسکو بہکایا ہے
نقد کو نسیہ پر ترجیح دینا اور خیالی پلاؤ پکانا بیفائدہ ہے آیندہ کو علوفہ مقرری
محسن کو ندیا کرو اور محسن کے دام تزویر سے بچو کارخانہ دار اس نوشتہ کو پڑھکر
پہلے حیرت مین آیا و محسن کی بیقصوری اور بہرام کی ناروا آزردگی
سے متاسف ہوا پھر اپنی نوکری کے واسطے گھبرایا کہ بہرام دیوانہ ہے
جو کچھہ اوسکے دلمین آتا ہے کرگذرتا ہے مبادا بوجہ وسبب طرفداری
محسن کی اوسکے دلمین راسخ ہوجاوے اور موقوف کردیوے تو مشکل ہوگی
اسواسطے بہتر ہے کہ محسن کو رنج وایذا پہونچاکر سرخرو ہون افسوس کہ اوس
بدطینت کارخانہ دار نے ایساہی کیا اور محسن کا درپے آزار ہوا علوفہ کے
بند کرنے پر اکتفا نکرکے دیگر تکلیف دینے پر اقدام کیا اور جو جو چاہا بہرام کو
لکھا انجام کو برادر نامہربان نے حکم لکھا کہ محسن کو مع اوسکی مان اور
بہن کے دوسرے مکان مین اوٹھادو کارخانہ دار تو قصاب کے مانند
ضرررسانی کو آمادہ و تیار ہی بیٹھا تھا محسن سے خواہش بہرام کو ظاہر کیا اور
مکان سے اوٹھا دینے مین کدوکاوش کی اور ذرا بھی مروت روا نرکھی
بلکہ اوس بے رحم نے مال و اموال بھی سب چھین لیا اور توشہ خانۂ بہرام
مین داخل کیا خدا ویسی مصیبت کسیکو پیش نہ لاوے جو بیچارے محسن پر

بوجہ شرارت حواشی بہرام اور خیانت کارخانہ دار دمشق ہبتس ہوئی محسن اور
اوسکی رنج سے اس درجہ کو نحیف و زار ہوا کہ آخر بیمار ہوا اور زندگی کا بھروسا
نرہا اب تپ ہو رہا تھا اور نہ کوئی خبرگیران و غمگسار رہا تھا اور نہ اوس
بیماری مین مونس و تیمار دار مادر مہربان خود مبتلاے وسواس و خلجان اور ہمشیر
بھائی اور ماں کے حالات سے دلگیر و حیران دو ایک تاجر جنسے تعارف تھا کبھی وہ
آتے تھے اور محسن کو سمجھاتے تھے غرض عرصہ کے بعد وہ بستر علالت سے اوٹھا
اور خوض و فکر مین تھا کہ کسطرح اپنی عمر کو بسر کرے نہ تو یہ ہو سکتا تھا کہ اوس
شہر مین جہان ملک التجار کا وہ فرزند مشہور تھا بے حرمت ہو کر رہے
نہ اسقدر مقدور تھا کہ تجارت کرے بصلاح اوسی مرد مسن تاجر کے جسکے پاس
ایام طالب علمی سے محسن آیا جایا کرتا تھا یہ قرار پایا کہ اپنی والدہ اور بہن کو
اوسی سوداگر کی حفاظت مین چھوڑ کر خود سفر جو بیشتر وسیلہ ظفر کا ہوتا ہے
اختیار کرے محسن کو یہ صلاح نہایت پسند آئی اور اپنی ماں سے مشورہ کیا
ہرچند مفارقت محسن کی اوسے شاق تھی مگر وہ بیچاری کیا کرتی سنگ صبر
اپنے سینہ پر رکھکر اجازت دی بہن نے جسوقت سنا بہت کچھ سر دُھنا غرض
اوسی ہفتہ مین متوکل بخدا ہو کر یورپ کی جانب گام فرسا ہوا نہ خاطر خواہ زادراہ
نہ کوئی رہبر ہمراہ اور نہ راستہ و سبیل سے آگاہ ملک بیگانہ نہ جاے مقصود
نہ منزل مسعود کا ٹھکانا بیکسی اور تنہائی ہمراہ لب پر نالہ و آہ و ملمین غم
بینوائی مصیبت پیادہ پائی چلتے چلتے جہان تھک جاتا تھا بیٹھکر یہ شعر
پڑھتا شعر حسرت پہ اوس مسافر بیکس کے روئیے * جو تھک گیا ہو بیٹھ کے

منزل کے سامنے + ہرچند چلنے پھرنے کی عادت رکھتا تھا جفاکشی اور محنت شعاری
اوسکا طریقہ تھا لیکن امیرزادہ تھا پیادہ پائی سے پانون مین چھالے پڑ گئے
کثرت رفتار سے جابجا پاؤن کٹ گئے محسن کبھی کچھ دیوانہ وار بکتا تھا
ذوق دشت جنون مین خارون سے چھل چھل کے آبلے + کیا پھوٹ پھوٹ
رو لئے ہین مل مل کے آبلے + کچھ خون چکان نہ خار سے ہین چھل کے آبلے +
خود پھوٹ پھوٹ روتے ہین مل مل کے آبلے + کبھی ناساعدت بخت کا شکوہ
کرتا کبھی آنکھ اوٹھا کر فلک کی طرف دیکھتا و کہتا ؎ پیستا ہے کس لیے
گردون مجھے حیران ہون + آسیا پھرتی نہین ہے ایکدانے کے لیے +
تھوڑے دنون مین عجب صورت ہو گئی اگر کوئی اوسکو دیکھتا ہرگز نہ پہچانتا
بدن نازو نعمت کا پلا ہوا سوکھ کر کانٹا ہو گیا کپڑے پھٹ گئے بال گرد
راہ سے اٹ گئے غرض بعد قطع منازل و طے مراحل چلتے چلتے محسن بصرہ مین
پہنچا اور جسقدر ہوسکا دوڑا دھوپا سعی و کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت
نکیا مگر کسیکو متوجہ حال نپایا شعر کرے ہے کلفتِ ایام ضائع قدر مردونکی +
ہوئی جب تیغ زنگ آلودہ کب جاتی ہے پہچانی + حقیقت مین جب انسان
بے حیثیت ہو جاتا ہی تو جوہر قابلیت کا نہین کھلتا اور وہ شخص کسیکی نظر مین
نہین جچتا خصوصًا اوس جگہ کہ جہان کوئی واقف اور صاحب تعارف نہو
مردمان عاقل سے خود ثنائی اور تعریف جوہر ذاتی نہین ہوسکتی ہی بلکہ اظہار
جوانی کا عالم پیری مین و بیان اقتدار کا حالت محتاجی مین دلیل سفاہت
ہوتی ہے باوجود اوس نارسائی کے محسن سیدل نہوتا تھا اور بحکم السّعیِ مِنّی

وَلَا الْتَمَامِ مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ جستجو مین مصروف تھا اور اپنے دلکو سمجھاتا تھا

گر طالب صادقی زنایاب منال پیدا گردد + واین عقدہ کہ بستہ است وہمش
بخیال بہم وا گردد + گر آبلہ افتاد بپائی طلبت زنہار مالیست + شاید کہ ہمین
بیضہ بر آرد پر و بال عنقا گردد

باب دوم

ایک دن صبح کو اوٹھکر ایک سوداگر مشہور کی دکان پر گیا اور بعد بجا لانے
سلام کے جا کر بیٹھ گیا اور منتظر رہا کہ شاید مرد اجنبی جانکر وہ تاجر مستفسر ہو
اتفاقاً وہ اپنے کاروبار مین ایسا مستغرق تھا کہ استفسار نکر سکا اور بڑی دیر تک
یہ بیچارہ حالت انتظار مین گرفتار رہا حتی کہ وقت چاشت بھی گذرا اور معلوم ہوا
وہ سوداگر اوٹھ کر چلا جاویگا لیکن جیسے ہی تاجر کو مہلت ملی اوسنے محسن کو
قیافہ سے ذی عزت اور صاحب لیاقت جانا اور میلے کچیلے کپڑون پر نظر
نکر کے پوچھا کہ آپ کا نزول اجلال کس سمت سے ہوا ہے اور صاحب کی
یہان قدم رنجہ فرمانے کی وجہ کیا ہے محسن نے اس توجہ اور سوال کو غنیمت جانا
اور بخیال اسکے دو چیز تیرہ عقل است دم فروبستن + بوقت گفتن و
گفتن بوقت خاموشی + اظہار اپنی زاد و بوم کا کر کے بیان کیا کہ بتلاش معاش
اس شہر مین وارد ہوا ہون حیثیت ظاہری تو کچھ نہین رکھتا نہ ایسی قدرت ہے
کہ تجارت کر سکون البتہ لاچار ہو کر خواہش اسکی رکھتا ہون کہ کسی سرکار مین
چندے رہون اور اپنی خدمات لائق جانفشانی دکھلاؤن تاجیکہ با قرنام
رکھتا تھا وطن کا نام سنتے ہی پہلے مسکرایا بعد اوسکے خواجہ بختیار اور ابراہیم

یعنی باپ اور بھائی محسن کا نام لیکر پوچھنے لگا کہ آیا تم اون سے واقف ہو محسن
نے عرض کی کہ بندہ پرور خواجہ بختیار مثل آفتاب نصف النہار مشہور شہر و
دیار ہے سوا اسکے کہ طبل و علم نہین رکھتا تھا باقی ہر طرحکا اوسکو اقتدار
تھا بہرام ماں باپ کی روح و جان کا آرام پیشتر ہی سے تھا اور اب تو
وہ صاحبزادہ باپ کا جانشین ہے کمترین خوب واقف ہے عرصہ تک
خواجہ بختیار کا خدمتگزار رہا و فن تجارت وہین سیکھا اور جو کچھ تجربہ حاصل کیا
یا پایا اوسی سرکار سے ملا اور اس فصاحت سے اس تقریر دلپذیر کو ادا کیا
کہ باقر سوداگر انتہا کو مسرور ہوا اور سب نوکرون کے زمرہ مین منسلک فرمایا
محسن شکر خدا بجا لایا اور اوسکی نوازش کا شکرگذار ہوا باقر نے اپنے
امورات سے چند روز مین فراغت پائی اور اپنی عزیمت جانب اپنے وطن
شہر فرحت بحر کے ظاہر کی محسن نے جو اوس چند روز مین اپنی لیاقت کی
نمائش کی اور صلہ خدمات مین بوجہ نوازش کثیر باقر کے آسایش اوٹھائی تھی
بکمال خوشی اوسکے ساتھ جانے پر راضی ہوا اور جہاز پر سوار ہو کر ملک
مصر کی طرف روانہ ہوا اور خلیج فارس کو طے کرکے خلیج ارمس مین پہونچا
تو محسن نے باقر کو مشورہ دیا کہ مسقط مین متوقف ہو کر اشیاء فارس و پارچہ
سوتی کو خرید کرے کہ وہ غالباً ملک مصر مین زیادہ قیمت کو بکے گا اور منافع
کثیر اوس سے ملیگا باقر نے مشورۂ محسن پر عمل کیا اور زیادہ اسپر
خوش ہوا کہ وہ حالات تجارت ہر بلاد پر بخوبی مطلع ہے چنانچہ بندر مسقط
مین بخیریت پہونچکر لنگر انداز ہوا اور بعرق ریزی تمام محسن نے بیشتر اون

اشیا کو جنکی نسبت مصر لیجانے کا ارادہ تھا اوسی قدر منافع پر جسکا ملنا
ملک مصر کے پہونچنے پر متخیل تھا فروخت کیا اور سوائے باریک کپڑون کے جو
ہندوستان سے وہان پہونچتے تھے اور اشیای فارس و نمکین مچھلیان بھی
خریدکین بعد اوسکے باقر کو ترغیب دی کہ امام مسقط سے جو جزائر مختلف پر
حکومت رکھتا ہے ملاقات کرے اور چند روز کے توقف کو بیجا و لاحاصل نہ جانکر
کچھہ ایسا بندوبست کرے کہ محصول مال تجارت مین آیندہ کو خفت ہو گو کہ یہ امر
آسان نتھا اور باقر کے خیال مین بہت ہی دشوار تھا مگر محسن نے بکمال
عرق ریزی اور وسائل معقول سے سامان ملاقات امام مسقط بہم
پہونچایا اور اپنے آقا کی ملاقات اس اسلوب سے ٹھہرائی کہ مقاصد
مضمرہ کے سوائے التفات خاص امام کی یہ حال باقر ہولی اور نیز محسن کی روشنی
امام نے اپنی بڑی مسرت ظاہر کی غرض بعد چندے پھر جہاز پر سوار ہو کر بحر
عرب کو طے کیا اور بحر احمر سے بدون پیش ہونے کسی امر مکروہ کے داخل ملک
مصر ہوکر بندر سوئیز مین لنگر کیا اس عرصہ مین سفر دریا مین جو کچھہ محنت
اور سلیقہ شعاریان محسن نے کین اونھون نے تمام تر باقر کو اوسکا فریفتہ
کردیا اور وہ اسقدر معتبر اور صاحب رائے صائب اوسکو سمجھنے لگا کہ بیشتر
معاملات مین اپنے سے اچھا کہتا اور اپنے تجربے اور درازی سن پر اوسکی
نوجوانی کی فہم و ذکا کو ترجیح دیتا تھا چنانچہ بندر سوئیز مین بھی زیادہ تر اظہار
حسن شعار اور سلیقہ کار کا محسن کو موقع ملا حتی کہ باقر نے معاملات تجارت
مین اوسکو ایسا ہوشیار سمجھا کہ ہر امر کو اوسکی رائے پر منحصر کردیا و مانند فرزند و نکے

اوسپر شفقت کرنے لگا پھر سوئیز سے دریائے نیل کے ذریعہ سے گیرو مین باقر
داخل ہوا اعزا و اقربا ورود مسعود باقر سے نہایت خوش ہوئے اور
وطن مین جو عرصہ کے بعد باقر پہونچا تھا اسلیے اکثر حوائج خانگی سے کاروبار تجارت
مین مشغول ہونے کا اوسکو موقع نملا تو بھی محسن نے فکر و خوض سے بلا تردد
اپنے آقا کے ایسا کچھ بندوبست کیا کہ بہت سا نفع اوسے ملا اہل شہر نے
جو باقر کو انتہا درجہ کو محسن کے خاطر کرتے دیکھا تو ہر شخص اوسکی ملاقات کا
شائق ہوا اور تھوڑے ہی دنو نمین محسن کی لیاقت کا چرچا مشہور ہوگیا
اس عرصہ مین کہ محسن کو تاریخ روانگی دمشق سے ایک سال کامل گذر چکا
تھا اور خیر و عافیت والدہ و ہمشیرہ پر وہ مطلق اطلاع نرکھتا تھا لہذا بیشتر متردد
و متفکر رہتا تھا و خاص کر اس وجہ سے زیادہ تر خلجان پیرامون خاطر تھا
کہ مکرر خطوط لکھنے پر بھی دمشق سے جواب نہ آیا تھا لاچار لیالی و ایام
اسی رنج و آلام مین بسر کرتا اور کچھ کہہ نہ سکتا کہ ایک روز باقر نے محسن سے
کہا کہ مین بوجہ کبرسنی سر دست ہل نہین سکتا اور سفر دریا اپنے لیے مضر جانتا
ہون اور کسی دوسرے کو سوای تمھارے بہتر نہین پاتا کہ اوسپر بھروسا کرون
بہتر ہوتا کہ تم تنہا تکلیف سفر گوارا کرتے اور کوٹھی ہای واقع غارہ و جافہ
و بیت المقدس و دمشق و حلب و موصل و بصرہ کا جائزہ لیتے محسن تو
بدل مشتاق ہی تھا کہ باقر کسیطرح ملک شام کا سفر کرے بمجرد استماع
اس مژدۂ فرحت افزا کے ملتمس ہوا کہ گو مین سفر شام سے انتہا کو خوش
ہون الا اپنے اوپر ایسا بھروسا نہین کرتا کہ ایسے امور اہم کو آپکی خاطر خواہ

اصرار کرسکون باقر نے حسب موقع کلام کیا اور اوسکے حسن رویہ سے اپنا
مزید اطمینان ظاہر کرکے تسلی دی چنانچہ محسن نے بسر وچشم منظور کیا اور مہیاے
سفر ہوکر روانہ ہوا بعد تھوڑے سفر خشکی کے کشتی پر سوار ہوکر بحر احمر سے
پار ہوا و غازہ مین جا پہونچا اگرچہ وہان دوکان مختصر تھی تو بھی بوجہ خیانت
ایک گماشتہ یہودی کے کاروہان کاروبار وہان کا ابتر تھا بعد موشگافی و انکشاف
مزید محسن پر کھل گیا کہ باقر کا روپیہ اوسنے اپنے ذاتی تجارت مین لگایا ہے اور اسوجہ سے
خاطر خواہ امور مفوضہ پر جیسا چاہیے توجہ نہین کرتا چنانچہ دوا غزہ کافی کرکے
نکاسی روپیہ کی کی اور دوسرے گماشتہ کو جو اوسکا زیر دست تھا منصوب
کرکے کیفیت واقعی باقر کو لکھی اور خود جافا کو گیا اور وہان بھی کچھ ایسا ہی اتفاق
ہوا اور ایسی غبن نکالی کہ جو باقر سے ممکن نہ تھی پھر بیت المقدس مین پہونچا
وہان کا کاروبار اون دونون مقامون سے زیادہ تھا اس لیے تردد بیشتر
از پیشتر کرنا پڑا اور ایسا کارنمایان کیا کہ تمامی تجارتی محسن کو بہت کچھ
سراہا پھر وہان سے باشتیاق تمام بخواہش بالاکلام قدمبوسی مادر گرامی
کے لیے دمشق کو منازل پیما ہوا افسوس کہ جسوقت بیچارہ دمشق مین پہونچا
پہلے تو اسپر مطلع ہوا کہ وہ مرد ہیرو تاجر عالیل جو مادر و خواہر محسن کا کفیل
تھا عرصہ قلیل گذرا کہ جہان فانی سے عالم جاودانی کو سدھارا باستماع
اس خبر کدورت اثر کے صبر نہ کرسکا و دیوانہ وار سودائی گر کے یہان
گیا اور وہان وہ حادثہ سنا کہ خدا کسیکو نہ سناوے کشت امید یکبارگی خشک
ہوگئی محسن کو معلوم ہوا کہ پانچ مہینے ہوئے کہ اوس بیچارے کی مان نے بھی

دنیاے فانی سے منھ موڑا اور بہن محسن کی بھی وہان نہین ہے آہ آہ جسدم
یہ کوہ رنج وغم بیچارے کے سر پر ٹوٹا دامن صبر ہاتھ سے چھوٹا دریاے
حسرت والم مین ڈوب گیا دل مین آہ لب پر نالہ جانکاہ سینے مین درد چہرہ
زرد آنکھون مین سارا جہان سیاہ حال تباہ ہو گیا کپڑے دست
الم سے چاک سر آلودہ خس وخاشاک غرض اس مصیبت مین کئی ہفتے
دروازہ بند کیے پڑا رہا آخر بجز صبر کوئی چارہ ہاتھ نہ آیا بعد
سکون وقرار ہرچند محسن نے اپنی پیاری بہن کی تلاش مین سر دھنا
مگر سواے اسکے کچھ معلوم نہوا کہ اوسکی روانگی کے چار مہینے بعد اوس
تاجر نیک نہاد خوش شعار نے جو اپنی بیٹی سے سوا حسن آرا کو چاہتا اور پیار
کرتا تھا ایک عجمی سوداگر سے جو ہوشیار اور سلیقہ شعار تھا موافق صلاح
اوسکی والدہ کے بیاہ دیا اور اسکے نکاح کے تیسرے مہینے مادر ناکام نے
بیمار ہو کر سفر آخرت کیا وہنوز اوس کا ماتم تازہ تھا کہ وہ تاجر نیک نام بھی
چل بسا یہ مصائب جو پے درپے واقع ہوئے تو ظہیر شوہر حسن آرا جسقدر
بے یارو یاور ہو گیا وکسیکا سہارا یہان پردیس مین اوسکو نرہا اوس سے
زیادہ حسن آرا کو وحشت نے گھیرا آخرش دونون نے دمشق کو چھوڑا اور
اپنے وطن کا راستہ لیا لیکن یہ نہ کھلا اور اسکا پتا نہ چلا کہ ظہیر خاص کر
اصفہان کو گیا یا کسی اور بلاد ایران مین کسی شہر کو روانہ ہوا اور وہ گماشتہ
برادر نامہربان محسن بھی بتلا نہ سکا مہرام ہی کا ٹھیک ٹھیک حال سُنا کہ وہ
کہان کو گیا اور کیون کاروبار تجارت بہرام کا وہان سے اٹھ گیا لاچار

فرزندارجمند سے قصہ غارتگری اور سفاکی غارتگرونکا نقل کیا فرزند امیر نے
بھی محسن کو دیکھا اور اوسکی زبانی حال سنکر نہایت افسوس کیا و خلیفہ
بغداد سے کیفیت گذارش کرکے غفلت عمال و بے انتظامی محافظان راہ کی
شکایت کی خلیفہ نے بمجرد سماعت اہالیان انتظام کے اپنے ناخوشی کے حکام
جاری فرمائے اور گرفتاری مجرمون کے لئے سخت تاکید کی اور بعد صحت
محسن کو حضوری کا بھی حکم دیا غرضکہ پھر کئے مہینے مین مرہم وپٹی و علاج سے
محسن نے صحت پائی و غسل صحت کیا اور امیر با توقیر اور اوسکے فرزند گرامی کا انتہا
کو شکر گزار ہوا و پھر حسب الایما خلیفہ بغداد کے حضور مین حاضر ہوکر بکمال ادب
تسلیم بجا لایا اور تعظیم شاہانہ بطریق شایستہ و آئین بائستہ ادا کرکے
سودب کھڑا ہوا خلیفہ نے نظر مرحمت سے محسن کی جانب نگاہ فرمائی
اور بکمال نوازش سے بیٹھنے کی اجازت دی اور استفسار حال فرمایا
محسن نے ابتدا سے انتہا تک اپنی سرگذشت ایسے فصاحت اور بلاغت سے
بیان کی اور اس سلسلہ سے آغاز تقریر کیا کہ انجام تک حضار دربار گوش
رغبت سے سنتے رہے خلیفہ نے لطافت تقریر سے محسن کو فاضل اکمل اور
ادیب بے بدل اور مورخ بے مثل سمجھ کر بعد اظہار تاسف غارتگری مال اور
اذیت جراحت ارشاد کیا کہ ابتدا سے حال عرب کا بیان کرو محسن نے
دست ادب جوڑکر عرض کیا کہ جہان پناہ ہیئت ملک عرب کی بصورت مثلث ہے
مغرب کی جانب بحر عرب ہے اور جنوب کو بحر عرب اور جانب مشرق خلیج فارس
وشمال مین ملک شام یہ مقام جس مین دار الخلافت حضور کا واقع

سے ہے عراق کہلاتا ہے پس تین طرف عرب کا پانی سے گھرا ہوا ہے اور صرف شمال کے جانب تا بحیرۂ سیاہ زمین ہے و بعد اوسکے ملک یورپ کا ہے جبسے کہ فتوحات غیبی اور تائیدات سرمدی سے سلمانون کے دین و ملت کو فروغ ہوا اور ملک شام مفتوح و تسخیر ہوا اب سے ملک شام بھی عرب مین شامل ہو گیا ابتدا مین اہل عرب جو حضرت اسمعیلؑ کے نسل مین ہین بجز اپنے اپنے امرا ر قبائل اور شیوخ کے اطاعت کے کسی بادشاہ کے مطیع و منقاد نہ تھے اور اونت گھوڑے اونکے عمدہ جائداد تھی اور جہان چاہتے تھے چلتے پھرتے تھے اور ریگ صحرا کو مطلق دھیان مین نہ لاتے تھے سکندر نے جبکہ نشو و نما پائی اور ملکون کو بہ فیروزی تمام فتح کرنا شروع کیا تو عرب کو بھی اپنی حکومت مین داخل کیا اور اوسکے بعد سلاطین فارس نے اپنا قبضہ کر کے لوا رسلطنت بلند کیا یہان تک کہ زمان نوشیروان مین جناب رسول خدا صلعم کا تولد ہوا اور مذہب اسلام سے اہل عرب فائز ہوئے اوسوقت جو محاربات پے در پے عرب مین واقع ہوئے اونسے مقصود تسخیر ملک نہ تھا بلکہ اون لڑائیون سے مطلب رواج دین اسلام سے تھا چنانچہ جو کچھ اوس زمانہ مین ہوا اور اب تک ہوتا آیا بلا میری گذارش کے مثل آفتاب نیم روز کے ظاہر ہے اور میری گذارش کا محتاج نہین ہے

خلیفہ نے یہان تک محسن کے بیان کو سنکر اظہار اپنی خوشی کا فرمایا اور دربار برخاست فرما کر محسن سے ارشاد کیا کہ اگر کل بھی تم اسی وقت حاضر ہو تو مین اور کچھ تم سے استفسار کرونگا محسن نے دعا سلامتی دیکر

عرض کی کہ اپنی سعادت دارین سمجھکر حاضر ہونگا اور رخصت ہو کر چلا آیا دوسری
روز پھر اوسیوقت معہود پر اپنے محسن زادے کے ساتھ دربار
مین حاضر ہوا خلیفہ نے بنظر انکشاف مزید لیاقت ایما فرمایا کہ مین حالات
اسپین کے سنا چاہتا ہون کہ مسلمانون کے پہونچنے کے پہلے اوس ملک
کا کیا حال تھا اور کن سلاطین کے تحت وتصرف مین تھا محسن نے زانوے
ادب کو تہ کرکے گزارش حال شروع کیا کہ جہان پناہ اسپین ایک
ملک یورپ کا ہے اور جنوبی سرحد پر بحیرۂ روم عین مقابل سلطنت باربارہ کے
واقع ہے مغرب وشمال مین بحر ظلمات محیط ہے کہ جسکے اوس پار کا حال
کسیکو بھی نہین معلوم ہے اور اب تک کسی کی جرات نہین پڑی ہے
کہ اوس طرف کو جاوے اور وہانکی خبر لاوے اور اسپین کے مشرق و
جنوب مین بحر میڈیٹرنین عرف بحیرہ روم ہے البتہ ایک کنارہ
شمالی اسپین کا ملک فرانس سے ملحق ہے ابتدا آبادی ملک اسپین کی اولاد
قلات سے جو نسل عبرانی سی تھی شروع ہوئی قدیم سے وہان کے
باشندے جوہر لیاقت وہمت وجرات وثابت قدمی وجوانمردی مین
ممتاز تھے مگر علم فلاحت اور طبیعیات مین محتاج تعلیم اہل یونان رہے
لہذا حکماء یونان بیشتر واسطے پہچاننے وتبلانے خاصہ زمینون اور
نشان دینے معدنون کے جایا کرتے تھے بعد چند عرصہ کے کارتھجون نے
جو ایک جماعت بوجہ سکونت شہر کارتھج مشہور تھے قصد دبانے بعضے
بلاد اسپین کا کیا اور بنیاد کارتھجون کی تواریخ قدیم سے یون

معلوم ہوتی ہے کہ جو باشندگان ٹاہی انیس کی ڈیڈو ہمشیرہ شاہ تید کے
ساتھہ ٹائی انیس سے نکل آئے تھے اونھون نے کارتھیج مین سکونت
اختیار کی اور چستی اور چالاکی سے اپنی تجارت کو خوب ترقی دی اور جہاز
رانی بھی سمندر مین شروع کی چنانچہ بیشتر اون زورق اور کشتیان
جزیرہ کنارے کی جنوب مین چلنے لگین اور بیشتر مشہور شہرون کی بنیاد بھی
اونکی پڑی اور رفتہ رفتہ اونھون نے ملک گیری پر جرأت کو بڑھایا
چنانچہ بیشتر جزائر سیڈی ٹری نین پر قابض ہوگئے اوسی ضمن مین
ملک اسپین پر بھی مسلط کیا اور معدن ہاے نقرہ کو تلاش کرکے
کھودنا شروع کیا اون کی تدبیر نظم ونسق کی یہ تھی کہ چھوٹے بڑے جمع
ہوکر دو آدمیون کو جنھین ہر طرح لائق پاتے تھے سفتس کا لقب جس کے
معنی منصف کے ہین عطا کرتے تھے اور اون کو افسر ملک قرار دیکر
اختیار فرمان روائی سلطنت دیتے تھے اور اون کی ماتحتی کے لیے بھی
پانچ شخص اور اوسیطرح خاص وعام کا اجماع کرکے چھانٹ لیتے تھے
چنانچہ منصفون کی اطاعت مین پنچایت مذکور کے ذریعہ سے سارے
مہمات ملکی و ملکی انجام پاتے تھے اور وہ منصف اور پنچ بدون ارتکاب
جرم سنگین و قبیح اور ظہور قصور صریح معزول نہوتے تھے واگر
کبھی کوئی اونمین کا مرجاتا یا شاذ ونادر معزول ہوتا تھا تو اوس کی جگہ
دوسرا حسب شورکہ عوام مقرر ہوتا تھا اور اس تدبیر شایستہ اور ترکیب
بائستہ سے اس خوبی سے انتظام سلطنت وکاروبار عدالت انصرام

پاتا تھا کہ اگر ایک ذی اختیار فرمان روا ہوتا تو کبھی نہ کرسکتا خاص
دعام منصفون اور پنچون کے احکام کو اپنے ہی حکم جانتے تھے اسلیے
کہ پنچ جس قانون جدید کا اجرا چاہتے تھے اوسکو پہلے روبرو منصفونکے
پیش کرتے تھے اور اگر رائے انصاف پیرا سے اتفاق ہوجاتا تھا تو بلا
تکلف نفاذ اوس حکم کا ہوجاتا تھا ورنہ برای غور و فکر مجمع خلائق کے
درپیش کیا جاتا تھا اور تصفیہ و فیصلہ اجماع کا دربارہ صدور یا
عدم صدور ناطق ہوتا تھا غرض عرصہ تک کارتھیج اپنے مقاصد اور مطالب
مین کامیاب رہے آخر اہل روم نے یہ چاہا کہ کارتھیجون کو تنہا متمتع
نہونے دیوین اور اس لیے تہمتنان نامی و شجاعان گرامی متفق ہوئے
اور قصد اسپین کا کرکے حرب و ضرب کا بازار گرم کیا چنانچہ وہان
کے جوانمردون نے بھی ڈی ای ای ٹش کو جس کی بہادری کا شہرہ
اور زور و طاقت و احتیاط کا آوازہ پھیلا ہوا تھا سردار بنایا
اور بڑی اولی العزمی سے مستعد نبرد و پیکار اور مقابلہ کو آمادہ و تیار ہوئے
الانجام کار کارتھیجون کی لاف زنی قحط سالی نے بیکار کردی اور سواے
اسکے کہ وہ رفتہ رفتہ قیصر روم کی اطاعت مین پشت خم کرین کچھ
نہ بن آئی مدت دراز تک رومیون کی حکومت قایم رہی بعد گاتھک
سلطان ای ڈالیہ واقع کیٹا لونیا نے عزم مفتوح کرنے اسپین کا
کیا اور لے لیا اور ستر ہ پشت تک اوسکی حکومت چلی آئی اور
اوسی خاندان کے بادشاہ نے مذہب عیسوی کو اختیار کیا

اور پھر بہ عہد خلافت ولید کے طارق نے جو حملہ کیا اور مسلمانون نے
کامیابی حاصل کی وہ محتاج میرے بیان کی نہین ہے کہ خود بخود ظاہر ہے
خلیفہ کو سلاست بیانی اور طلاقت لسانی اور فصاحت اور بلاغت
محسن پر نہایت مسرت ہوئی اور بالیقین مورخ اکمل اور دیگر
علوم مین فاضل بے بدل جانا اور چاہا کہ اپنی سرکار مین منصب عالی پر
ممتاز کرے محسن نے بعد بجا لانے آداب تسلیمات و مراتب شکرگزاری
کے گزارش کی کہ حضور پر مخفی نرہا ہوگا کہ خانہ زاد واسطے درستی
امورات اپنے مالک کے مصر سے چلا و راستہ مین غارتگرون
کے ہاتھہ سے برباد ہوا پس مین اگر اوسکی خدمت کو پورا نکرون
اور بلا حصول رضامندی اور اجازت اوس کے کام کو ترک
کرون تو صریح میری دیانت کے خلاف ہوگا اور مجکو یقین کامل ہے کہ
میری یہ حرکت میرا اعتماد و اعتبار اس سرکار ابد قرار مین بھی کھو دیگی خلیفہ
نے زیادہ تر اس بیان کو پسند کیا اور عطاے خلعت سے ممتاز فرما کر عہد لیا
کہ بعد اجازت اپنے مالک کے حاضر دربار ہو محسن رخصت ہوا اور
بعد کمال شکرگذاری اپنے محسن کے جسکی عنایت اور مصالحت کے
بدولت زندگی دوبارہ پائی تھی اور جس کے ذریعہ سے بارگاہ
خلافت مین رسائی ہوئی تھی آمادہ روانگی ہوا۔ محسن محسن نے امانت
معقول واسطے حفاظت کے کر کے رخصت کیا چنانچہ موصل مین پہونچکر
محسن اپنے آقا کی کوٹھی مین داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ بکمال تردد و

انتشارہ باقر سوداگر نے اوسکے تفحص حال مین متواتر خطوط لکھے ہین یہہ
سنتے ہی محسن کو کاروبار جوکرتا تھا کرکے جہان تک جلدی ممکن ہوئی
دریا کے راہ پر بصرہ کو پلٹ آیا اور جہاز پر سوار ہوکر روانہ مصر ہوا چونکہ
ہوا موافق تھی اور تقدیر درست مع الخیر سویز ہین لنگر انداز ہوا
اور لعجات عجیلہ شہر قاہرہ مین پہونچکر ملازمت باقر سے انتہا کو مسرور
و مطمئن خاطر ہوا باقر کو مطلق معلوم نہ تھا کہ اوس بیچارے پر کیا گذرا
اسلیے متردد تھا ہر گاہ قصہ مصیبت کو سنا اور تفقد و مرحمت اوس
رئیس باوقار پر مطلع ہوا تو اپنی جانب سے خاص کر شکریہ لکھا اور
موافق رسم ملک کی تحائف و ہدایا بھی ارسال کیے

باب سوم

قریب نو مہینے کے محسن کو اوس آرام و آسائش مین گذرے تھے کہ
سلطان نے باقر پر فرمائش خرید لونڈی و غلام حبشیون کی کی اسوجہ سے
باقر کو تشویش لاحق ہوئی آخر کار اوس کام کے لائق محسن کو تجویز
کرکے باقر نے محسن سے استدعا کی کہ وہ کمر ہمت کو چست کرکے سفر
اختیار کرے و لونڈی و غلام واسطے سلطان کے خرید کر لاوے اگرچہ
یہ کام محسن پر نہایت دشوار تھا اور بدل کراہیت رکھتا تھا کہ بندگان
خدا کے ساتھ وہ سلوک کرے کہ جو حیوانون کے ساتھ بھی نہین
ہوسکتا اور بار بار چاہتا تھا کہ انکار کرے اور اجازت خواہ ہوکر
بغداد کو چلا جاوے مگر بار احسان باقر کا اوسکی سر پر اسدرجہ تھا کہ

چارو ناچار منظور کرکے سفر کے لیے طیار ہوا اور غوض و فکر کرنے لگا کہ سفر
خشکی کا اگر اختیار کرے تو علاوہ اسکے کہ راہ دشوار گذار ہے صعوبات
بیشمار پیش آوینگی اور گو ممکن تھا کہ بلاد قریبہ سے وہ بیوپار کرتا
مگر چونکہ خاص کر سلطان کو غلام سرالی اون کے مطلوب تھے اور
اور وہان تک پہونچنا بدون سفر دریا کے آسان نہ تھا اس لیے شہر
قاہرہ سے روانہ ہوکر سوئیز کو آیا اور منتظر رہا کہ اگر کوئی جہاز اوس طرف کو
جاتا ہوا ملے تو اوسپر سوار ہو جاوے مگر بعد توقف و انتظار بھی کوئی جہاز
نملا بلکہ یہ معلوم ہوا کہ اگر شہر سمرنا کو جاوے تو وہان البتہ جہاز
ملیگا کیونکہ وہان اکثر انگریزی جہاز واسطے خرید کرنے افیون کے آتے
ہین اور جب قصد چین کا کرتے تو افریقہ کے پچھم جانب سے
گذرتے ہین اس لیے محسن نے قصد شہر سمرنا کا کیا اور چند روز کے بعد
سمرنا مین پہونچا اور اپنی تحقیقات کو صحیح پاکر ایک جہاز پر سوار ہوا کپتان
جہاز کا نہایت ہوشیار اور صاحب اخلاق تھا محسن کو زیرک اور فہیم
پاکر زیادہ تر مہربانی کرنے لگا اور چند روز مین بندر جبرالٹر مین داخل
ہوا اور وہان جہاز کو لنگر کرکے بعد آسایش و آرام پھر لنگر اوٹھایا
اور جزیرہ کنار مین پہونچا محسن بھی وہانکی لطافت آب و ہوا اور
سیرابی زمین پر نہایت خوش ہوا پھر وہان سے بھی بعافیت تمام
جہاز روانہ ہوا جبکہ جہاز ایک بڑی ریتی کے قریب جو درمیان جزیرہ
بلیکا اور ولندہ کے پہونچا تو طوفان شدید اوٹھا اور امواج دریا پستی

اور بلندی زمانہ کی دکھلانے لگین کارآزما گھبراتے تھے ہر ایک طرح کی
تدبیرین کرتے تھے مگر ظاہر ہے کہ تقدیر کے آگے کوئی تدبیر پیش قدمی
نہین کرسکتی ہر ایک فکر اولٹی پڑتی اور نتیجہ بد دکھلاتی تھی اوسوقت
جو فکر و تشویش لاحق حال ہوئی وہ بیان سے باہر ہے قصہ
مختصر جہاز نے بڑے بڑے صدمے اوٹھائے اور اس درجہ بیکار ہوا
کہ اوسوقت ہر ایک راکبان جہاز سے ملک الموت کا منتظر تھا کہ ناگہان
دریاے رحمت سرمدی جوش زن ہوا اور بات کی بات مین وہ طوفان
جس سے نجات ملنے سے یاس ہوچکی تھی برطرف ہوگیا موجین اعتدال پر
آگئین تب تو لوگون کے جان مین جان آئی فوراً کپتان جہاز نے لنگر
کیا اور جہاز کی مرمت کے قصد سے خیمے برپا کیے اور شکست و ریخت کی
درستی پر ہر ایک بکمال چابکی و چستی تُلے محسن کو اوسوقت کمال خوشی
ہوئی اور منتظر ہوا کہ بعد درستی جہاز کے وہ منزل مقصود پر جو وہانسے
قریب تر تھا پہونچ جائیگا مگر خواہش تقدیر یہ کہان تھی کہ محسن جاکر
بے غلام بنے غلامون کو خریدکرے دفعتاً ایک گروہ اہل عرب کا جو
لوٹ پاٹ کو ادھر اودھر پھرا کرتا تھا نمودار ہوا قافلہ اونکا جہازیون سے
کہین زائد تھا بجلی کے مانند وہ آن گرے اگرچہ اونکے مقابلہ مین جہازیون نے
کوئی دقیقہ مردی و مردانگی کا فروگذاشت نہین کیا لیکن ظاہر ہے کہ ایک
کی دوا دو اور دو کا علاج چار کسیطرح تاب مقابلہ نہ لاسکے مغلوب
ہوئے اون سفاکون نے کمال بیرحمی اور قساوت سے دار و گیر شروع کی

اور مال اور اموال جہاز کو غارت کیا اور سنگدلی سے ہر ایک کو جو
مرنے سے بچے تھے پکڑ لیا الغرض بیان اوس ظلم و ستم کا زبان قلم سے
ادا نہین ہوسکتا سارے منصوبے خاک مین ملگئے اور سبکے سب پنجہ مردمان
سفاک مین آگئے اون بے دینون کو مسلمان سمجھ کر محسن نے برسم اسلام
سلام کیا اور اپنے دین پر مطلع کیا مگر کچھ پر سماعت نہ کی اور کہنے
لگے کہ ہرگاہ کلام مجید تک بک سکتا ہے تو ہیچ مسلمان ہین کیا گناہ
باک ہے دنوافق معمول کے اپنے ساتھ لیے ہوئے وہ جفا جو جل نکلے
اور دور لیجا کر خیمے اپنے برپا کیے جابجا اپنے موقع سے گھوڑے
لگا دئے اور موافق اپنے طور کے غنیمت کو تقسیم کر لیا محسن بھی ایک کے
حصہ مین آیا نوکر کسیکے قبضہ مین گئے اور منتشر ہوکر ساری قیدی منقسم ہوگئے
جسکے ہاتھ محسن لگا تھا وہ سفاک جھوٹھ موٹھ اپنے کو مسلمان اور دیندار
جانتا تھا ایک ہفتہ کے بعد اوسکو یقین ہوگیا کہ محسن مسلمان ہے
اور اوسکا غلام بنانا آئین اسلام کے خلاف بلکہ حرام ہے اسلیے
چھوڑ دیا مگر وہ آزادی اوس گرفتاری سے کہین بدتر تھی نہ کھانے کا
ٹھکانا نہ چلنے پھرنے کا قابو ملک بیگانہ غرض کہ بیچارہ متحیر و حیران
و مضطر و پریشان ہوکر اوسی عرب سے ملتجی ہوا کہ غلام سے بھی
بدتر سمجھے اور جو خدمت چاہے لے مگر اسقدر مہربانی کرے کہ اپنے
ساتھ رکھے اور کسی ایسے مقام مین پہونچا دیوے کہ کسیطرف جانیکا
ٹھکانا لگے الاخلق و مروت کا وہ کیا اوسکی ساری قوم نا آشنا نام

نجات تھے لہذا بقدر محسن نے منت ولجاجت کی سب بیکار ہوئی و بجز
اسکے کچھ نہ بن پڑا کہ مایوس و ناکام جب تقاضا ہونے لگتا تھا اوسی طرف کو یہ
سوچتا ہوا چل کھڑا ہوا کہ اگر کسیطرح صحیح و سلامت وہان تک پہونچا
اور شہر سے کوئی بھولا بھٹکا جہاز بھی آ نکلا تو شاید مصیبت سے
چھوٹون اور وطن کی صورت دیکھون ہرچند دشت و بیابان کی انواع
واقسام کے درندون وگزندون کی دہشت اور تنہائی کی وحشت سے
جہان پتا کھڑکتا تھا دل دھڑکنے لگتا تھا اور لوٹیرون کے ڈر سے پتہ
پانی ہوتا تھا اور حبشیون کے خطرے سے قدم نہ اوٹھتا تھا مگر مرتا کیا نہ کرتا
افتان وخیزان چلا جاتا تھا چلتے چلتے آخر آفتاب غروب ہوا
رات سنسنانے لگی و جانوران صحرائی کی آوازین آنے لگین حفظ کی صورت
سواے اسکے کچھ نظر نہ آئی کہ درخت پر چڑھ رہا خدا خدا کرکے ساری رات
درخت کی ڈالی پر کاٹی و دوسرے روز آفتاب کے نکلنے پر درخت سے
اوترکے پھر چلا تھوڑی دور نہ گیا تھا کہ تمازت آفتاب کی شدت ہوئی
ریگ بیابان جلنے لگی رات و دن کا بھوکا پیاسا تھا حالت تغیر ہوئی
طاقت رفتار نے جواب دیا بیچارہ جو قدم اوس تپی ہوئی زمین رکھتا تھا
گویا جلتے ہوے چولھے مین پڑتا تھا مجبور ہوکر ایک درخت کے سایہ
مین گر پڑا تھوڑی دیر نگذری تھی کہ دفعتاً حبشیون کا ایک گروہ بلاے
ناگہانی کیطرح آپہونچا اون کی صورت دیکھتے ہی محسن کے ہوش
اوڑ گئے آنکھین بند ہو گئین حبشیون نے اوس صورت و شکل و وضع

ولباس کا آدمی کبھی کاہیکو دیکھا تھا اونکو بھی تعجب ہوا کوئی حیرت سے
منھ تکتا تھا کوئی کوئی نادیدہ کپڑون کو دیکھتا تھا کوئی گھبرا کے جھجکتا تھا
کہ شاید فرشتہ ہے محسن نے پڑے پڑے جو یہ حال دیکھا تو اپنے دلمین کہا
بدن سے شہر مین دل سا بھی بادشاہ نہین + حواس خمسہ سے بہتر
کوئی سپاہ نہین + ہمت کو ہارنا نچاہیے اور یہ سمجھکر اپنے حواس کو جمع کیا
تو اس سے بہتر تدبیر حفاظت کی سمجھ مین نہ آئی کہ اونھین حبشیون کے
ساتھ ہو جاوے اور چاہے مارین چاہین پالین اون کا پیچھا نہ چھوڑیے کیا
عجب کہ وہ مہربان ہون اور وہی ذریعۂ نجات بنین اور یہ سوچکر اوٹھ بیٹھا
وا پنی بھوک پیاس اشارے سے جتائی حبشی بھی آخر بنی آدم تھے آپس مین
کچھ بڑبڑائے اور دو تین ادھر اودھر دوڑے اور جلدی سے پانی لائے
اور جو کچھ اون کے پاس تھا محسن کو کھلایا اور پانی پلایا اور اشارہ کیا
کہ ہمارے ساتھ چلو محسن نے خوش ہو کر منظور کیا اور ان کے ساتھ
ہو لیا حبشیون نے اودھر اودھر جنگل مین پھر کر کے جانورون کو تیرسی
شکار کیا اور درختون کی جڑین کھود کے پشتارہ باندھا اور قریب شام
کے اپنے جھوپڑون مین آئے سارے گانون والے محسن کے دیکھنے کو
جمع ہو گئے اور محسن کی صورت دیکھ دیکھکر آپس مین ہنس ہنسکے
کچھ کہتے رہے آخر شش کچھ رات گئے ایک حبشی محسن کو اپنے جھوپڑے
مین لیگیا اور کچھ کھلا پلا کر سونے کا ٹھکانا بتایا محسن اونکے اوس
سلوک سے قوی دل ہوا اور اوس بدوی مسلمان کی بدسلوکی کو یاد کر کے کرکے

سو گیا ہنوز صبح نہوئی تھی کہ جھونپڑے کے چارو طرف حبشیون کی بڑبڑاہٹ
اور آمد و رفت کی آہٹ پاکر آلہی خیر کہہ کر بستر سے اوٹھا و جلدی
جھونپڑے کے باہر آیا تو دیکھا سیکڑون عورت و مرد جوان بڈھے
چھوکرے اودھر اودھر سے آکر جمع ہین و برابر چلے آتے ہین اس کیفیت سے
پہلے تو محسن کو کھٹکا ہوا کہ شاید کچھہ سامان اذیت کا مہیا ہوتا ہے مگر تھوڑی
دیر مین اطمینان ہوا کہ وہ سب تماشائی ہین اور میری صورت دیکھنے کو
مجتمع ہوے ہین یہ سنکر محسن نے کہا ع اللہ ری تری شان حکیمی
کہ جس سے ہم + سنکر تماشا گاہ جدا ہم سے ہم ہوے + اور یہ کسیکی تمنا +
ع ترقی سے بھی ہم ہرگز تنزل مین نہ کم ہوتے + جو ہونے کو ہوسے
پتھر تو پتھر سے صنم ہوتے + مجھہ پوری ہوئی قصہ مختصر دو ہفتہ اسی حالت
مین محسن کو وہان گذرے ایک ایک روز کئی حبشیون کے گھر مہمان ہوا
تیسرے ہفتہ مین اون حبشیون نے جو جنگل سے محسن کو لائے تھے آپس مین
مشورہ کرکے محسن کو ایک عجیب و غریب تماشا لائق نذر اپنے سلطان
کے قرار دیا اور اپنے ساتھہ لیکر ایک سمت کو روانہ ہوے
محسن اگرچہ یہ نہ سمجھا تھا کہ کیون اور کس غرض سے حبشی کہان لیے جاتے
ہین مگر تو بھی نہ گھبرایا اور یہ سمجھکر کہ اون حبشیون کی غلامی اوس جنگل مین
بیکسی اور بے بسی کے مرنے سے کہین بہتر ہے خوش خوش ہمراہ
ہولیا - جس راستہ ہوکر وے حبشی محسن کو لیکر گذرتے تھے
گانوٴن والے دیکھنے کو دوڑتے تھے اور اپنا کام کاج چھوڑ کے دوسرے

گانون تک دیکھتے دیکھتے چلے جاتے تھے اور جہان رات کو بستے تھے گانون
والے خاطر کرکے رکھتے تھے غرض کئی دن کے بعد محسن اون حبشیون
کے ساتھ دریاے ناگود پر پہونچا اور وہان سے چلکر عجیب وغریب
جانور مثل دریائی گھوڑا و زرافہ وز برا جنھین کبھی آگے نہ دیکھا تھا
دیکھتا ہوا اور خود تماشا بنا ہوا قریب سگو کے پہونچا حبشیون نے
جو لستان شہر دور سے دیکھا نہایت خوش ہوے اور اوچھلتے کودتے
سلطان کی ڈیوڑھی کی طرف دوڑے ۵ دید محسن کے تھے وہان
مشتاق حبشی ہر طرف + شہر مین نکلا جو وہ رستے مین میلہ ہوگیا
آخرش مجمع کثیر کے ساتھ وے حابشی محسن کو لیے ہوئے دردولت پر
حاضر ہوئے خدام سلطانی بھی دیکھنے کو دوڑے وا ایسا شور وغل ہوا کہ
سلطان نے مشتاق ہوکر جلد اپنے سامنے بلوایا — سلطان ایک
عجیب قطع کے شامیانہ کے نیچے جو میدان مین ایک چوب پر کھڑا ہوا
تھا چوکی پر پانون پھیلائے بیٹھا ہوا تھا اور ہاتھ پانون و گلے مین بھونڈی
وبھدی سل اور ہمنگم زیور پہنے تھا اور مٹی کا ایک بڑا سا مٹکا چوکی
کے قریب رکھا ہوا تھا محسن سلطان کی صورت دیکھتے ہی آگے
بڑھا اور بڑے ادب سے جھککر آداب بجالایا او حبشیون نے بھی
موافق اپنی رسم کے سلطان کو سجدہ کیا ادھر تو محسن اوس دربار کی
شان دیکھ کر متحیر ہوا کہ حبشی لنگوٹیان باندھے ننگ دھڑنگ
برچھیان لیے کھڑے تھے اور وہ جو ارکان دولت کہلاتے تھے وہ بھی

تھے تخت کے کچھ سامنے اور کچھ دہنے بائین بیٹھے تھے اودھر سلطان
محسن کو نادرالوجود اور غریب الخلقت سمجھکر حیرت مین تھا اور تعجب کی نگاہ
سے دیکھ رہا تھا اوسی حالت مین اون حبشیون نے جو محسن کو لائے تھے
بڑھکر محسن کا جنگل مین گرفتار کرنا و نذر کو حاضر کرنا بڑے ست روم سے
اپنی زبان مین بیان کیا اون کی عرض و معروض کو سنکر
سلطان نے اوس مٹکے مین ہاتھ ڈالا اور دو دو مٹھی وہان کا سکہ
ہر ایک کو اونمین سے انعام دیا اونھون نے بڑی خوشی سے عطیہ سلطانی کو
لیا و سجدہ کرکے رخصت ہوے —
جب وہ حبشی چلے گئے تو سلطان نے اپنی زبان مین محسن سے کچھ پوچھا
ہرچند محسن اونکی زبان نہ جانتا تھا مگر سمجھا کہ میرا استفسار حال کرتا ہے
بیساختہ رونے لگا اور زبان حال سے بولا ؎ اسیر رنج و غم ہون ہون مریض
جان بلب مین ہون ✥ اور اوسپر اتبلک جیتا ہون مین کوئی عجب مین ہون ✥
سلطان گو وحوش سیرت تھا مگر جامۂ انسانیت مین تھا محسن کے مطلب کو سطح
سمجھ گیا اور اپنی شان ریاست سے بتوجہ تمام سنکر کہا کہ خاطر جمع
رکھو یہان کچھ ضرر تمکو نہ پہونچیگا اور پھر زندان بان کی جانب متوجہ
ہوکر حکم دیا کہ اس تازہ گرفتار کو اپنے ساتھ لیجاؤ اور پرورش و برداشت
مین اہتمام کرو وہر طرح سے آرام دو محسن اوسکے ساتھ چلنے سے
گیا اور ایک ہفتہ تک وہان رہا اس عرصہ مین بجز غیر آزادی کے اور
کسی قسم کی تکلیف جو نہ پائی تو محسن کو اپنی آزادی کی فکر ہوئی

محسن کا سلطان جنگلی کی خدمت مین پیش ہونا

مضمون

ہنوز خوض وغور سے کچھ نتیجہ نہ نکلا تھا کہ غیب سے سامان خود بخود ہوا
سچ ہے انسان سے زیادہ حافظ حقیقی کو اپنے بندون کی محافظت کا
دھیان ہے اتفاقاً زندان بان کا لڑکا جو اکثر اپنے باپ کے ساتھ
جیلخانہ مین آیا کرتا تھا ایکروز بیٹھا ہوا تھا کہ اوسکو دفعتہً جمہائی آئی اور
جمہائی کا آنا تھا کہ غضب کا سامنا ہوا منھہ پھیل گیا اور جیسا جمہائی لینے
کو کھولا تھا ویسا ہی کھولا رہگیا دونون جبڑون کے درمیان مین
ڈیڑھ انچہ کا فاصلہ ہوگیا بات منھہ سے نہ نکلتی تھی رال برابر منھہ سے
بہی چلی آئی تھی تھوڑی سا سینے کو لٹک آئی تھی گال پچکے ہوگئے تھے
یہ حال دیکھکر زندان بان گھبرا گیا قیدی اور باہر کے بہت سے حبشی
جمع ہوگئے ہر ایک فکر کرتا تھا تشخیص مرض مین غور کرتا تھا مگر کسیکے
ناخن فکر سے عقدہ مرض نہ کھلتا تھا زندان بان کی جورو بھی سراسیمہ
دوڑی آئی عورت مردون کا ہجوم ہوگیا اور ہائے وائے کرنے لگے
چلا چلا کے رونے لگے محسن نے جو وہ شور وغل سنا تو اپنی جگہ سے
اوٹھا اور زندان بان کے لڑکے کو اوس حال مین دیکھکر ہنس پڑا
محسن کا بے اختیار ہوکر اوسوقت کا ہنسنا زندان بان کو ناگوار گذرا مگر
محسن بھی جھٹ پٹ سمجھ گیا اور زندان بان کو سمجھایا کہ مین معالجین
کی حماقت پر ہنستا ہون کہ مرض کو نہین سمجھتے ناحق ناحق گھبرائے جاتے
ہین اگر مجھے اجازت دو دم بھر مین اچھا کردون گا یہ سنکر زندان بان
خوش ہوا اور محسن کے پانون پر گر پڑا کہ کسیطرح اوسکے نور دیدہ کا مرد و اسینہ کو

بیان علاج افضل الاطبا محسن

اچھا کروے محسن نے دو نرم نرم لکڑیان تلاش کین اور اونکو تراش کے
کاگ کی صورت بنائی اور دو کاگ لیکر اوس لڑکے کے دونون داڑھون کے
درمیان مین رکھ دیے اور ٹھوڑی کو اوپر اوٹھا دیا اوسیوقت جبڑا اپنی جگہ
بیٹھ گیا اور لڑکا چنگا ہوگیا زندان بان نہایت خوش ہوا اور انتہا درجہ کو محسن کا
شکرگزار ہوکر انواع واقسام کی مراعات کرنے لگا۔
ہنوز چار روز اس ماجرے کو نہ گذرے تھے کہ وزیر کے ایکطرف زیر پہلو پشت کے
جانب سخت درد ہوا اور کسیکی فکر سے اچھا نہ ہوا بلکہ درد بڑھتا ہی گیا کسی حبشی نے محسن کا
پتا دیا اور اوسکو طبیب حاذق ظاہر کیا چنانچہ فوراً محسن کو سلطان نے بلایا اور
علاج کرنیکا حکم دیا محسن تو درحقیقت علم طب مین ہر نوع کامل تھا
اوسنے فوراً پہچان لیا کہ درد گردہ ہے مگر حیران ہوا کہ نہ تو آلات جراحی
ہین کہ اونکو کام مین لاوے نہ دوائین مہیا ہین کہ جنسے تدبیر صحت کرے
آخر شش اوسکو نہایت سریع النفع اور مجرب علاج یاد آیا فوراً محسن نے
بیضۂ مرغ کی زردی نکال کر تین سیاہ مرچ پیسکر آمیز کین اور ایک
کپڑہ پر لگاکر مقام گردہ پر چسپان کیا معاً وزیر کو صحت ہوئی سلطان نہایت
خوش ہوا اور محسن کا اعزاز واحترام کرنے لگا وحسبقدر عجیب الخلقت جانتا
تھا اوسیقدر ساحر اور جادوگر خیال کرنے لگا ہنوز اس علاج کو بھی
ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ سلطانہ کے پیٹ مین درد شدید اوٹھا اوسکی دوا کے
لیے بھی سلطان نے محسن کو مامور کیا محسن نے بعد معاینہ نبض وقارورہ کے
علت درد کو بیان کرکے کہا کہ مین جن دواؤن کی تاثیر سے واقف ہون

وہ افسوس کہ یہان نہین ہین اور جو دوائین یہان جنگلو نمین موجود ہین
اونکے افعال و خواص کو مین نہین جانتا تاہم بطریق سہل جو ممکن ہے
علاج کرتا ہون غرض محسن نے بجاے گلاب آب خالص مین نمک گھول کر
ایک ظرف مین رکھا اور تاوے آہنی کو آگ سے گرم کرکے سُرخ کیا اور
سلطانہ کو بے بچھونے کی چارپائی پر مُنھ کے بل لٹایا اور چارپائی کے
نیچے تاوے کو رکھکر آب نمکین تاوے پر چھڑکنا شروع کیا جس سے بخارات
اوٹھہ اوٹھہ کر پیٹ مین موقع درد پر پہونچے چنانچہ یہ تدبیر ایسی مفید
ہوئی کہ سلطانہ کے درد مین خفت ہوئی اور دارد ریحی پیٹ کا جاتا رہا۔
بعد ظہور اس ماجرے کے سلطان محسن سے پوچھا کہ اگر مین تمکو
مطلق العنان کردون اور نگھبانون کی حراست سے تمکو آزاد کردون تو تم
یہان سے بھاگ تو نجاؤگے محسن نے التماس کیا کہ پیرومرشد اول تو
زمانہ ہی مجھسے بھاگا ہوا ہے مین بھاگ کے کہان جاؤنگا دوسرے اگر
بھاگون بھی تو جب یہ ہی زمین و آسمان ہر جگہہ ہے تو بھاگنے سے سوا اسکے
کیا بھر پاؤنگا کہ پھر کسی قید شدید مین پڑون میری حفاظت کے لیے چوکی
دپہرہ سب بیکار ہے سلطان نے بھی یہ خیال کیا کہ حقیقت مین بھاگ کر
اپنے وطن کو تو پہونچ ہی نہین سکتا پھر بیفائدہ کیون یہان سے بھاگے گا
اور اپنے کو کسی دوسرے کے قید کی مصیبت مین ڈالیگا قید سے محسن کو
آزاد کیا اور اجازت دی کہ جہان چاہو جاؤ اور سپہ ہی عملداران
سپہرو اور محافظون کو بھی یہ تاکید کی کہ جہان محسن چاہے جانے دو

الا جب شہر سے باہر کہین کا قصد کرے تو تم ساتھ رہو تاکہ راہ نہ بھول جاوے
اور کسی درند یا گزند یا خودرو عا یا ہی سے کسی طرح کا صدمہ یا رنج نہ اوٹھاوے
بعد اس آزادی اور حصول اختیار کے محسن نے اکثر جنگل مین جا جا کر پھل
پھلاری وجڑی بوٹیون کے افعال وخواص کو آزمانا شروع کیا اور ہر ایک
کے مزاج کو نہایت احتیاط سے آزما کر ایک چھوٹے سے امراض ضروریہ
کے معالجہ مین قرابادین بنائی اور مطلب جاری کیا چنانچہ
سلطان کی مان کے دانتون مین جو درد رہا کرتا تھا اور دانت
ہل گئے تھے اوسکے لیے یہ تدبیر کی کہ لوہے کو نہایت باریک ریتی سے
ریت کے خوب مہین برادہ کیا اور سنگ مقناطیس کو پیس کر علیحدہ
پوڑیا مین رکھا اور پھر اول برادۂ آہن کو سلطان کی مان نے دانتون مین
خوب ملوایا کہ وہ دانتون کی رگیون مین جم گیا اور اوسپر سنگ مقناطیس
کے برادہ کو ملوایا پس برادۂ آہن جذب مقناطیس سے باستحکام تمام
جم گیا اور دانتونکی جنبش مدت العمر کو موقوف ہوگئی علےٰ ہذا چیچک
کے روکنے کی یہ تدبیر کی کہ ایسی گھوڑی کا کہ جس نے پہلے کبھی بچہ
نہ دیا تھا او پہلے ہی حاملہ ہوئی تھی جسوقت بچہ جنی قبل اسکے کہ بچہ
تھن مین منھہ لگاوے فوراً ہیوس دُھ لیا اور اوسکو سایہ مین خشک
کرکے چنے کے برابر گولیان بنائین اور جن بچون کے چیچک نہ نکلی
تھی وہ ایک گولی کھلائی جس سے کبھی چیچک اون لڑکون کو نہ نکلی
اور بدون اس اہتمام کے بھی ضرورت پر گھوڑی کا دودو تولہ صرف دودھ

دانتون کا علاج

چیچک کی دوا

بلا پلا کے چیچک کا نکلنا روکا اور علاوہ اسکے وہان لڑکون کو ایک سخت
عارضہ بعد زکام کے ایسا عارض ہوتا تھا کہ شدت سے قبض ہو کر تپ
آجاتی تھی اور لڑکا ہانپنے لگتا تھا جس سے دونون پہلوون ایسی ہانپی
محسوس ہوتی تھی جیسے لوہار کی دھونکنی مین ہوتی ہے اور کمتر لڑکا اوس
عارضہ سے جان بر ہوتا تھا محسن نے اوس عارضہ کی روک کی (جس کو
ذات الریہ عرف ڈبہ کہتے ہین) اک تا کسی نئے بچہ کو وہ عارضہ نہو یہ تدبیر کی
کہ جب لڑکا پیدا ہو اور ناف کاٹی جاوے تو با قاعدہ ناف مین ایک
دانہ مشک کا رکھہ دیا جاوے تا کہ وہ دانہ مشک اوسی ناف مین
سوکھہ جاوے چنانچہ یہ تدبیر ایسی موثر ہوئی کہ جس لڑکے پر عمل
کیا اوسکو مدت العمر کبھی وہ عارضہ نہوا اور جن لڑکون کو اوس
عارضہ مین مبتلا پایا اونکا علاج اس نسخے سے جو بڑے اہتمام سے
بنا کر رکھہ چھوڑا تھا کیا زرنیخ رومی ہرتی آنبواٹک ماشہ گوگل اکیاماشہ
شراب دو آتشہ اتنی کہ جس مین دوائین جاوین زردی بیضہ مرغ چہارم
سب دواؤن کو محسن نے شراب مین خوب پیسکر مرغ کے انڈے
انڈے کی زردی ملائی تھی اور ایک ڈبیا مین رکھہ چھوڑا تھا جو عورت
اپنے بچے کو اوسکے پاس لاتی تھی محسن دوا کو گرم کر کے پسلی پر ضماد کرتا تھا
اور پر بنگلہ پان رکھکر کپڑے سے باندھ دیتا تھا چنانچہ اس تدبیر سے
بات کہتے بچہ اچھا ہو جاتا تھا عورتین محسن کو ہزارون دعا دیتی تھین
اونھین ایام مین ایکروز محسن شہر سے نکلکر جنگل مین جو گیا تو دو تین منزل تک

علاج ذات الریہ عرف ڈبہ

۵۸ بلا دحبش کا کوئی پان محسن استعمال کرتا تھا جو خواص مین بنگلہ پان کے برابر تھا ۱۲

دو اون کی تلاش مین چلا گیا اور ایک نہایت پر فضا ندی کے کنارے
پہونچا جہان انواع واقسام کی خوبصورت خوبصورت بیلین زمین پر
پھیلی ہوئی تھین اور خوشنما درخت نظر آتے تھے اور ندی کنارے گھڑیال اور نہنگ دریائی
دریا سے پڑے ہوے تھے محسن کے محافظون مین سے ایک نے ایک گھڑیال کو تیر سے شکار کیا اوسکا
تیر لگانا بھی تعجب سے خالی نہین تھا اسواسطے کہ کمان ایسی سخت تھی کہ اوس حبشی نے زمین پر
بیٹھکر کمان کو دونون پانون سے دبایا اور تیر کو ہاتھ سے کھینچ کر چھوڑا تھا
واوس ندی سے آگے بڑھکر محسن نے ایک عجیب جانور دیکھا کہ جو صورت
اور شکل مین تو بندر کے مانند تھا مگر دُم کی کسر تھی اور قد و قامت
مین زبردست آدمی کے برابر تھا اوسکو وہان گوریلا کہتے تھے حقیقت
مین یہ جانور نہایت مہیب اور قوی تھا چنانچہ آگے بڑھکر دیکھا کہ ایک
حبشی جو اوسکے ہمراہیون مین سے نہ تھا جنہا تھا کہ گوریلا پر تیر چلاوے
مگر گوریلا نے کچھ خوف نہ کھایا و مثل صاعقہ کے اوس حبشی کے سر پر
جا پہونچا اور ایک ہی طمانچے مین اوسکا کام تمام کیا اور تیر و کمان کو لیکر
توڑ ڈالا اور کولھاڑی کو اوٹھاکے ایسے غصہ سے دستہ کو جدا کرنے لگا
کہ مداہی کا جوڑا اوسکے زور سے کھلکر دستہ نکل آیا دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ گوریلا اوس جنگل مین بکثرت ہوتا ہے اور بدون اسکے کہ دس
یا پانچ آدمی ملکر اوسکے شکار کا قصد کرین ممکن نہین کہ وہ مغلوب ہو
ہنوز محسن اوسی سفر مین تھا کہ ارکین سلطنت سے عوارض مختلفہ مین
دو تین بیمار ہو گئے لیکن اتفاق سے محسن بھی پہونچ گیا اور معالجہ مین

مصروف ہوا اور اون بیمارون کو اچھا کیا تب تو محسن کے معالجہ کی شہرت
ہوئی اور چھوٹے بڑون کو عقیدت ہو گئی اپنی قوم کے اطبا کو جو حقیقت مین
ہلاکو تھے حبشی احمق جاننے لگے اور محسن سے بیماریون کی دوا چاہنے لگے
بلکہ بعضے بعضے خواہشمند ہوئے کہ محسن سے علاج کرنا سیکھین لیکن
وہ جاہل مطلق ایسے کام کو کیونکر سیکھتے تاہم محسن نے کتنے چھوکرون کو جمع
کرکے چنا اور اون کو پڑھانا شروع کیا اون شاگردون مین سے دو لڑکے
نہایت ذکی اور قوی الحافظہ تھے جبکہ حروف تہجی کو وہ سیکھ گئے تو پھر
محسن نے اونھین کی زبان مین چھوٹے چھوٹے دو ایک رسالے لکھکر
عبارت پڑھنے کا طریقہ سکھلایا و پھر عربی زبان شروع کرائی ۔

اس کیفیت مین دو برس سے زیادہ عرصہ محسن کو سیگو مین گذرا گو کہ دوا
و علاج کی وجہ سے وہان کے رہنے والے علاوہ اسکے کہ اوس کو
عجیب الخلقت جانتے تھے نہایت مالوف ہو گئے تھے اور اکثر تحفہ تحائف
وزر نقد بھی دیتے تھے لیکن وہ بیچارہ ہمیشہ پریشان رہتا تھا اور ہر وقت
فکر کرتا تھا کہ کوئی ایسی سبیل ہو کہ اون ناہمجنسون سے مخلصی پاوے
اور اپنے وطن کو پہونچے الا جب فاصلہ دور و دراز و راہ دشوار گذار پر نظر کرتا
تھا تو سارے حوصلہ پست ہو جاتے تھے ۔ تیسرے سال مین دفعتاً
سلطان کی بی بی کو سانپ نے کاٹا محسن چونکہ قریب محل کے رہتا تھا
سنتے ہی دوڑ گیا اور دیکھا کہ ٹخنے کے اوپر پنڈلی کے نیچے سانپ نے
کاٹا ہے دیکھتے ہی محسن نے ایک مضبوط فیتہ پنڈلی پر کس کے باندھ دیا

اور نشتر سے سانپ کے زخم پر کئی خراش کئے اور لوہے کو گرم کرکے
بڑی پھرتی سے داغ دیا بعد اوسکے ایک درخت کی جڑ کا عرق جو غالباً بیخ
بید انجیر ہی ہوگی پلا پلا کر قے کرائی اور وہ ایسی مفید ہوئی کہ ایک گھنٹہ
کے بعد صحت ہو گئی ۔ علاج محسن کے حق مین اکسیر ہو گیا اسواسطے
کہ سلطان سنگو نے محسن سے نہایت ہی خوش ہو کر بہت کچھ انعام دیا اور
بڑی خوشی سے محسن سے پوچھا کہ جو خواہش ہو بیان کرو مین پوری کرونگا
موقع پاکر محسن نے کہا کہ جو کچھ آپ مجھے عنایت فرماوین وہ آپ
کی مرحمت و نوازش ہے لیکن سب سے زیادہ میری یہ خواہش ہے
کہ آپ کسی طرح سے مجھے میرے وطن پہونچادین سلطان نے کہا کہ تمنے
ایسی درخواست کی ہے کہ نہ مین منظور کر سکتا ہون نہ رد کرکے تمکو
مایوس ہی کر سکتا ہون لیکن مین چاہتا ہون کہ تم اپنے اس ارادے کو
کسی اور خواہش سے تبدیل کردو محسن نے رو کر عرض کی کہ حضور
کے الطاف بیحد واقعی ایسے نہین ہین کہ مین اون سے اپنے کو
محروم رکھون مگر کیا عرض کرون کہ محبت وطن اور مفارقت اعزا
واقربا سے مین ایسا پریشان رہتا ہون کہ مجھے اندیشہ ہے کہ چند روز
مین مجنون ہو جاؤنگا اور جب از خود رفتہ ہو گیا تو نہ حضور ہی کے
کام کا رہونگا نہ کسیکا برآمد کار مجھسے ہوگا سوائے اسکے حضور ہی انصاف کرین کہ
اپنی خوشی سے دنیا مین کوئی بھی اپنا ملک چھوڑ کر جلاوطن ہونا پسند کرتا ہے
یہ سنکر سلطان نے کہا کہ سچ ہے بات لاجواب کہین کیا

جواب ہین +۔ خیر جو تمھاری خوشی اب بتلاؤ کہ ہین کیا تدبیر کرون
اور کسطرح تمکو تمھارے گھر تک پہونچاؤن محسن نے کہا کہ حضور اس قدر
توجہ فرمایئن کہ ہین سرالی رُون تک محفوظ پہونچ جاؤن وہان پہونچکر
جو کچھ مجھسے ہوگا آپ فکر کرلونگا اور گھر پہونچنے کا کوئی راستہ
نکالونگا سلطان نے بعد تھوڑی فکر کے کہا کہ سُرالی رون تک
پہونچانے کا اور تو ہین کچھ بندوبست نہین کرسکتا مگر اسقدر کہ ہین اپنی
سرحد سے تمکو اپنے سپاہیون کی حفاظت ہین کانگ تک پہونچادون
اور رئیس کانگ سے سفارش کرون کہ وہ بھی اپنی سرحد سے محفوظ تمھارے
گذر جانے کا بندوبست کرے۔

محسن نے یہ سُنکر جھک کر سلام کیا اور نہایت شکر گذار ہوکر عرض کیا
کہ اس سے زیادہ ہین بھی اور کچھ نہین چاہتا سلطان نے یہ سُنکر
تیسرے روز محسن کو بہت کچھ انعام دیا اور سامان سفر کا مہیا کرا کے
آٹھ خاص براد ہمراہ کیے اور رخصت کیا سارے حبشی خصوصًا
محسن کے شاگرد گلے مل ملکر سب روئے اور جسطرح کسی اپنے
عزیز کو رخصت کرتے ہین خدا حافظ کہہ کہکر جدا ہوئے مگر وہ دونون
شاگرد کسیطرح محسن کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے اور ہرگز راضی نہوتے تھے
کہ اپنے گھر جاوین محسن نے لاچار ہوکر اون دونون کے باپون کو
بلایا اور سمجھا بوجھا کر رخصت کیا و چل دیا۔

ادھر تو محسن جلد جلد روانہ ہوا اودھر ان شاگردون نے رو رو کر سارے

گھر کو حیران کیا یہان تک کہ تیسرے روز اپنے گھرون سے غائب ہوگئے
پہلے اونکے مان باپ نے ادھر اودھر ڈھونڈا جب پتہ نپایا تو گمان کیا کہ
لڑکے بالضرور محسن کے پیچھے گئے ہونگے چنانچہ کئی حبشی بھی شباسب
دوڑے مگر وہ لڑکے ایسے ہوا کے گھوڑون پر سوار ہوکر بھاگے تھے کہ
دو روز تک نہ ملے حبشی دوڑتے دوڑتے عاجز آگئے غرضکہ پانچوین منزل
کے قریب محسن کو دیکھکر وہ لڑکے تو خوشی سے باغ باغ ہوگئے اور
پکارتے ہوے نزدیک آئے لیکن محسن اونکی صورت دیکھتے ہی ڈر گیا
اور یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اونکے باپ ضرور جانتے ہونگے کہ میری
ترغیب سے یہ چھوکرے بھاگ آئے ہین اور تعاقب کرکے مواخذہ
کرینگے چنانچہ محسن نے بجاے اسکے کہ اونکو دیکھکر خوش ہوتا دونون
چھوکرون سے اپنی ناراضی ظاہر کرکے کہا کہ تمنے بہت برا کیا جو اپنی مان باپ کو
دھوکھا دیا اور چھپ کر بھاگ آئے ہنوز یہ تقریر تمام نہ ہوئی تھی کہ اون
چھوکرون کے باپ مع کئی حبشیون کے مانند غول بیابانی یا کالی بلا کے
نازل ہوے اور محسن کے گریبان گیر ہوئے اور اسقدر وہ اپنی دوڑدھوپ سے
غصہ مین تھے کہ ملازمان سلطانی اگر محسن کے محافظ نہوتے تو بری طرح
محسن سے پیش آتے مگر خاص برداروں نے ڈانٹا اور سمجھایا کہ بھلا
محسن کو کیا پڑی تھی کہ تمھارے لڑکون کو بہکاتا اور محسن نے بھی کہا
کہ صاحبو ذرا مزاج کو ٹھنڈا کرکے سوچو کہ مین اپنے ہی حال مین پریشان
ہون پھر ان لڑکون کو کس برتے پر اس دشت وبیابان مین ساتھ

رکھنے کا حوصلہ کرتا اور ناحق کی بلا ان لڑکون کی حفاظت کی اپنے گلے باندھتا خدا کے واسطے ان لڑکون کو لیجاؤ اور میرا دامن چھوڑو اور لڑکون کو بھی دھمکایا اور جواب خشک دے کر منھ پھیر کر راستہ لیا۔
باوجود ان سب خرابیون کے وہ حبشی زادے کسیطرح گھر جانے کو راضی نہوئے اور جس جس طرح اون کے باپ سختی کرتے تھے وہ زمین پر لوٹ کر مار کھاتے تھے لاچار ہوکر حبشیون نے اون لڑکون کی مشکین باندھین اور دو دو تین تین حبشیون نے ایک ایک لڑکے کو اوٹھا لیا اور چل دیے مگر لڑکون نے اسقدر اون حبشیو نکو تنگ کیا کہ بہزار مشکل دو کوس بھی وہ نہ چل سکے اور رات بھر وہ چھوکرے سوئے نہ اپنے باپ اور ہمراہیون کو سونے دیا برابر نالے کرتے رہے اور جسطرح وحشی جانور رسی توڑاتا ہی اوچھل کود کرتے رہے چنانچہ رسی کی رگڑ سے جابجا اونکا گوشت کٹ گیا اور لوہو لوہان ہو گئے صبح کو اون حبشیون نے جو یہ حال دیکھا تو پھر پلٹے اور محسن کے پیچھے دوڑے دوسرے روز شام کو محسن سے ملکر کہا کہ چھوکرے دلوانے ہو گئے ہین ہر چند ہمنے سعی کی مگر کسی طرح نہین سمجھتے اگر اونکے ساتھ ویسی ہی سختی جیسی ہمنے برسون کی تھی قائم رکھین تو اندیشہ ہے کہ مرجاوینگے اور ہمارے اور تمھارے دونون کے ہاتھ سے جاوینگے اس سے بہتر ہے کہ تم انکو خرید کرلو اور اپنے ساتھ لیجاؤ قیمت دینے مین تمھین اختیار ہے جو مناسب جانو دے دو

محسن یہ نالائق قصد اون حبشیون کا سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور علیحدہ
لیجا کر لڑکون سے کہا کہ تم ناحق ضد کرتے ہو اور میرے ساتھ چلنے پر
مرتے ہو سمجھ لو کہ ماں باپ سے بچھڑکے بہت پچھتاؤ گے اور اذیت
سفر سے دو ہی چار روز مین گھبرا جاؤ گے مین مسافر ہون خدا جانے
کہان کہان جاؤن اور کون کون مصیبت مین پڑون نہ جانے معلوم
زندہ بچون یا کسی جنگل مین طعمہ درندہ گزندہ ہون یا کسی ظالم کے قید مین پھنسون
ابھی سویرا ہے خیمہ سے اپنے باپ کے ساتھ جاؤ اور عزیزون و قریبون
مین رہکر ہنسی و خوشی سے اپنی زندگی کاٹو لیکن اون لڑکون نے
واپسی وطن کو کسیطرح منظور نہ کیا بلکہ محسن کے قدمون پر گر پڑے اور رو
رو کر کہا کہ خدا کے واسطے ہمکو خرید لو اور اپنے ساتھ لے چلو
جو مصیبت پڑیگی ہم اوٹھاوینگے اور جو آفت پیش آئیگی ہم اوسے
راحت سمجھینگے لاچار محسن نے اون کے اصرار کو اون حبشیون سے بیان کیا اور
جو کچھ قیمت خاص بردارون نے اون چھوکرون کی تجویز کی محسن نے دیدی
اور پھر اون لڑکون سے کہا کہ اب بھی کچھ نہین گیا ہے روپیہ بھی
تم لو اور اپنے گھر جاؤ و مجھے اپنے حفاظت کی بلا مین مبتلا نکرو مگر اون
لڑکون نے نہ مانا تو بھی محسن نے احتیاطاً ایک مقام اوس منزل
مین کیا دو رات و ایک دن برابر اون چھوکرون کو سمجھایا آخر
بہمہ وجوہ لاچار ہوکر اپنے ساتھ لیا ۔

جو جو تکالیف سفر محسن نے سیگو سے کانگ تک اوٹھائین اون کا

ذکر کرنا کچھہ ضرور معلوم نہین ہوتا اسواسطے کہ جو لوگ سیاح جہانگرد ہین
وہ بمجرد خیال کرنے راہہاے پرہول افریقہ کے جہان سیگو اور کانگ
واقع ہین معلوم کرلینگے اور جو لوگ مصائب سفر اور حالات
بلاد سے واقف ہی نہین ہین وہ باوجود تصریح ذکر کے بھی
یقین نہ لائینگے بہرحال مع اپنے ہمراہیون کے کئی ہفتون کے
بعد اوس فاصلہ دراز کو طے کرکے مع الخیر والعافیت کانگ مین پہونچا
اور ملازمان سلطان سیگو کے ساتھہ دربار والی کانگ مین حاضر
ہوا خاص برداران سیگو نے پہلے اپنے سلطان کے جانب سے
مراسم متعارفہ ادا کیے اوسکے بعد جو کچھہ سلطان نے محسن کے بابت
کہا سُنا تھا مفصل و مشرح بیان کیا اور خود بھی اونھون نے محسن کے
محامد و محاسن بلا مبالغہ راست راست بے کم و کاست بیان کیے
اور حسب وقت وہ تبلیغ پیغام سے فارغ ہوئے تو محسن نے ثنا
و صفت والی ملک کی کرکے مختصر اپنا حال بیان کیا والی کانگ
نے کلمات مناسب کہکر ملازمان سلطان سیگو اور محسن کو مطمئن کرکے
کہا کہ جو کچھہ ممکن ہے اعانت کرونگا و موافق طریق مقررہ و قواعد
مستمرہ ملازمان سلطان سیگو کو خلعت رخصت مرحمت کرکے محسن کو
اپنے توجہات خاص کا امیدوار و متوقع کیا اور آسایش و آرام کا خاطر
خواہ انتظام کردیا —

ایک ہفتہ محسن نے آرام کیا پھر بعد رفع ہونے کسل راہ کے بہت

درخواست رخصت کی والی کانگ سے کی اوس نے فرط عنایت سے
فرمایا کہ ابھی تمکو کے روز ہوئے جو جلدی کرتے ہو چندے ٹھہرو
و زیادہ نہین تو بھلا جتنے روز سیگو مین رہے ہو اوتنے دن تو یہان
رہو کہ ہم تمکو جانین اور تم ہمکو پہچانو محسن نے دست بستہ عرض کی
کہ حضور کی الطاف خسروی جسقدر ان تھوڑے دنونین میرے حال پر
مبذول ہوئی مدت العمر یاد رکھنے کو کافی ہین مگر البتہ یہ ممکن ہے کہ میری
تھوڑے روز کی حاضری سے مین خود گوشۂ خاطر مبارک سے
محو ہو جاؤن واس اندیشہ سے حضور کا ارشاد بجا ہے اور
مجھے بھی کچھہ عذر نہین ہے جب تک مرضی مبارک نہ ہو گی
اپنی سعادت سمجھکر حاضر رہونگا والی کانگ اس تقریر سے
نہایت خوش ہوا اور محسن بھی یہ سمجھکر کہ بلا اعانت والی ملک
اوس ملک سے سفر کرنا ناممکن ہے جبر کرکے رہنے پر راضی ہوگیا
اور علم و نجوم کی مشق مین مشغول ہوا ـ
حبشی زادون کے ہمراہی سے کانگ مین محسن کو یہ بڑا فائدہ ہو
کہ وہان کے زن و مرد جلد مالوف ہو گئے حبشی زادے بھی خوش
تھے کہ اتنا بڑا شہر اونھون نے کبھی نہ دیکھا تھا کانگ کے مرد گو
مشل اور حبشیون کے سخت دل تھے الا عورتین رحم دل اور
عقلمند تھین چنانچہ جب مردون مردون مین نفسانیت سے کچھہ
جھگڑہ ہوتا تو عورتین بیچ مین پڑکے صلح کرادیتی تھین وہ ہر گز

اپنے مردونکو آپس مین نہ لڑنے دیتی تھین بلکہ کد کرکے ایک دوسرے کے
دلون کی کدورتین مٹا دیتی تھین محسن اون عورتون کی سنجیدگی اور خوش
مزاجی سے نہایت خوش ہوا اور اوس نے تمام تر اہتمام کیا
کہ اپنے افعال پسندیدہ اور حرکات سنجیدہ سے اون نیک عورتون کو
راضی رکھے اور فائدے پہونچاوے چنانچہ طرح طرح کے خوشبودار تیل
بالونمین لگانے کے لیے طیار کیے اور قسم قسم کی مستی بنائی اور بال
گوندھنے کی نفیس نفیس ڈوریان بنائین وموباف طیار کیے اور
لڑکون کے کھیلنے وبہلنے کے لیے انواع واقسام کے کھلونے آبنوس
وہاتھی دانت کے خرادے واوسکے سوائے بازیگری کی چالاکیان
اپنے شاگردون کو سکھلا کر خوب مشاق بنایا اور ہتہ پھیر کرنمین چالاک
دست بنا کر ساتوین آٹھوین روز کسی میدان مین جا کر تماشا دکھلانا شروع
کیا ان تدبیرون سے علاوہ اسکے کہ تمام شہر کے عورت ومرد مالوف
ہوگئے تھے روپیہ بھی محسن نے بہت کمایا اور حبشی زادے بھی علاوہ
دستکاریون کے سیکھنے کی زبان عربی کے بولنے مین مشاق ہوگئے
اور کسیقدر لکھنے پڑھنے بھی لگے ۔

ایک برس کامل ان مشاغل مین گذر گیا تب محسن نے بکمال لجاجت
والی کانگ سے رخصت کی درخواست کی اور اوسینے کمال مہربانی سے
منظور کرکے سلطان سمگو کیطرح ٹمپو کے رئیس تک پہونچا دینے کا
وعدہ کیا اور چند سپاہی مسلح ساتھ کرکے رخصت کیا کئی منزلون کے بعد

راستے مین ایک ایسا پہاڑ ملا جو ارتفاع مین آسمان سے باتین کرتا تھا
اور شیر و پلنگ کا مسکن و ہاتھیون و انواع و اقسام کے درندون و گزندون کا
مامن تھا غرض کہ صحت و عافیت سے اوس پہاڑ کو طے کیا
اور جو کچھ مصائب سفر پیش آئے اون کو جھیل کر کے مہینے کے بعد دارالریاست
ٹمپو مین وارد ہوا ملازمان والی کانگ نے بڑی مہربانی سے محسن کو
لیجا کر سردار ٹمپو کے حضور مین حاضر کیا اور اپنے والی کی جانب سے
جہانتک اونسے کہتے بن پڑا محسن کی سفارش کی۔

رئیس ٹمپو نے اچھا مکان محسن کے رہنے کے واسطے عنایت کر کے
امیدوار عطوفت رئیسانہ کا کیا محسن نے کئی روز کے آمد و رفت مین
جو رئیس کو نیک باطن و صاحب فہم و فراست پایا اور اپنے حال پر
متوجہ دیکھا تو درخواست رخصت مین جلدی نہ کی اور کئی مہینے راحت
و آرام سے وہان بسر کیے اور علاوہ تعلیم حبشی زادون کے کئی قسم کے
جانورون کے چمڑون کو دباغت کر کے اس ترکیب سے پکایا کہ بال بھی
قائم رہے اور مخمل سے زیادہ چمڑے نرم ہوگئے و خوبصورت خوبصورت
برچھیان بنائین اور رئیس کو نذر دین رئیس نے اون چمڑون کو
فرش کے واسطے نہایت پسند کیا اور اون برچھیون کو اپنے سارے
خزانہ و دولت پر ترجیح دے کر بڑی احتیاط سے سلح خانہ مین رکھنیکا
حکم دیا اور خوش ہوکر محسن کو بہت کچھ انعام دیا۔

کئی مہینے جو اس شغل مین وہان بسر ہوے تو ایک روز محسن نے

محسن کا ٹمپو مین پہنچنا اور صنعتین قابل تحسین رئیس ٹمپو کو بتانا

فسانۂ معقول متعلقہ صفحہ (۶۱)

شاگردون نے جو مسعود و محمود کے نامون سے موسوم تھے محسن سے
کہا کہ اب تو بیٹھے بیٹھے جی اُکتا گیا ہے اگر ممکن ہو تو رئیس سے اجازت لیکر
چندے گرد نواح کی سیر کرنی اور جی بہلانے کی تدبیر کرنی چاہیے
محسن نے اونکی خاطر سے سفر کرنا منظور کیا اور رئیس سے درخواست کی
اوس نے مہربانی سے منظور کر کے سامان شکار بھی عنایت کیا اور اپنے
نوکرون کی ایک جماعت حفاظت کے لیے تعینات کر کے رخصت کیا ملازمان
سلطانی کی رہنمائی سے محسن مع مسعود و محمود گوشۂ مشرق و جنوب کی طرف
روانہ ہوا اور کئی کوس کے فاصلہ پر جا کر خیمہ زن ہوا دیہاتیون نے
جو محسن کو دوسرے رنگ کا آدمی دیکھا تو کچھہ تو اوسکی صورت دیکھنے کو
اور کچھہ انعام کے لالچ سے ساتھہ ہو گئے اور جنگل و بیابان کی خوب
سیر کرائی اور تیر و برچھیون سے اونھون نے اپنے شکار کرنے کی تدبیرین
بتلائین اور محسن و مسعود نے بھی اکثر جانورون کو شکار کیا اور نہایت
شاد و محفوظ ہوئے ۔

ایک روز محسن مع اپنے ہمراہیون کے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اتفاقًا
نشیب کے جانب نگاہ کی تو دیکھا کہ پہاڑ کے نیچے ایک نالے کے قریب
گنجان گھاس مین ایک مرد آگے آگے اور ایک عورت اوسکے
پیچھے چلے جاتے ہین محسن نے محمود سے کہا کہ کیا نڈر یہ عورت و مرد ہین
کہ ایسے جنگل مین نہ انکو کچھہ تردد ہے نہ وسواس ہے محمود نے ہنوز
کچھہ جواب نہ دیا تھا کہ اوسی نالہ سے ایک شیر نے جست کر کے اوس

بیچارے مسافر کو پکڑ لیا اور ایک جھاڑی کی طرف لے چلا یہ دیکھتے ہی
عورت بیخود ہو گئی اور گھبراہٹ میں کولھاڑی جو اوسکے شوہر کے ہاتھ سے
گر گئی تھی لپک کے اوٹھائی اور یہ کہتی ہوئی کہ ہرگز نہ گھبرانا اور ہمت
نہ ہارنا میں پہونچتی ہوں اور موذی کو مارے لیتی ہوں بلا تکلف شیر کے
پیچھے ہوئی اور دیکھتے دیکھتے شیر کے نزدیک جا پہونچی اور نعرہ مہیب کیا
کہ شیر بھی گھبرایا اور سر اوٹھاکے دیکھنے لگا جیسے ہی شیر نے سر پھیر کے
دیکھا اوس عورت نے کولھاڑی کا وار اس زور سے کیا کہ کلھاڑی کا پھل
شیر کے منھ میں گھس گیا شیر نے گھبرا کے جو عورت پر حملہ کرنا چاہا تو
عالم بیخودی میں اوسکے شوہر کے ہاتھ میں جو برچھی تھی سیدھی ہو گئی
اور شیر کی ایک آنکھ کے پار ہو گئی پھر جو شیر مرد کے جانب متوجہ ہوا
تو عورت نے لپک کے ایک کولھاڑی اور ماری کہ وہ شیر کے دوسری آنکھ میں
پڑی اور دونوں آنکھ سے وہ اندھا ہو گیا اور غصہ میں آکر جو اوچھلا تو پانی
کے اندر نالے میں گر پڑا عورت نے اپنے شوہر کا ہاتھ پکڑ کے جلدی
سے گھسیٹ لیا اور بے ہک دک دور تک کھینچ لائی محسن اور اوسکے
ہمراہی عورت کی یہ جرأت دیکھکر مدد کو دوڑے اور دیر میں اوس
پہاڑ کی بلندی سے نیچے آئے جسطرح پہاڑ پر سے وہ شیر صاف دکھائی
دیتا تھا اوسیطرح غائب ہو گیا ڈھونڈتے ڈھونڈتے مشکل سے نظر آیا
تو سب نے ملکر شور کیا گو وہ شیر اندھا ہو کر بے قابو ہو گیا تھا مگر اس
زور سے ڈکارا کہ سارا اسبدان گونج گیا اور نزدیک جانے کا کسی کو ہیاو

نہ تھا اگر محسن نے لوگون کے روکے رو کتے قریب جا کر ایک تیر ویسا شیر کے
سینہ پر اس زور سے لگایا کہ رفتار سے بیکار ہو گیا پھر تو اور بھی ہوش پہنچ
چو رنگ بنایا اور خاطر خواہ کام تمام کرکے جلدی سے چیڑا نکال لیا اوسی
اثنا مین راہ چلتے اور کئی حبشی زخمی کے جان پہچان آگئے اور درختون
کی ڈالیان کاٹ کے ایک ٹھٹر باندھا اور زخمی کو اوس پر لٹا کر لیچلے
محسن نے کئی سکہ رائج الوقت اوس بیچارے کی دوا کیواسطے اوس
شیر مار عورت کو دیے —

غرض کہ شام کو محسن نے پلٹ کر ایک قریہ مین قیام کیا ڈیڑھ پہر رات گئے
غل و شور کی آواز سنکر گھبرایا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے آخرش معلوم ہوا کہ
گانون والون نے ایک بڑے مگر کو گرفتار کیا ہے اور اوسکے شکار کرنیکی
خوشی مین شور و غوغا مچاتے ہین اور طیاریان کرتے ہین کہ بڑے
تڑکے ندی پر جا کر اوس دریائی موذی کو چو رنگ کرین یہ سنکر محسن بھی
مشتاق ہوا اور صبح اوٹھکر ندی کے کنارے گیا دیکھا کہ ناریل کے جٹون کا
ایک موٹا رسا بھاری درخت سے بندھا ہوا ندی کے اندر کسی شی
مین اٹک رہا ہے اور بہت سے گانون والے ملکر اوس رسے کو زور
دے دے کر اپنی طرف کھینچتے ہین اور کبھی ڈھیلا کر دیتے ہین آخرش
کشمکش اور کوشش بسیار کے اوس رسے کے ساتھ مگر کو کھینچ لائے
جیسے ہی مگر کا سر دکھلائی دیا گانون والون نے خوشی کا شور کیا اور
جلدی سے ایک قوی ہیکل حبشی بڑا سا چھرا لیکر بہتیرے بدلتا ہوا

مگر کے قریب گیا اور چھرے کو مگر کے منھ مین ایسی احتیاط سے
ڈالا کہ رسے کو تو کچھ ضرر نہ پہونچا مگر مگر کی زبان کٹ کر باہر نکل آئی
مگر نے گو پھر بہت زور مارا اور جہان تک اوس سے تڑپا گیا پھڑپھڑایا
لیکن جب یون نے پیچھوڑا اور گھسیٹ کر کنارے لائے اور کلہاڑیون نے
ٹکڑے ٹکڑے کر کے گوشت بانٹ لیا۔
معلوم ہوا کہ وہ مگر لاگو ہو گیا تھا اور جو جانور دریا کے اندر جاتا تھا
اوسکو کھینچ لیجاتا تھا گانون والون نے لاچار ہو کر ایک خاردار ہنسیا موٹے
رسّے مین باندھکر ایک دنبے کے پیٹ مین مخفی کر دیا اور رسّے
کو ایک بھاری درخت مین باندھ کر دنبے کو ندی کے کنارے
چھوڑ دیا مگر نے اپنی چاٹ پر آکر جو دنبے کو گھسیٹا اور روزون کیطرح کا
شکار جانکر نگل گیا تو وہ ہنسیا گلے کے تالو مین اٹک گیا پھر بہتیرا اوسنے
دریا مین سر پٹکا مگر وہ ہنسیا کسیطرح نہ نکلا اور مچھلی کی طرح گرفتار ہو گیا
محسن اس عجیب شکار سے نہایت محظوظ ہوا اور ہرنا دان کو اپنے کام
مین ہوشیار اور اپنی حفاظت مین مستعد پاکر خوش ہوا۔
کئی ہفتہ کے بعد محسن سیر و شکار سے سیر ہو کر پٹنہ کو واپس آیا تو دیکھا
کہ شہر کے باہر میدان مین جابجا لوگ جھونپڑے بنا رہے ہین اور
اپنے چند روز کے قیام کا بندوبست کر رہے ہین محسن نے گھبرا کر
جو وجہ بروبارسی شہر و آبادی میدان کی دریافت کی تو معلوم ہوا
کہ ہر سال تاریخ جلوس رئیس کو اوس میدان مین جشن ہوا کرتا ہے

اور کئی ہفتہ تک اوس میدان مین میلہ رہا کرتا ہے چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر
اندر اہل شہر اپنے مکانات چھوڑ کے اوس میلے مین اوٹھ گئے اور دیہات
اور قریات کے جتنی بھی جوق جوق آآکر مقیم ہوئے اور ہر طرح کے
عیش وراحت کے سامان مہیا کرکے خوشی مین مصروف ہوئے رئیس نے
بھی اپنے لیے ایک بڑا جھوپڑا طیار کرایا تو محسن نے بھی درخواست کی
اور جورا ہے پر اپنے لیے ایک خوبصورت جھوپڑا بنوایا اور مع اپنے
شاگردون کے اوسمین جا کر رہا۔
سارے میلے والے زن و مرد اپنے طریقہ کے موافق رئیس کی سلامتی
کی خوشی مین مصروف تھے اور اپنی رسم کے موافق کھیل کود مین مشغول
تھے کچھ لوگ ایک طرف ناچتے تھے دوسری طرف بانسلی بجابجا کر
گاتے تھے کوئی ڈنڈے بجابجا کر اپنی فصاحت و بلاغت کو صرف
کرکے کچھ بکتا کوئی دف بجابجا کر مٹکتا تھا کوئی ایک قسم کا لٹو جسپر
بالون سے کوڑیان گندھی ہوئی تھین ہاتھ مین لیے ہلاتا تھا کوئی ایک
قسم کا جھل چکارہ بجا کر تماشائیون کو رجھاتا تھا غرض سارے میدان
مین ایک شور و غوغا مچا ہوا تھا اور جسطرح کوے کسی مقام مین
جمع ہوکر کانون کانون کرتے ہین یا برسات کے مینڈک اندھیری
رات مین چلاتے ہین رات دن اوس میدان کا وہی حال ہورہا تھا
محسن نے جو یہ سامان دیکھا تو اپنا خاموش رہنا مناسب نہ جانا اور اوس
جھوپڑے کو آراستہ کرکے بازی گری کا سامان مہیا کیا اور آتشبازی کے

عجیب وغریب کھلونے اور بڑے بڑے غبارے طیار کیے جس وقت
اوس نے بازی شروع کی تو سارا میلہ اوسکے گرد ہوا اور رات کو جب
آتش بازی چھوڑی اور اندھیری رات کو دوپہر دن کرکے دکھلایا اور
غباروں سے آسمان تک روشنی پھیلائی تب تو جنتی بھونچک رہگیے
قصہ مختصر میلہ والوں نے محسن کو بہت کچھ انعام دیا اور جہان تک اونکی
زبان نے یاری دی سراہا تین ہفتہ کے بعد وہ میلہ برخاست ہوا
اور ہر شخص خوش خوش اپنے اپنے گھروں میں لوٹھ آئے اور باہر
والے روانہ ہوگئے ۔

باب چہارم

اتنے تو رئیس ٹمبو کے نزدیک محسن کی بڑی قدر بڑھ گئی اور خود محسن کی
بنائی ہوئی برچھیاں اور پکائے ہوئے چمڑے پسند آئے کہ محسن سے
رئیس ٹمبو نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنی رعایا کی بھلائی اور فوائد کیواسطے
ایک کارخانہ جاری کردوں تاکہ اوسمیں ٹمبو کرے لوہاری و نجاری اور
چمڑ پکانے اور لکڑی خرادنے وغیرہ کی تدبیریں سیکھیں اگر تمسے ہوسکے
تو چند ٹمبو کروں کو تم تعلیم کردو اور ایسا مشاق کردو کہ وہ اوروں کو بھی آیندہ
سکھلاسکیں محسن رئیس کے اس ایما سے نہایت مسرور ہوا اور اوسکی
اس خیال عالی کو حد سے زیادہ پسند کرکے التماس کیا کہ حضور کی یہ تجویز
قابل ہزاروں تعریف کے ہے اسلیے کہ اپنی رعایا کی رفع ضروریات
میں سعی فرمانا اور اونکی احتیاجوں کے برلانے کی تدبیریں کرنا اور

جنت ... (marginal handwritten note)

علوم و فنون کے سکھلانے مین جد و جہد فرمانا نشان کمال بیدارمغزی والی ملک کا ہے اور مجھکو حضور کی راے یہان تک مرغوب ہے کہ اگر میرے عمدہ اغراض بھی فوت ہون تو مین شوق سے اون کو معطل پڑے دونگا اور جہان تک مجھسے ہو سکیگا تعلیم فنون مین آپکے رعایا کی سعی کرونگا اگرچہ مجھے نہایت تاسف ہے کہ بوجہہ جہالت کے آپ کی رعایا سے مجھے یہ امید نہین ہے کہ جیسا چاہیے اون کو فنون آسکین کیونکہ اسلیے کہ مدار سارے فنون کا تحصیل علوم پر ہے اور آپ کی رعایا لکھنا پڑھنا تک بھی نہین جانتی تاہم مجھسے جہانتک ممکن ہے مین اپنی کوشش مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھونگا کاش اس ملک کی رعایا پہلے لکھنے پڑھنے کی دقت اوٹھاتی اور پھر علوم و فنون سیکھتی تو چند روز مین ایک دوسرے کو لاانتہا فائدہ پہونچاتا اور حضور کا ملک رشک باغ ارم ہوجاتا یقین ہے کہ حضور جانتے ہونگے کہ جسقدر اولے العزم فرمانروا گذرے ہین ترویج علوم کو باعث استحکام بنیاد سلطنت خیال کرکے ہمیشہ تدابیر لائقہ کرتے رہے ہین کہ اونکی رعایا لکھہ پڑھکر تواریخ سے حالات گذشتہ اور جغرافیہ سے نشانات راہ و رسم ممالک مختلفہ پر مطلع ہون اور پھر اپنے طریق و روش کو اور اپنے بادشاہ کے طریقہ عدالت اور دستور انتظام کو مقابلہ کرکے دیکھین اوسوقت اپنی ذات و صفات مین جو نقصان پادین اون کو چھوڑکے تہذیب و شایستگی حاصل کرین اور طریقۂ انتظام سلطنت مین جوکچھہ فتور سمجھین اوس سے

ارکین سلطنت کو آگاہ کرین تاکہ بادشاہ مطلع ہوکر ادن مفاسد کے
انسداد مین متوجہ ہو اور جو کچھ نظم و نسق مین خوبیان دیکھیں اونکی
بقا کی غرض سے اپنی والی ملک کے دل و جان سے خیر خواہ رہین
رئیس نے بجواب اس تقریر دلپذیر کے کہا کہ واقعی مین بھی تو
جانتا ہون کہ رعایا کے تعلیم یافتہ ہونے سے بہت سے فوائد ممکن
ہین لیکن اول تو مین خود علم و کمال سے بے بہرہ ہون دوسرے
دنیا مین جو کچھ نظر آتا ہے ایک دن نہین بنا ہے رفتہ رفتہ ہر کام کو ترقی
ہوتی ہے سردست نہ تو مجھی سے ہوسکتا ہے اور نہ تم اکیلے سے
ممکن ہے کہ ہر امر کے رواج دینے مین کامیاب ہو لہذا مین بالفعل
اسی کو غنیمت جانتا ہون کہ تمھاری بدولت کچھ ضروری ہنر بدین
میری رعایا سیکھہ لین محسن نے خوشی سے منظور کیا اور رئیس نے
اپنی غلاموں مین سے کئی نوجوان چھوکرے منتخب کرکے محسن کے
سپرد کیے چنانچہ محسن نے نجاری و حدادی و عطاری و خیاطی
وغیرہ تعلیم کرنا شروع کیا۔
ایک دن محمود نے محسن سے کہا کہ آپ نے جو رئیس کے روبرو تقریر کی
تھی کہ آپ کی رعایا اگر تعلیم یافتہ ہو جاوے تو ایک دوسرے کو
لاانتہا فائدے پہونچاوے اسکا مطلب میرے ذہن مین نہین آیا
یہ تو مین بخوبی جانتا ہون کہ حصول علم سے صاحبان علم کو بڑے
بڑے فائدے ہوتے ہین اور جسطرح اندھیری رات مین ماہتاب سے

تمام دنیا روشن ہو جاتی ہے اور تیرگی شب نیست ونابود ہو جاتی ہے
اوسیطرح سے دل کی تیرگی کو علم کی روشنی کھودیتی ہے اور علم آدمی
کو روشن ضمیر بنا دیتا ہے اور علم ہی کے بدولت ہر شئے کی کُنہ
اور باریکی کو آسانی سے آدمی سمجھ لیتا ہے اور مشکلون کے آسان کرنے کا
سلیقہ بہم پہونچاتا ہے اور دنیا کے محاسن اور معائب پر مطلع ہو کر نیک و
بد کے پہچاننے اور کھوٹے و کھرے کے پرکھنے مین کمال پیدا کرتا ہی
او علاوہ حصول معاش کے ذریعہ خوشنودی جہان آفرین کا بھی علم ہے
اور علم ہی فساد طینت کو مٹا کر بُرائیون سے طبیعت کو پاک کرتا ہی
دنیا مین عزت وآبرو کا باعث اور حق تعالےٰ کے روبرو رستگاری اور
بخشش کا سبب ہے لیکن یہ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ایک صاحب
علم دوسرے کو سوا اسکے کہ پڑھا لکھا دیوے اور کیا فائدہ پہونچا
سکتا ہے محسن نے اس استفسار کو سُنکر جواب دیا کہ اگرچہ بدون میرے
بیان کے تم خود سمجھ گئے ہوگے کہ ایک صاحب علم سے دوسرے کو کیا کیا
منافع پہونچتے ہین لیکن بہتر ہے کہ مین کسیقدر اُسے بیان کردن۔

غالب ہے کہ جو تقریر مینے تمھارے روبرو رئیس ٹمبو سے فوائد تعلیم
مین کی تھی وہ تم کو یاد ہوگی اب اوسکے سوا اور سنو کہ بادشاہ عادل
اور فرمان روا منصف پر واجب ہے کہ اپنے ملک کو شر و فساد سے
بچائین رعایا کو امن وامان مین رکھین ظالمون وجابرون کو غربا و
ضعفا پر سختی نکرنے دین ہر ایک کو معصیت والنواع واقسام کے

گناہون سے روکین سوان سب امور کا انتظام ایسا مشکل ہے کہ نہ تو
فوج کی کثرت سے ہوسکتا ہے نہ عوامل وحکام کی جلالت وشوکت
اور قاضیون اور مفتیون کی موعظت وعظمت سے انسداد
مناہی وارتکاب معصیت ممکن ہے مگر ہان ترویج تعلیم سے ساری
برائیون کا دفعیہ بآسانی متصور ہے اب تم ذرا سوچو کہ اگر کسی ملک کی ساری
رعایا زیور کمال سے آراستہ اور سبکی عقل علم کے صیقل سے مجلّے ہوجاویگی
تو ہر شخص بقدر اپنی بھلائی و برائی کے دیکھنے پر قادر ہوگا اوسیقدر
دوسرون کے فوائد و نقصان بھی دیکھیگا اور جن امور کو اپنے حق مین
مضر سمجھیگا اون سے بالضرور دوسرون کا بھی ضرر خیال کریگا اور
اپنے مقدور بھر اون افعال کو کسی کے حق مین نکریگا اور جہانتک
ممکن ہوگا جسطرح اورون کی برائیون سے اپنے کو بچاویگا
اوسیطرح دوسرون کو بھی اپنی برائیون سے محفوظ رکھیگا اور
جب اسطرح اوس ملک کے سارے رہنے والے یکسان ہوجاوینگے
اور آپسمین سب ایک دوسرے کو خیر گی نگاہ سے دیکھین گے
تو آپ سے آپ امن وامان کے دروازے کھل جاوینگے رعیت کو
آسایش وراحت ملیگی بادشاہ کو اظہار سیاست کی نوبت نہ آویگی
سزا و سختی کی کچھ حاجت نرہے گی بلکہ خود بادشاہ کو بھی اپنی مہذب
وشائستہ رعایا سے نظم ونسق وامورات سلطنت مین یہ امید پیدا
ہوگی کہ خدانخواستہ اگر بمقتضاے بشریت کوئی خطا ہووےگی

یا سہواً کوئی فعل مخالف امن وآسایش رعایا سرزد ہوگا تو رعایا متنبہ
کریگی ایسی تہذیب وشایستگی سے ظاہر ہے کہ راہ خون ریزی بندگان خدا
خود بخود مسدود ہوجاویگی چوری چکاری جعلسازی دغابازی حرف
غلط کیطرح صفحۂ سلطنت سے بلا جد وجہد مٹ جاویگی علی ہذا القیاس
آپس مین ایک دوسرے کو بھی انتہا درجہ کی منفعت ہوگی کیا تم نہین
دیکھتے ہو کہ ہم لوگ ہین جو آنکھین رکھتے ہین کسی اندھے کنوئین مین
نہین گرنے دیتے پس جسطرح ہم اندھے کو ٹھوکر کھانے سے
بچاتے ہین اوسیطرح صاحبان علم وفضل اگر کسی کو جہالت سے
دھوکھا کھاتے ہوئے دیکھینگے تو متنبہ کرینگے وجو کوئی اونسے صلاح
مشورہ کریگا اوسکو عمدہ صلاح دیوینگے اور باعتبار اون تجربات کے جنکو
کتب ہاے مختلفہ سے سیکھا ہوگا بدون اسکے کہ خود آزمایا ہو ابتدا سے
انتہا تک ہر امر کو قیاس کرکے اپنی راے کو پختہ ومضبوط کرکے کاربند
ہونگے اور جسطرح سے بدن کے اعضا ایک دوسرے کی حفاظت کرتے
ہین اوسیطرح ایک شخص دوسرے کا محافظ ہوگا اور ہر ایک دوسرے
کے فائدہ اور نقصان کو اپنے نفع وضرر کے مانند جاننے لگیگا
اور جس قدر امور دنیا مین لوگ مسلوک ہونگے اوس سے زیادہ معاملات
عقبے مین وعظ ونصائح کے ذریعہ سے کام آوینگے محمود نے سنکر کہا کہ
درحقیقت ایسی صورت مین ایک سے دوسرے کو بہت نفع پہونچیگا۔
ایک سال مین محسن نے بڑی کد وکاوش سے چھ کرور کا

ہاتھی دانت خرادنا اور اوس سے قسم قسم کی چیزین بنانا اور حدادی
ونجاری و خیاطی و چمڑا پکانا اور بارود و آتش بازی بنانا سکھلا کر مشاق
کیا اور اونکی دستکاریون کو وقتاً فوقتاً رئیس کو دکھلا کر مطمئن کیا کہ آیندہ
کو وے اور ون کو بھی بخوبی سکھلا سکین گے رئیس محسن کی اس کارنمایان
سے نہایت ممنون ہوا و موافق اون کے درخواست کے بہت کچھ انعام
واکرام و سامان حفاظت دے کر سرابی اون کے جانب رخصت کیا
محسن نے خدا کا شکر کیا و ٹمبو سے سیدھا پچھم کیجانب روانہ ہوا جنگل
وبیابان طے کرتا ہوا اور اوس ملک کے عجیب و غریب جانورون کو دیکھتا
ہوا کئی ہفتون کے بعد ایک پہاڑ دشوارگذار پر پہونچا قریب شام
کے اوس پہاڑ سے اوتر کر جیسے ہی میدان مین پہونچا یکبارگی بہت سے
حبشیون نے گھیر لیا ملازمان رئیس ٹمبو کے بنائے کچھہ نہ بن پڑا اسواسطے
کہ نہ وہ ڈاکو رعایاے ٹمبو سے تھے نہ وہ مقام داخل سلطنت
ٹمبو تھا لاچار ہوکر اپنی جانون سے مایوس ہوکر سب نے مقابلہ کیا
رئیس ٹمبو کے کئی سپاہی مارے گئے و کئی بھاگ کر جان بچا لیگئے
محسن محمود مسعود اور دو سپاہی رئیس ٹمبو کے زخمی ہوکر حبشیون
کے ہاتھہ گرفتار ہوے اون سفاکون نے مال اور اسباب کو اپنا
سا مال جانکر بانٹ لیا اور اون پانچو زخمیون کو بھی کشان کشان آگے
دھر لیا و اپنے قریہ مین لاکر ایک ایک کو بانٹ لیا ایک ظالم
محسن کو بھی اپنے گھر لیگیا اور کپڑے اوتار کے زخم دھوئے پھر جو چاہی

دوا باندھی اور کھلایا پلایا وا سیطرح اور ون نے بھی دوسرے قیدیون سے یہ ہی سلوک کیا ۔

بیچارے سب قیدی ہرچند خیال کرتے تھے کہ انجام اس پرورش کا کیا ہوگا مگر سمجھ مین نہ آتا تھا یہانتک کہ وہ سب اچھے ہوے اور بعد اوسکے بھی تین مہینے اون کی حراست اور حفاظت مین گذرے مگر اون کا ارادہ نہ کھلا آخرش ایک روز دیکھا کہ ادھر اودھر کے دیہات سے دو دو ایک ایک چھوکرے لیے ہوے حبشی چلے آتے ہین اور اوسی قریہ مین جمع ہوتے ہین تب تو یہ بیچارے سخت گھبرا اٹھے کہ دیکھا چاہیے مارکے کھا جائینگے یا کیا آفت اوٹھائینگے مگر ڈیڈھ پہر رات گئے وے بنا ے توہمات باطل ہوئے اور ثابت ہوا کہ وے سارے حبشی لونڈی وغلام بیچنے کے واسطے سرالی اون کے جانب جاتے ہین اور اون گرفتاران مصیبت کو بھی اونکے مالک بیچنے کو لیجائینگے غرض اوسی رات کو وہ قافلہ روانہ ہوا اوسوقت ان سب کے جان مین جان آئی اور زیادہ اسیر مسرور ہوئے کہ ایک ہی ساتھ سب بکنے جاتے ہین خوش خوش حبشیون کے ساتھ ہوئے اور رات دن چلتے چلتے اور دشت وبیابان طے کرتے ہوئے اوس مقام پر پہونچے جہان ادسی قسم کے بیرحم لونڈی غلام بیچنے کو اور گئی انگریز و مسلمان سوداگر لینے کو جمع تھے بازار بردہ فروشی تو کھلا ہی تھا اور بندگان خدا بھیڑی بکری کی طرح بک رہے تھے اسکے قافلہ کے چھوکرے وچھوکریان سب ہاتھون ہاتھ بک گئے مگر محسن کا

کہ وہ پردیسی تھا اور دو نون سپاہیون کا کہ دے جوان تھے کوئی خریدار نہوا محمود و مسعود کی خریداری مین بھی اس وجہ سے کہ اون کی عمر پندرہ برس سے زائد نہین سوداگرون کو تامل ہوا محسن نے جب یہ حال دیکھا تو بجاے خوشی کے اس اندیشہ مین مبتلا ہوا کہ اون کے آقا پھر اون سب کو پلٹا لیجائینگے اور نہ معلوم کس عذاب مین ڈالینگے اس رنج مین اسقدر پریشان ہوا کہ نہ کچھ کھایا جاتا تھا نہ نیند آتی تھی کہ چوتھی روز فروشندہ مین تذکرہ ہوا کہ ایک نیا بڈھا سوداگر لونڈی غلام کا خریدار آیا ہے او سیوقت مالکان قافلہ محسن سب سے پہلے اوس سوداگر تازہ وارد کے پاس پانچون قیدیون کو لیکر حاضر ہوے محسن نے جو اوس سوداگر کو اسی برس کا بڈھا اور ظاہر کا دیندار دیکھا نہایت خوش ہوا اور یقین کیا کہ وہی اوسکی مخلصی کا باعث ہوگا مگر سوداگر جب تک ان لوگون کو دیکھے دیکھے اور بھی فروشندہ حاضر ہوے اور بازار لگ گیا آخرش سوداگر اوٹھا اور ایک نظر سارے چھوکری چھوکریون کو دیکھتا ہوا اپنے مقام پر جا بیٹھا اور ایک ایک کو بلا بلا دیکھنے وپرکھنے لگا ہر ایک فروشندہ اپنے بچون کو بدن کھول کھولکر دکھلاتا تھا وجسطرح بھیڑی بکری جانور پرکھے جاتے ہین وہ سوداگر غور سے قیافہ اور عیب ثواب پہچانتا تھا اور جس مین کوئی عارضہ یا اور کوئی نقص ظاہری پاتا تھا اوسکو سامنے سے ہٹوا دیتا تھا محسن پہلے تو کھڑا دیکھتا رہا پھر بندگان خدا کو جانورون سے بھی بدتر دیکھکر رونے لگا۔۔

اتفاقاً سوداگر کی نگاہ محسن سے دوچار ہوئی تو سوداگر نے مالک محسن سے
اشارہ کیا وہ خوش ہوکر سامنے لیگیا محسن نے نہایت ادب سے سلام
کیا اتفاقاً اوسیوقت ایک اور سوداگر آگیا اور اوسکی تعظیم وتکریم مین مشغول
ہوکر محسن سے کچھہ پوچھہ پاچھہ نہ کی بلکہ اور لونڈی وغلامون کا مول چکایا اور
جنکو لینا تھا لے لیا لاچار محسن نے آگے بڑھکر سوداگر سے کہا

مشتاق سب ہین بدر سے افزون ہلال کے ✣ دنیا مین قدردان نہین
صاحب کمال کے ✣

حضور نے نااہلون کو خرید فرمایا و مجھی عسر رسیدہ خیال
فرماکر شاید نامنظور کیا یہ سُنکر سوداگر متوجہ ہوا محسن نے بکمال فصاحت
اپنی داستان مصیبت نشان کو ابتدا سے انتہا تک بیان کیا تاجر نے
حیران ہوکر کہا کہ جو مصائب تمکو پیش آئے ویسے دنیا مین اکثرون کو پیش
آتے ہین بلکہ تمسے زیادہ مین نے لوگون کو مبتلاے آفات دیکھا ہے اسواسطے
مین کچھہ تعجب نہین کرتا مگر ہان جہلا وسفہا مصیبت مین پڑکر رہجاتے ہین اور
دانا وعقلا ہر ایک آفت کو جھیل جاتے ہین اور دامن استقلال کو نہین
چھوڑتے چونکہ تمنے ہمت نہین ہاری اور ہر مصیبت کو عقلمندی سے
کاٹی اس وجہ سے مین البتہ خوش ہوا اور متعجب بھی ہون کہ تم سے کیونکر ایسے
سخت مصائب کا تحمل ہوا بہرکیف خاطر جمع رکھو کچھہ دے کے لیکر ان
ظالمون سے تمہین چھڑادونگا محسن نے بعد اداے شکر عنایت کہا کہ اب تک
ہم لوگون کا کوئی خریدار نہین ہوا اور یقین ہے کہ کوئی مول نہ لیوے گا
اور سواے اسکے مین صرف اپنی ہی مخلصی بھی پسند نہین کرتا بلکہ اپنی رہائی

سکے پہلے ان دونون چھوکرون اور دونون اپنے محافظون کی گلوخلاصی
چاہتا ہون اگر آپ میرے واسطے کچھ ان ظالمون کو دینا تجویز کرینگے تو پھر
میرے ہمراہیون کے بھی دام مانگین گے اسلیے میری سمجھ مین یہ بہتر ہے
کہ ہم لوگون کو آپ یون ہی رہنے دیوین اور ملاحظہ کرین کہ جب ہم لوگون کا
کوئی خریدار نہ ٹھہرے تو یہ کیا کرتے ہین ان اگر پھر پلٹا کے اپنے گھر
لیجاوین تب تو آپ اعانت فرماوین ورنہ مجھے یقین ہے کہ یہ مایوس ہوکر ہمکو
آپ چھوڑ دینگے سوداگر نے محسن کی اس تجویز کو پسند کیا اور فروشندون سے
کہا کہ تم دیوانے ہو ان جوانون کو ہم لوگ لیکر کیا کرینگے نہ تو ان پر ہماری
تربیت اثر کریگی نہ یہ ہماری متابعت کرینگے سوائے اسکے یہ مسلمان ہین
اور ہم مسلمانون کو مول نہین لیتے یہ سنکر دے رخصت ہوئے اور رات کو
آپس مین مشورہ کرتے رہے کہ ہرگاہ خریدار لونڈی و غلامون سکے یہی
سوداگر ہین اور ہر سال انھین سے کام پڑتا ہے پس جب اس سال
جوان لوگون کا کوئی گاہک نہین ہے تو آیندہ کون ہوگا کھلانا اور پہنانا
اکارت جائیگا بہتر ہے کہ انکو دفع کرو چنانچہ ہر ایک نے منظور کیا اور
پانچو قیدیون کو چھوڑ کر مطلق العنان کردیا اور صبح ہوتے ہی دے
کالا منھ کرکے اپنے وطن کو چلدیئے یہ پانچو تاجر مہربان کے پاس حاضر
ہوئے سوداگر نے عنایت اور مروت سے خاطر کی اور محسن کے استفسار پر
تاجر نے اپنا حال اسطرح بیان کیا کہ مجھے لوگ سعید ابن احمد کہتے ہین اور
اگرچہ وطن قدیم میرا شام مین ہے مگر عرصہ سے بار پورہ مین جو سلطنت اطلی

ہین واقع ہے رہتا ہون تجارت میرا پیشہ آبائی ہے میری ساری عمر
سفر مین کٹی ہے اور ہنوز سفر کی ہمت باقی ہے اگر تم عہد صادق اور وعدہ
موثق کرو کہ بلا میری مرضی کے میرا ساتھ نہ چھوڑو گے اور جہان مین جاؤنگا
چلو گے تو مین اپنے ساتھ تمکو لے چلونگا اور اپنا قوت بازو سمجھکر علاوہ
ہر طرح کی کفالت کے مشاہرہ بھی دونگا حبشی زادون کی بابت مجھے
کچھ اصرار نہین ہے اونھین اختیار ہے کہ چاہین تمھارے ساتھ چلین
خواہ نہ چلین محسن نے بعد تھوڑی فکر کے التماس کیا کہ بندہ نواز
آپکے حضور مین حاضر رہنا اور آپکی خدمات بجا لانا مین اپنا فخر
جانتا ہون اور علاوہ اسکے مجکو امید ہے کہ آپ کی بدولت مجھے
تہذیب و تزکیہ نفس مین بہت فائدہ ہوگا لیکن بار احسان خواجہ
باقر اسقدر میری گردن پر ہے کہ مین بلا شرط یہ وعدہ نہین کرسکتا کہ
مین کبھی آپ سے جدا نہونگا براہ مہربانی آپ ہی غور اور انصاف
فرماوین کہ مین کیونکر خواجہ باقر کے احسانات فراوان کو بھول جاؤن
اور آپ کی رفاقت مدت العمر کے لیے منظور کرلون ہان آپ میری
اس شرط کو منظور کرین کہ اگر خواجہ باقر بقید حیات ہو اور میری جدائی
منظور نہ کرے تب تو کچھ آپکا میرے پہونچانے دکھلانے و پہنانے
مین صرف ہو لیکر مجھے رخصت کرین واگر خدانخواستہ خواجہ نے انتقال
کیا ہو تو مدت العمر مجھے اپنے ساتھ رکھین مین خود آپ سے جدا نہونگا
اور جہان آپ لیجائینگے سایہ وار ہمراہ رہونگا اور خدمت مجھسے فرمادینگے

انتظار دارین سمجھ کر بجالاؤنگا سعید بن احمد نے کہا کہ شاباش لازمۂ مردی
یہی تھا جو تمنے کیا اور اب مجھے تمھاری وفاداری مین کچھ شک نرہا
اگر خواجہ باقر کو مین زندہ سنونگا تو مین ضرور تمکو خواجہ کی خدمتمین
پہونچا دونگا اس بات چیت کے بعد سو روپیہ محسن نے سعید سے مانگے
چنانچہ نہایت خوشی سے سعید نے سو روپیہ دے محسن نے روپیہ لیکر
اپنی محافظون ملازم رئیس ٹمبوکو بلا یا وچاہا کہ پچاس پچاس روپیہ اون کو
دیوے مگر واہ رے قناعت اونھون نے کہا کہ ہمکو اسقدر بس ہے
کہ آپ نے قید سے ہمکو چھڑایا اور بدون ہماری مخلصی کے اپنی رہائی
گوارا نہ کی ہم اسی مہربانی کا شکر نہین کرسکتے چہ جائیکہ اور روپیہ لیکر
زیر بار احسان ہون سوائے اسکے اگر ہم حرص کرین اور جو آپ دیتے
ہین لے لین تو دشمن پھر راہ مین پکڑینگے اور جان و مال دونون لیوینگے
جنگلی کھیلون اور چڑولنے ہم واقف ہین بخوبی کھاپیکر صحیح وسلامت گھر
پہونچینگے محسن نے کہا کہ نہین لتکہ میرے سبب سے ایسی اذیت ہوئی ہے
کہ مجھی عمر بھر ندامت رہے گی اور اگر تم اس روپیہ کو نہ لوگے تو مین یہ سمجھونگا
کہ تم تھوڑا سمجھکر نہین لیتے محافظون نے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ ہرگز ایسا
خیال نہ کیجیے ہم اپنی جان کے اندیشے سے روپیہ لینے مین
تامل کرتے ہین اور اگر آپ کو یہ خیال ہے کہ ہم تھوڑا سمجھکر نہین لیتے
تو پانچ پانچ روپیہ ہمارے واسطے بہت ہین عنایت فرمائیے غرض
پانچ پانچ روپیہ لیکر وے رخصت ہوئے اور محمود و مسعود و سعید و محسن کے

ساتھ رہے دو تین دن کے قیام کے بعد سعید بن احمد نے لونڈی اور
غلامون کی کھیپ پوری کی اور دریاے سرالی اون مین کشتی کا لنگر
اوٹھاکر روانہ ہوا اور ایک جزیرہ مین جو قریب تھا پہونچکر اپنے اور
دوستون سے ملا اور سب کے ساتھ دریاے شور مین جہاز پر سوار ہوا
اور کئی روز کے بعد ایک جزیرہ مین جہان کی آب وہوا اچھی تھی مقام
کیا اور سونے کے خریدنے کا بندوبست کیا محسن نے اپنی سلیقہ شعاری
وہان دکھلائی اور اپنے آقا کی خاطر خواہ اعانت کی بعد قیام دو ہفتہ کے
وہان سے بھی روانہ ہوئے اور اکثر چھوٹے چھوٹے جزیرون مین پھرتے پھراتے
اور انواع واقسام کے اشیا خریدتے ہوئے ایک جزیرہ مین جو یہ تحت
حکومت قوم فرنچ تھا اوترے وہ جزیرہ نہایت آباد تھا اور لطافت
آب وہوا مین بھی مشہور تھا ہر قسم وہر ملک کے تاجر وہان آیا کرتے
تھے اور آپسمین مال بدلتے تھے اور اوسی جزیرہ سے جنکو چین
یا ہندوستان کا سفر منظور ہوتا تھا روانہ ہوا کرتے تھے ہاتھی وجنگلی گدھے
اور اونٹون کی اوس جزیرہ مین نہایت کثرت تھی اور قدیم باشندے
اوس جزیرہ کے ہاٹن ہاٹ کہلاتے تھے گو کہ وہ بھی حبشی تھے مگر
نیک وفہمیدہ مشہور تھے غرض جزیرۂ مذکور مین پہونچکر سعید بن احمد
نے وہان کے تاجرون سے ملاقات کی اور اون کا مال سعید نے دیکھا
اور اپنا مال اورون کو دکھانا شروع کیا چنانچہ ایک تاجر مصری بھی
سعید کے فرودگاہ پر آیا وہ محسن کو دیکھتے ہی بڑے تپاک سے لپٹ گیا

واستفسار حال کر کے خواجہ باقر کے مرنے کا حال کہا محسن سنتے ہی
بدحواس ہوا اور دریاے غم مین ڈوب گیا اوسکے بعد سعید سے تاجر
مصری نے کہا کہ خوشا نصیب آپ کے جو محسن سا لائق آپ کے ہاتھ آیا اور
جو کچھ اوصاف اوسکے خود جانتا تھا اور جو خواجہ باقر سے سُنے تھے
مفصل بیان کر کے سعید کو مطمئن کیا اور تاجر مصری کے بیان زبانی کے
علاوہ محسن نے جو جو اشیا ہبے لینے کے لائق تھین اس خوبی اور کفایت سے
لین دین کہ خواجہ سعید کو خود اوسکے حُسن سلیقہ اور کثرت تجربہ پر وثوق
ہوگیا ایک روز سعید نے محسن سے پوچھا کہ خواجہ باقر کا حال تو سن چکے
کہو اب کیا کہتے ہو محسن نے جواب دیا کہ جو مین نے وعدہ کیا ہے اوس سے
سرمو انحراف نہین ہے مین خود جدا نہونگا واگر شامت بخت سے آپ
ناراض ہوکر مجھے جدا کر دین تو لاچار ہون خواجہ سعید نے بہت کچھ تسلی
محسن کی کی اور پھر محمود و مسعود سے پوچھا کہ بھلا تمنے کیا سمجھا اور
مان باپ کی مفارقت اختیار کی محمود نے زبان عربی مین نہایت ہی فصاحت
سے یون کہنا شروع کیا کہ حقیقت مین مان باپ سے جدا ہونا الیسا ہی
تعجب کے لائق ہے جیسا آپ کو ہے اور کچھ شک نہین ہے کہ جبتک کوئی
مصیبت سخت نہین پڑتی گھر بار اور خویش واغیار کو چھوڑ کر کوئی جلا وطن
نہین ہوتا سو ہمپر مصیبت جہالت کی اسقدر سخت نازل ہوئی تھی
کہ ہم جو کچھ کرتے جاے حیرت اور مقام تعجب نہ تھا مگر باین ہمہ ہمنے
کوئی فعل جدید و نادر نہین کیا ہے آپ جانتے ہین کہ جسقدر روے زمین پر

دانشمند مشہور گذرے ہین اونھون نے گھر بیٹھے کچھہ نہین سیکھا اور اور سب نے سفر کیے اور گھر بار چھوڑے علوم و فنون مین ترقی کی نہ تجربہ حاصل کیا تھا اسواسطے ہمنے بھی جب محسن سا اوستاد شفیق پایا لوچاہا کہ چندے اوسکی صحبت مین رہکر فائدہ اوٹھائین اور سیر و سفر کرکے حالات و کیفیات بلاد مختلفہ کی دریافت کرکے تجربہ حاصل کرین اور پھر پلٹ کر اپنے ہموطنون کو نفع پہونچاوین پر ہمارے مان باپ نے نہ مانا اور ہمارا محسن کے ساتھہ رہنا گوارا نہ کیا تو ہم لاچار ہوگئے اور علم و فضل کے لالچ سے اپنے بکنے اور غلام بننے پر راضی ہوگئے تو بھی ہمارے والدین نے سمجھے اور ہمکو اونھون نے بیچ ڈالا مگر ہزار آفرین کہ محسن نے ہمکو خرید بھی لیا اور کمال جوانمردی سے آزاد بھی کیا اور واپسی کا اختیار دیا پر ہم کیونکر پلٹ جاتے اور اپنی آرزو خاک مین ملاتے ہان اگر موت نے جلدی نہ کی تو بعد حصول علوم و تکمیل فنون ارادہ ہے کہ وطن جاوین اور اپنے علم سے اپنے بھائی بندون کو بھی نفع پہونچاوین سعید اس تقریر دلپذیر کو سنکر نہایت خوش ہوا اور اون کو شائق کامل و طالب علم جان کر اون کے اخراجات کا بلا درخواست کفیل ہوا تین مہینے کے عرصے مین جو کچھہ کرنا دھرنا اور لینا دینا تھا خواجہ نے کیا اور چوتھے مہینے جہاز پر سوار ہوکر باربورہ کو روانہ ہوا اور مع الخیر پہونچا باربورہ بھی ایک اچھا شہر تھا اکثر سوداگر وہان آیا کرتے تھے اور گھوڑے خرید کرکے لیجایا کرتے تھے محسن نے وہان کے عمدہ نسل کے گھوڑون پر جو بھاری و بھدے نہین بلکہ سڈول ہوتے

دیکھے تو اپنے ہاتھ سے ایک عمدہ قسم کا نہایت سبک زین بنایا اور سعید کو
دکھلایا سعید نے اس درجہ اوس زین کو پسند کیا کہ سلطان ایٹل کے حضور مین
لیجاکر گذرانا اور سلطان کو بھی اس قدر وہ زین بھایا کہ اوسنے اپنے سوارونکے
لیے پانچ ہزار زین کے تیار کرا دینے کی سعید پر فرمایش کی چنانچہ محسن نے
بہت سے کاریگر نوکر رکھ لیے اور زین بنوانے شروع کردیے اوسی
اثنا مین ایک شخص جسکی وضع ولباس سے شرافت کے آثار نمودار تھے
سعید کے پاس آیا اور سلام کر کے بڑی دیر تک مودب بیٹھا رہا مگر سعید نے
باوجودیکہ مروت و اخلاق مین بے مثل تھا مطلق اعتنا نہ کی اور نہ استفسار
حال کیا دو تین گھنٹہ جب بیٹھے بیٹھے اوس کو گذرے تو اوسنے خود چاہا کہ اپنا
حال کہے تو سعید نے جھڑک دیا اور کچھہ نہ کہنے دیا محسن نے جو خلاف اخلاق
یہ حرکت سعید کی دیکھی تو متحیر ہوا اور عرصہ تک سکوت کے عالم مین بیٹھا رہا اور
ہر چند چاہا کہ خواجہ سے اجازت لیکر حال اوس غریب کا سنے مگر خواجہ سعید
کی جھڑکی سے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ کہنے کی جرأت نہ پائی لاجرم ایک پرچہ
کاغذ پر اپنی خواہش لکھکر پیش کی وپھر خواجہ کی اجازت کے موافق اوس جوان نے
اپنا حال یون بیان کرنا شروع کیا کہ میرا باپ جزیرۂ گمڈاکسو کا عامل تھا اور وہ
حد سے زیادہ محاسن و محامد رکھتا تھا اور انواع اوصاف ذاتی و صفاتی
سے متصف تھا چند روز ہوئے کہ اوس نے اس دار فانی سے سفر عالم
جاودانی کو کیا تو مین بجاے اپنے باپ کے عامل ہوا میرے چچا اور بعض میرے
رشتہ دارون نے مجھہ پر حسد کیا اور اہل عناد کو موافق کر کے درپے

بیچ کئی اور فساد کئے ہوئے اور طرح طرح کی میری شکایتیں بیجا پیش کرکے
مجھے موقوف کرآیا اور اس ظلم پر بھی اکتفا نہ کرکے مجھے شہر بدر کرآیا کل کی
بات ہے کہ مین حاکم شہر تھا آج دربدر مارا مارا پھرتا ہون نہ موت ہی آتی ہے
نہ صورت زیست نکلتی ہے یہ سنتے ہی محسن کو اپنی حالت مصیبت یاد آئی اور
بہرام کی بدسلوکی اور مکان دمشق سے نکلنے کی صورت آنکھون کے آگے
پھر گئی رونے لگا مگر برعکس اوس کے خواجہ اس قدر غیظ و غضب مین آیا
کہ اپنے آگے سے اوس مسافر کو اوٹھوا دیا جب کہ وہ چلا گیا اور محسن کا
مزاج درست ہوا تو خواجہ سے پوچھا کہ میری سمجھ مین یہ نہین آیا کہ خلاف
اپنی عادت شفقت و مرحمت کے آپ نے اوس مسافر کو کیون جھڑ کا
خواجہ نے کہا کہ میان تمنے ابھی دنیا نہین دیکھی ہے اسواسطے اپنی مروت
خلقی سے جسے تم بظاہر حالت افلاس مین پاتے ہو اور اوسکے بیان مصیبت کو
سنتے ہو اپنی نیک نہادی سے سچ جانتے ہو خلاف اوس کے مین دنیا مین
پھرتے پھرتے اور نیک و بد آدمیون کو دیکھتے دیکھتے قیافہ شناسی مین ایسا
مشاق ہو گیا ہون کہ صورت دیکھتے ہی آدمی کو پہچان لیتا ہون سوای اسکے
دنیا وہ مقام ہے کہ ہر شخص کسی نہ کسی مشکل مین پھنستا ہے اور رنج
و آلام مین گرفتار ہوتا ہے پس کسیکی محض بیان مصیبت پر اوس کے سارے
بیان کو سچ جاننا اور قابل شفقت و مرحمت تصور کرنا دانشمندی کے
خلاف ہے مین نے اس شخص کو آتے ہی جان لیا کہ مسرف و بدقماش ہے
اب تم ہی غور کرو کہ نان شبینہ کو وہ محتاج کہتا تھا پر اوسکے لباس

اور وضع سے کیا ثابت ہوتا تھا یہ وجہ تھی کہ مین نے اوسی کچھ حال نہ کہنے دیا
اور آخر کو جب تمھاری خواہش کے مطابق اوس نے اپنا حال بیان کیا تب تو
مین بخوبی واقف ہو گیا کہ وہ بڑا بدمعاش ہے اب مجھسے سنو کہ اس ناشدنی کا
باپ واقعی عامل گلڈ اکسو کا تھا اور مین نے اوس یگانۂ روزگار و متقی و
پرہیزگار کے پاس اس مکار کو اکثر دیکھا ہے یہان تک بیان اُس نابکار کا
سچ ہے کہ اسکا باپ قابل ستایش لاتعد اور لائق محامد بے حد تھا چنانچہ
جب مین گلڈ اکسو کو جاتا تھا تو ضرور اسکے باپ کی زیارت کرتا تھا اور
ہر شخص کو اوسکے انصاف و عدالت کا ثناخوان پاتا تھا۔ یہ ناشدنی ننگ
خاندان پیدا ہوا باپ نے لاکھون تدبیرین کین کہ اسکو تعلیم کرے
مگر یہ استعداد قابلیت کی ہی نرکھتا تھا ساری سعی اسکے باپ کی بیکار ہوئی
سچ ہے زنگی دھونے سے سفید نہین ہوتا اور درندے و گزندے پر تعلیم کا
اثر کچھ نہین پہونچتا یہ جیسے کا تیسا رہا تھوڑے دن ہوئے کہ اوس عامل عالم نے
سفر آخرت کیا اور بواسطۂ شرافت و وراثت اس نے اپنے باپ کا منصب
حاصل کیا حکومت پاتے ہی اس سفاک نے دست ظلم دراز کیا اور بہتون کو
تباہ و شہر و ملک کو خاک سیاہ کرنا شروع کیا اور رشوت خوری کے علاوہ
تھوڑی خطا پر بڑی بڑی سزا گنہگارون کو دینا اس نے شروع کیا اور
بے گناہون کو زبردستی گنہگار بنایا آخر اسکے ظلم و جبر سے خلائق نالان
ہوئی چنانچہ امام مسقط نے بعد ذلت و خواری اسکو شہر بدر کیا اور
اس کے چچا زاد بھائی کو جو عالم باعمل ہے عامل مقرر کیا محسن رحال کو

سنکر چپ ہو رہا مگر خیال اوس مسافر کی پریشانی کا دل سے نہ گیا تھا کہ کئی مہینے کے بعد ایک روز بازار مین دیکھا کہ کوتوالی کے پیادے کسیکو پکڑے لیے جاتے ہین اور تماشائی پیچھے پیچھے ہین محسن نے آگے بڑھکر جو دیکھا تو اوسی مسافر کو گرفتار پایا حیران ہوکر لوگون سے پوچھا کہ یہ کس تقصیر پر ماخوذ ہوا ہے ایک شخص نے کہا کہ نعیم بن حمید یہان ایک مشہور امیر لاولد ہے اس نے جو سُنا کہ وہ اس فکر مین ہے کہ کسی شریف و لئیق کو اپنا جانشین کرے تو کسی ذریعہ سے رسائی حاصل کی اور چند روز کی آمد و رفت مین اپنی نیک رفتاری و دینداری ظاہری ایسی دکھلائی کہ حسب و نسب سے مطابق ہو گئی نعیم کو علو خاندانی تو اسکی معلوم ہی تھی بلا تکلف اپنا متبنے کر لیا کئی مہینے تک عیش و فراغت سے اسنے بسر کی مگر آخر کو اپنی خباثت سے سوچا کہ واللہ اعلم نعیم کب تک جیے گا اور جبتک وہ نمریگا مال و دولت میرے ہاتھ نہ چڑھیگا غرض کہ اوباشون کو انعام دینے کا وعدہ کر کے اپنے محسن کے قتل پر آمادہ کیا اتفاق نعیم کے ایک وفادار نے یہ حال سُن لیا اور اپنے آقا کو مطلع کیا ہر چند نعیم نے جھوٹ جانا مگر رات کو ہوشیار رہا آدھی رات گئے یہ ظالم شمشیر آبدار لیکر مع اور دو بدمعاشون کے اوس کے خوابگاہ مین گھسا وہ تو جاگتا ہی تھا شور کیا نوکر لوگ جاگکر مدد کو دوڑ آئے دو ایک زخم تو نعیم کو اس بے مروت نے لگائے مگر اوسی پر خیریت گذری جان بچ گئی اب اوسی گناہ کے مکافات مین یہ ظالم گرفتار ہوا ہے اور بجاے اس سبطان خصلت کے وہ غلام وفادار

نصیبم کا فائم مقام ہوا ہے باستماع اس حال سراپا ملال کے مجکو اپنے خیال
خام پرسخت تنبہ اور انفعال ہوا اور بازار سے پلٹ کے سارا حال اوس زبون
خصال کا خواجہ سے کہا بعد وقوع اس قصہ کے چند روز مین زین فرماستی
سلطان اڈیل طیار ہوئے اور ہزارون روپیہ کا فائدہ خواجہ سعید کو ہوا دو برس
کامل خواجہ سعید کو جو بارپورہ مین رہنا پڑا تو وہ اگتا گیا اور سامان سفر
درست کرکے جہاز پر سوار ہوا محسن بھی مسعود و محمود کو لیکر ہمراہ رکاب ہوا
جہاز عمدہ اور قافلہ کے سب لوگ سنجیدہ اور فہمیدہ تھے
اور ہوا بھی موافق تھی اسلیے وہ سفر بہ از حضر گذرا اور مع الخیر اوسی جزیرہ
مین جہان سے بارپورہ آئے تھے پہونچے اور حسب معمول جو اسباب
وہان لینے کے لائق تھا خرید کیا ہنوز کسی ملک کے جانے کا عزم بالجزم
نہین تھا کہ خواجہ سعید کے کئی ملاقاتی انگریز و پرتگیز اور فراسیس تاجر بھی
اوس جزیرے مین وارد ہوئے اون مین سے کسی نے سفر ہندوستان
تجویز کیا اور کسی نے قصد چین کا کیا اور خواجہ سعید کو بھی مشورہ دیا کہ
یا چین کو جاوے یا ہندوستان کو چلے چنانچہ خواجہ نے چین کے
سفر پر منفعت کو ترک کرکے کسی مصلحت سے ہندوستان کے دیکھنے
کی رغبت کی اور ایسے سفر دور دراز پر کمر ہمت کو چست کرکے محسن کو مطلع کیا
محسن اگرچہ سفر سے بہت بیزار ہو چکا تھا مگر سواے ہمراہی خواجہ کے
کچھ چارہ نہ تھا لاچار ہوا اور اسباب تجارت جہاز پر بار کرکے روانہ ہوا
بعد عرصۂ دراز جو تقدیر موافق اور ہوا خواہش کے مطابق تھی مع الخیر

بندر سورت مین پہونچا نہ تو کبھی خواجہ ہند مین آیا تھا نہ محسن راہ و رسم ملک سے
آگاہ تھا زبان سمجھنی مشکل ہوئی لیکن تھوڑے دن کے بعد جب کچی
پکی ہندی بولنی آگئی اور ادھر ادھر پھرے اسکے بہت اسباب
قابل تجارت پایا تو مغالطہ کھاکر سفر خشکی کا کیا اور قافلہ کے ساتھہ
ہوکر وسط ہندوستان کو روانہ ہوا دو ہی منزل کے بعد معلوم ہوا کہ قضا
ہندوستان مین لائی ہے راستہ پرخوف تھا جنگل پہاڑ درندہ گزند ڈاکو
ٹھگ سے کوئی منزل خالی نہین جاتی تھی خواجہ اگرچہ بڈھا تھا
مگر سفر سے مطلق نہ گھبراتا تھا نہ کسی طرح سے ہمت ہارتا تھا چنانچہ جو کچھہ
دقتین پڑین بڑی خوشی سے جھیلین اور عرصہ دراز کے بعد ایک شہر
پر فضا مین وارد ہوا اوس شہر کی آبادی حد و شمار سے بیرون اور
تعداد باشندون کی حساب سے افزون تھی یہ تو ادنے بات تھی کہ سات ہزار
کلاونت و گویے اور تیس ہزار تنبولی بستے تھے سپاہ و فوج بیشمار
فقط اسی ہزار سپاہی مسلح آمادہ کارزار اور تیس ہزار سوار جبرار مستعد
جنگ و پیکار دو لاکھہ پیادے اور دو لاکھہ تیر انداز اور تبردار
جان نثار ہر وقت دارالریاست مین رہتے ہاتھیون کے دل کے
دل ہر طرف شہر مین پھرتے تھے راجہ بھی وہان کا اسیر دوران
ہرناج راجگان تھا وہان کے امرا نے جو سُنا کہ نئی صورت کا تاجر
آیا ہے ہر ایک خواہان ملاقات ہوا چنانچہ خواجہ محسن کو ساتھہ لیکر
اکثر سرکارون مین گیا مگر وہان کے امرا کا طریقہ ملاقات اور اونکے

حالات دیکھ کر گھبرایا کیونکہ وہ اُمرا نہ تو خود کسی سے بات کرتے تھے نہ کسی کے
سوال کا جواب دیتے تھے اور جو کوئی اون سے کچھ پوچھتا تھا تو ہنسکر کے
رہجاتے تھے صرف مصاحب اور رفقا بیٹھے باتین بنایا کرتے تھے خواجہ
حیران ہوا کہ یہ کس قسم کے انسان ہین کہ باتین کرنا تک نہین جانتے ہیکے
سوائے اکثر ثابت ہوا کہ وہ اُن کے امرا آپس مین رنج و کاوش رکھتے ہین ایک
دوسرے کو نہ دیکھ سکتا ہے نہ بھلائی چاہتا ہے جو راجہ کے دربار مین
جاتا ہے کسی نہ کسی کا شکوہ ضرور کرتا ہے اور راجہ کا بھی عجیب
حال دیکھا کہ کسیکو تو ادنے تعریف پر خلعت دیتا اور کسی کو ذرہ سی
شکایت پر ہاتھی کے پانو مین سند ھوا کر کھسٹوا تا سپاہ مین بھی تنخواہ ملنے کی
داد بلا اور برسون سے تنخواہ نملنے کا گلہ رہتا اکثر دیکھا کہ اہل فوج
سب فاقہ کرتے تھے لاچار ہوتے تھے تب بلا اندیشہ و وہشت بخشی کو
پکڑتے تھے بادیوان کی بے عزتی پر مصر ملتے تھے کبھی کبھی مہاراج کی سواری
روک کے کھڑے ہوتے تھے یون ہی زمیندارون کا بھی رنگ ڈھنگ تھا
کبھی سنا جاتا کہ فلان تعلقدار خودسر ہو گیا کبھی غل مچتا کہ فلان
زمیندار خراج نہین دیتا کبھی فوج پر فوج کسی تعلقدار سے
لڑنے کو جاتی تھی اور مغلوب ہو کر پلٹ آتی تھی کوئی ناظم نوکر و نمین
بھر کر باغیون کے سر بھجواتا اور جا بجا شہر پناہ وہ لٹکائے جاتے تھے عدل
و انصاف کا یہ حال تھا کہ لڑنے والے مر مٹتے تھے مگر فیصلہ نہو تا تھا
چنانچہ ایک روز راہ چلتے محسن نے ایک مکان پر دیکھا کہ باہم تو

سوار پیادے گھر گھیرے ہوئے کچھہ اہتمام کر رہے ہین اور اندر مکان کے
عورتین ڈاڑھین مار مار رو رہی ہین بمشاہدہ اس حال کے محسن کو اپنی
خانہ بربادی دمشق کی یاد آئی متحیر ہو کر کھڑا ہو گیا اور ایک شخص کو سمجھہ
پا کر استفسار حال کیا اوسنے محسن سے کہا کہ یہ مکان مادہو پرشاد نامے ایک
برہمن کا ہے مادہو پرشاد ابتدا مین کچھہ مال و دولت رہتا تھا پر
بڑا باتونی و خوشامدی تھا جسکے پاس جاتا تھا چند روز مین اپنی جگھہ
اوسکے دل مین کر لیتا تھا شدہ شدہ دیوان صاحب کے حضور مین اوسکی
پہونچ ہوئی اور ایسی خوشامد درآمد اوس نے شروع کی کہ دیوان صاحب
کو اوسکی پرورش مدنظر ہوئی سایر کے محصول وصول کرنے پر مامور کیا تنخواہ
تو واجبی ہی واجبی تھی مگر بلی کے بھاگون چھینکا ٹوٹا دیوان صاحب راضی
کارباری سے جہاہتی پھر مادہو پرشاد کو کیا کمی تھی نہ محاسبہ لینے
والا نہ کوئی روکنے ٹوکنے والا جو چاہتا تھا وارا نیارا کرتا تھا جس قدر
چاہتا تھا سرکار مین دیتا تھا اور جتنا من مانتا سایر کا روپیہ چوراتا تھا
اوسمین سے کچھہ آپ رکھتا تھا کچھہ مال مفت دل بیرحم اپنے ماتحت
کے متصدی پیادون کو کھلاتا تھا اور کچھہ درباریون کو چکھاتا تھا
اسواسطے کوئی نہ پوچھتا تھا ہوتے ہوتے کوڑیون سے اشرفیان
ہو جاتی ہین لچھمی نے مادہو پرشاد کا گھر دیکھہ لیا روپیہ کی بڑھتی ہوئی
تو مادہو پرشاد کو دولت بڑھانے کی اور بھی حکمتین کچھہ تو آپ سوجھین
اور کچھہ اورون نے سجھائین کسی مہاجن کو اپنا روپیہ دے کر ساجھی کیا

کہین کسی بیوپاری کو قرض دیا اور سود ٹھہرالیا اپنی آڑھت کی دکان بھی
جدا درست کی ادھر اودھر کے سوداگران کا مال خود لیا پھر اپنے دباؤ سے
خاطر خواہ نفع پر بیچ ڈالا قصہ مختصر جو مشہور تھا کہ روپیہ کو روپیہ کھینچتا ہے
وہ سچ ہوگیا سات ہی آٹھ برس مین مادھو پرشاد کے دلدر دور ہو گئے
اور بڑا مالدار مشہور ہوا تو بھی اتنی کسر باقی رہی کہ لڑکا کوئی نہ ہوا اور اس ارمان
کے پورے کرنے کو مادھو پرشاد نے دوسری جورو کرنے کا خیال کیا
ذات کا خود کلین تھا اور مالدار ہونے سے عزت دارون مین بھی داخل ہوگیا تھا
بتیرون نے اپنی لڑکی دینے چاہی آخرش دوسری شادی کی نیا مکان
بنا کے نئی جورو سے آباد کیا اور پہلا اندوختہ پہلی جورو کے
نذر کر دیا تین برس مین جو اس جورو سے بھی مراد پوری نہوئی اور
روپیہ کی گرمی زیادہ بڑھی تو تیسری جورو کرنیکی خواہش ہوئی اور
ارادے ہی کی دیر تھی وہ بھی ثالث بالخیر ہوگئی اور تیسری حویلی اوسکے
لیے بھی اوٹھائی گئی اور نئی کمائی اوس پلے پڑنے لگی کچھ
دن نگذرے تھے کہ تیسرے عورت کے ہم بستری سے بھی سیری
نہوئی اور چوتھی شادی کی امنگ پیدا ہوئی حیلہ تو معقول ہی تھا
کہ تین جوردون سے وارث پیدا نہوا تھا چوتھی شادی بھی نہایت
دھوم دھام سے ہوگئی اور چوتھی عمدہ عمارت اس امید سے لتمیر ہوئی
کہ اوسی مین لڑکا ہوگا اور پھلے پھولیگا چنانچہ جہانتک ہوسکا چو تھے
محل کو دہن دولت سے بھرا مگر اولاد ہونے کا ارمان باقی رہا خود بانجھ

تھا لڑکا کیا ہوتا آخر بس لڑکا لڑکا کرتا آپ ہی دو برس ہوئے دمن دولت
چھوڑ کے دنیا سے چلتا ہوا یہ تو آپ جانتے ہین کہ سوتیا ڈاہ بُری ہوتی ہے
اور رانڈ ہونے سے بھی سوت کو سوت نہین دیکھہ سکتی تینون پہلی چوروین
چوتھی پر دانت پیسی تھین کہ سارا نقد جنس ہضم کیے بیٹھی ہے ڈکار تک
نہین لیتی غرض جہانتک آپس مین جھگڑا اگیا لڑتی رہین مگر چھوٹی اون سے
کمین بڑھکر کھوٹی تھی ایک سُنکر چار کہتی تھی اپنا کیا دبتی اون کے
کپڑے تک اونارنے پر مستعد ہوتی تھی جبکہ کسیطرح اون تینون کی دال
نہ گلی تب اونھون نے اپنے اپنے حمایتی جمع کیے دستور ہے کہ
جہان مردار ہوتا ہے کوے گِدّہ وغیرہ مردار خوار آ ہو پہنچتے ہین او
اپنا اپنا پیٹ بھرنا چاہتے ہین بہت سے مفت خورے بہکانے والے
جمع ہو گئے اور چارو عورتون کو لڑانے لگے چھوٹی نے جو چارو طرف سے
کانون کانون سُنی تو روز روز کی ٹھاین ٹھاین سے بچنے کی یہ تدبیر کی
کہ شوہر کا گھر چھوڑ کے میکے کو چلدی یہ ارادہ جو اوسکے سوتون کے حمایتیون
نے دیکھا تو سوا اسکے اور کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ راجہ سے
فریاد کرائین اور جسطرح بن پڑے چھوٹی کا جانا روکوائین اسواسطے کہ
وسے خوب جانتے تھے کہ اگر سونے کی چڑیا اوڑجائیگی تو پھر وہ تینون جو
لڑنے پر اوتارو ہین اپنا منھہ لیکر رہجائینگی و اگر لڑائی بند ہوئی تو اون کی
بر دبھی گئی چنانچہ سب نے متفق ہوکر اون تینون کو صلاح دی کہ راجہ
کے آگے اپنا سر دے مارو وے نا عاقبت اندیش جاہل عورتین

زمانہ کا پیچ اوپچ کیا جانتی تھین چیندہ دوڑین اور جہان تک بن پڑا فریاد
وزاری کی راجہ کے دربار مین حق ناحق کون دیکھتا تھا اور کھوٹا کھرا
پرکھنا کسے آتا تھا اور مادھو پرشاد کے مرنے کے بعد سے جو درباریون نے
اوسکے گھر سے کچھہ نہ پایا تھا خوش ہوئے اور ہان مین ہان ملاکر فریادیونکے
طرفدار بنگئے ترنت چھوٹی بہو کے مکان پر پہرہ ہوگیا اوس کے طرفدار نے
جو دیکھا کہ اون تینون کا داوٗن چل گیا تو راجہ سے یہ فریاد کی کہ مہاراج
یہ کیا اندھیر ہے کہ یہ تینون جو دبائے بیٹھی ہین اوسے تو نہ بانٹین اور چھوٹی بیچاری کا
گھر لٹوا دین اگر انصاف ہے تو مادھو پرشاد کا سب مال جمع کروا کے
چار حصے مہاراج برابر کر دین اور جھگڑا مٹا دین مہاراج تو ہون کے
راجہ تھے ادھر ہون کر کے چپ ہو رہے ادھر چارو رانڈون کی
جائداد کا تعلیقہ کرنے کو برعکس نہند نام زنگی کافور ایک چوتا امین ہو کر آیا
ہر ایک کو ڈرا ڈرا کر کچھہ تو ظاہر طور اوس نے لیا اور کچھہ چھپا کے
لوٹا پھر تعلیقہ کی فرد بنا کر راجہ کے روبرو پیش کی مہاراج نے
جو اوس فرد کو دیکھا اور کسی سوجھانے والے نے سوجھا دیا تو کہا کہ
واہ ٹکے کے نوکر کے پاس یہ دھن معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا خزانہ لوٹ لوٹ
کے اپنا گھر بنایا ہے یہ سب سرکاری خزانہ مین داخل کرو اور ہزار
ہزار روپیہ چارو رانڈون کو دے کر شہر سے نکال دو تاکہ پھر کوئی ایسی
چوری نہ کرے یہ سنتے ہی چارون کے ہوش اوڑ گئے اور اون کے حمایتی
بھی ہر جگہ سر ٹپکتے پھرے پر کون سنتا تھا کسی کے بنائے سے کچھہ نہ بنا

ادسی حکم کی اب تعمیل ہو رہی ہے سرکاری پیادے گھر مین گھستے ہین
مال اسباب چھینتے ہین عورتین گھر کو لٹتے دیکھ کے روتی چلاتی ہین
جان کھوتی ہین ان پیادون اور کارندون کی بن ہے کچھ تو آپ رکھینگے اور
کچھ سرکار مین پہونچاوینگے کیا اندھیر ہے کہ چوری کے مال کے ساتھ
مادھو پرشاد کے گاڑھے پسینے کی بھی کمائی جاتی ہے اور کوئی انصاف
نہین کرتا دیکھنے و سننے والے مصرع مال صدام بود بجائے حرام رفت
کہہ کہہ کر ہنستے ہین محسن نے کہا کہ تو سچ ہے مگر حقیقت مین سب بہیر
چوری ہی کا تو تھا کہ اسلیے کہ جن روپیون نے اور روپیے کھینچے وہ چوری
ہی کے تھے سوا اسکے مادھو پرشاد نے چار چور رو کر کے اپنی کمائی کی
بربادی کا درخت آپ ہی بویا تھا تو بھی مجھے تعجب ہے کہ وہ عورتین کیسی
دیوانی تھین جنھون نے ایسے مجنون منصف سے کہ جو تمام دنیا کو لیلی کا
حق سمجھتا ہے اپنا انصاف کرایا ہندو نے کہا کہ عورتین بیچاری کیا جانین
جیسا لوگون نے اون کو بہکایا بہک گئین نہ وہ پڑھین نہ گنین کہ اپنی
بدھ سے چلین محسن نے کہا یہ اور بھی مادھو پرشاد کی بیوقوفی ہے کہ
کہ اس قسم کی جاہل عورتون سے اپنی شادی کی اور مال و دولت
سب کا سب اون عورتون کے ہاتھ مین چھوڑا تھا اگر آج راجہ زبردستی
سے نہ چھین لیتا تو کل اور کسی طرح سے وہ برباد کرتین القصہ ایسے
حالات دیکھتے و سنتے کئی مہینے وہان گذر گئے آخر ش کو خواجہ
وہان سے روانہ ہوا کئی منزلون کے بعد ایک منزل مین

ایک مسافر کو محسن نے دیکھا کہ ہر ایک مسافر سے کچھہ پوچھتا ہے اور ٹھنڈی
سانسین لیتا ہے چنانچہ محسن اوسکے پاس گیا اور کشف ماجرا کیا تو اوس
بیچارے نے رو کر کہا کہ اپنی بپتا کیا کہون سُنیے میرا باپ مجھے
کم سنی مین چھوڑ کے مر گیا تھا میرے چچا نے مجھے پالا اور جس قدر بنیون
کو لکھنا پڑھنا ضرور تھا مجھے سکھلا یا اور جب مین سیانا ہوا تو ایک
روپیہ کی کوڑیان مجھے دے کر بیچنے کو بازار مین بٹھال دیا مین نے
احتیاط سے بیچین اور جو کچھہ نفع پایا اپنے چچا کے آگے رکھا کوڑی بیچنے
مین مجھے میرے چچا نے ہوشیار پاکر تھوڑے دن کے بعد مجھے پرچون
کی دوکان کرا دی اور میرا بیاہ بھی کر دیا میری جورو گھر آئی چند
روز کے بعد اوس سے اور میری چچی سے ناموافقت ہوئی میرا
چچا عقلمند تھا اوس نے دیکھا کہ ایک جگہہ رہنے مین نہ بنے گی اور
کھٹ پٹ لگی رہیگی اسواسطے ایک جدا گھر لیکر مجھے علحدہ کر دیا مین نے
جُدا ہو کر بدستور پرچون کی دکان رکھی میرے گھر والے میری نگاہ
مین اور عورتون سے ہوشیار معلوم ہوئے اسلیے جو مین کماتا تھا
اپنی جورو کے ہاتھہ مین دھرتا تھا اور وہ بڑی خبرداری سے رکھتی تھی اور
مجھسے بھی زیادہ روپیہ کا لوبھہ کرتی تھی اب مین کہان تک آپ
آپ سے کہون کہ مین نے کیا کیا محنت اوٹھائی اور کس کس طرح
اپنی جان جوکھم کی کوڑی کوڑی پچیس برس مین جمع کی مگر خلاصہ
یہ ہے کہ سولہ ہزار روپیہ میرے پلے پڑے تب مین نے آٹھہ ہزار روپیہ

تو گھر مین رہنے دیے اور آٹھ ہزار روپیہ لگا کر لالجی نامے ایک نمک کے بیوپاری
سے ساجھا کیا اور تین برس تک اوسکی شراکت مین بھی حسب دلخواہ نفع
اوٹھایا نو مہینے ہوئے کہ لالجی نے چاول کی کھیپ بھری و مجھے وے کر
اجمیر کو بھیجا کہ مین وہان پہونچکر چاول بیچون اور اوس کے بدلے مین نمک
بھر لاؤن مین کیا جانتا تھا کہ لالجی سیوا اس گھات کرے گا سیدھے
دل سے مین تو اودھر چلا گیا ادھر تیسرے مہینے لالجی نے میری
جورو کو بہت اوداس ہوکر ایک چٹھی دکھائی و میرا نام لیکر کہا کہ
اجمیر مین پہونچکر جس اڑھیتے کو چاول دیے تھے اوسکے بھروسے
دس ہزار روپیہ کا نمک مول لے لیا اور جب بیوپاریون نمک کے دام مانگے
تو اڑھیتے پر ہنڈی لکھدی اڑھیتے نے ہنڈی نہ سکاری اور سوگھی
سنائی کہ چاول ابتک نہین بکے روپیہ کہان سے آوے لاچار ہوگئے
بیوپاریون سے مہلت لی ہے اور مجھے چٹھی لکھی ہے کہ جیسے بن پڑے
دس ہزار روپیہ بھیجو اور اگر دس ہزار بنائے نہ بنین تو پانچ ہزار میرے
گھر سے لیو اور پانچ ہزار قرض لیکر بھیجدو نہین تو نمک اور چاول
دونون اکارت جائینگے ساکھ و عزت مفت برباد ہوگی سو قرض لینا تو
مین نے مناسب نہین جانا کہ ناحق ناحق سود کیون بھرون پر اپنے گھر کا گہنا
پاتا بیچ کے پانچ ہزار اکٹھا کرلیے ہین پانچ ہزار جو باقی رہے ہین وہ تم
دو اور ان باتون کو ایسا رو کھا پھیکا اوداس منھ بنا کر کہا کہ میری
جورو نے سچ یقین کیا اور میری مصیبت پر وہ بھی رونے لگی

آخرش اوس نے گھر کے دبے پانچ ہزار روپیہ گن کے لالجی کے حوالہ کیے
لالجی کے ہاتھ جو وہ برد چڑھی نہ معلوم کیا بے ایمانی سمائی
کہ دکان بڑھا بیٹھا اولٹ کر دیوالہ نکال دیا میری جورو نے یہ حال سنا
گھبرا کے لالجی کے پاس دوڑی گئی مگر نہ معلوم وہ کالا منہ کر کے کہان چھپا
کہ اوسدن سے اوسنے اپنی صورت ہی نہ دکھائی وجبتک مین اجمیر سے
پھر کے آؤن آؤن نہ معلوم کہان چل دیا جب مین نمک کی کھیت لیکر آیا تو
دیوالہ نکلنے کی خبر سنکر گھبرایا اسلیے کہ آٹھ ہزار کی پونجی اور تین برس
کی نفع مین صرف پانچ ہزار کا نمک میرے پاس تھا اور جو گھر آیا تو
دوسرا دھکا لگا کمر پکڑ کے بیٹھ گیا دنیا مین سیاہ ہو گئی پانو مین
چھپھڑے باندھے لالجی کو ڈھونڈتا پھرتا ہون پر کہین پتا نہین
پاتا ہون محسن نے متاسف ہو کر کہا کہ تمھاری جورو کیسی انوٹھی جس نے
تمھاری لکھی ہوئی چٹھی نہ پہچانی بنیے نے کہا کہ صاحب وہ انپڑھ کلبلا
کالے اچھر کیا جانے جو میرا یا پرایا لکھا پرکھتی محسن نے کہا کہ تو پھر تمھاری
بیوقوفی ہے جو مورکھ عورت سے بیاہ کیا اور پھر بھی اتنا نہ کر رکھا کہ تمھارا
لکھا پہچانتی اور عمر بھر کی کمائی برباد نہ کرتی غرض بنیے کو وہین مسافرانہ
دیرلبستان چھوڑا اور کئی مہینے کے بعد خواجہ کا قافلہ لاہور پہونچا ایکروز
محمود نے بازار سے آکر محسن سے کہا کہ تمنے جو فرزند ناخلف کا حال گنڈا سنگھ کا
حال بیان کیا تھا اوس سے بڑھکر آج دیکھ آیا ہون وہ یہ ہے
کہ ایک مہاجن اور اوسکے لڑکے کو مین نے جو کوتوالی مین گرفتار دیکھکر

دریافت حال کیا تو معلوم ہوا کہ مہاجن کا وہی اکلوتا بیٹا تھا جب سیانا
ہوا تو اوس نے چاہا کہ تعلیم و تربیت کرے مگر ماں کی محبت سے
لاچار رہا اسلیے کہ پڑہنے لکھنے کی تاکید سے ماں ناراض ہوتی تھی اور
جب باپ تنبیہ و تادیب کرتا تھا تو ماں منھ پھلا کر بیٹھ رہتی تھی اور گھر کا
کام کاج چھوڑ دیتی تھی اور شوہر کے سمجھانے بجھانے پر کہتی تھی کہ کئی
لڑکون مین یہ ہی تو ایک جیا ہے اسکو بھی کیون دھمکا دھمکا کر مارے
ڈالتے ہو یاد رکھو کہ اگر یہ مرا تو مین بھی اس کے ساتھ مر جاؤنگی اور دو
جان کی ہتیا تیرے پڑے گی بالا بھولا ابھی لڑکا ہے بچپنے کی باتین کرتا ہی
ابھی کے دن کے رات گذرے ہین سیکھتے سیکھتے سیکھ جائیگا اور سمجھتے
سمجھتے سمجھ جائیگا باپ بیچارہ اپنا سا منھ لیکر رہجاتا تھا بیٹا ماں کے
جانب سے روز بروز دلیر ہوتا جاتا تھا اور اپنی ماں کو جاہل سمجھ کر واہی تباہی
پڑھ پڑھا کر سمجھا دیتا کہ مین تو اچھی طرح سبق یاد کرلیتا ہون مگر باپ ناحق
ناحق پیچھے پڑا رہتا ہے اور اسطرح اپنی نادان ماں کو حمایتی بنا لے
رہتا تھا اور باپ کی تاکید کو دھیان مین نہ لاتا تھا جہان جی مین آتا جاتا
اور جس صحبت مین من مانتا اوٹھتا بیٹھتا ابھی پندرہ برس کا بھی نہوا تھا
کہ ماں کو چھوٹی سی بہو کی گھر مین آنے کی آرزو ہوئی آخرش بیاہ کا
اور بہو کو لاکر کلیجہ ٹھنڈا کیا پہلے تو بہو خود ناسمجھ تھی بھلائی برائی کچھ
نہ جانتی تھی مگر جب سیانی ہوئی اور ادھر اودھر کی عورت مرد کے
ذکر مذکور سنتے سمجھتے اونچ نیچ جاننے لگی تب روز اپنی ساس سے کہا

کہ اور تو جو ہو تو ہو تم جانو تمہارا پوت جانے مگر شاید مجھے کل تم چور بناؤ
ناحق ناحق کا الزام لگاؤ اسواسطے مین کہے رکھتی ہون کہ بہانے بہانے
تمہارا سپوت تین ہزار روپیہ تک کا زیور مجھسے اوتروا لیگیا ہے مین نہین
جانتی کہ کسی بیسوا کو دیا یا کسی موٹھہ کے داؤن پر رکھہ دیا مگر یہہ مین نے
سُنا ہے کہ دونون گنون مین وہ پورا ہے یہ حال سُنکر انکا ماتھا
ٹھنکا محبت کے نشے ہرن ہوگئے تو بھی کم بخت نے اپنے شوہر سے
اس خوف سے کہ وہ سُنکر لڑکے کو ماریگا ذکر نہ کیا مگر لڑکے سے پوچھا
کہ کہو بہو کا زیور کتنے لیکر کیا کیا وہ تو دغا بازی کے فن مین مشاق ہو چکا تھا
گڈھ گڈھا کے کچھہ ایسا کہدیا کہ بیوقوف مان نے مان لیا پھر اپنی
جورو کی مار پیٹ سے خوب خبر لی وہ بیچاری چلا چلا کے رونے لگی تو بھی
اولٹے لڑکے ہی کی مان نے خوشامد کی اور اپنا قصور ظاہر کرکے بہو کو
بچایا اوسوقت تک بھی کچھہ نہ گیا تھا اگر وہ نالائق مان سمجھدار ہوتی
تو لڑکے کی بد اطواریان اپنے شوہر سے ظاہر کرتی مگر وہ تو اوسکی چاہ و محبت
مین ایسی ڈوبی تھی کہ سارے اوسکے عیب ہنر جانتی تھی آخرش
دو برس کے بعد ایک کنگن کی جوڑی جو باپ کی دکان پر بکاؤ آئی تو باپ نے
پہچانی کہ وہ کنگن تو خود اوسکے ہین لیکن پھر خیال کیا کہ شاید دھوکھا ہوا ہو
دام دیکر مول لے لیے اور گھر آکر جورو کو دکھلائے اوس نے پہچان تو
لیے مگر انجان ہوکر کہا کہ مین نہین پہچانتی تب سسر نے بہو کو بلایا اور
کہا کہ تم اپنے کنگن ذرا لاؤ تو ہم ان کنگنون سے ملاکر دیکھین

بہو ساس کا منہ دیکھکر چپ ہو رہی ساس کچھ بات بنا یا چاہتی تھی مگر سسر نے جو بہو کو ڈانٹا تو اوس نے سارا اصل حال کہدیا مہاجن بیچارے کا لہو پانی ہو گیا لاچار اوسدن سے ایسا بندوبست کیا کہ لڑکے کے ہاتھہ کچھہ نہ چڑھتا تھا جب بدذات لڑکے نے دیکھا کہ کسی صورت سے نقد و زیور نہین ملتا تو کئی بدمعاشون کو جو پہلے سے اوسکے ہمنوالہ و ہمپیالہ تھے آمادہ کرکے چوری کا پیشہ اختیار کیا اور پہلے اپنا ہی گھر چورون کو بتلایا اور چوری کرواکے کچھہ آپ لیا اور کچھہ یارون کو کھلایا اور اسطرح گھر کی چوری سے جب دلیری ہوئی اور حرام کے مال کا چسکا پڑا تب اورون کے گھر پھاندے تھوڑے روز ہوئے کہ ایک مہاجن کی چوری کی اور اپنے حصہ کا جو زر و زیور پایا اپنے گھر لاکر رکھا اتفاقاً کل کوئی زیور بیچتا ہوا اوس ناشدنی کا ساتھی جو پکڑا گیا تو اسنے اوس بدبخت کا نام بھی بتلایا کوتوال نے آکر اوسکو بھی پکڑا اور خانہ تلاشی کرکے چوری کا مال نکالا باپ کو بھی تھانگیدار جانکر گرفتار کیا جاہل مان و ناخلف لڑکے کے سبب سے باپ بیچارہ ناکردہ گناہ مصیبت مین ہے اور آٹے کے ساتھہ گھن مفت پستا ہے محسن نے کہا کہ تمھارا یہ خیال کہ باپ بے گناہ ہی ناحق ہے درحقیقت باپ ہی نالائق تھا جو اوس نے جاہل عورت کی خاطر سے لڑکے کو بے تربیت چھوڑ دیا بعد وقوع اس ماجرے کے ایک ہفتہ خواجہ سعید اور لاہور مین رہا پھر وہان سے روانہ ہوا اور دریاے سندھ اوترکر غزنین پہونچا و سلطان غزنین کی ملازمت سے مفتخر ہوا محسن بھی ہمراہ

[illegible]

خواجہ گئے سلطان غزنین کے حضور مین حاضر ہوا سلطان نے متوجہ ہوکر
دونون سے حالات ہر ایک بلاد کے دریافت کیے و ہندوستان کا ذکور
بھی آیا محسن نے عرض کی کہ پیر و مرشد ہندوستان عجیب و غریب
ملک ہے کہ نہ دید نہ شنید آگے کتابون مین دیکھا تھا اور اوسی ملک کے
لوگون سے سُنا تھا کہ اہل ہند نہایت فضل و کمال رکھتے ہین مگر وہان جاکر
ایک بھی نہ پایا بلکہ اون خوبیون کا ایک متنفس بھی نظر نہ آیا نہ کہین علوم و فنون کا
چرچا سُنتا ادنے سے اعلے فقیر سے امیر تک کسو کو اسطرف متوجہ نپایا
بلکہ علے الرغم بغض و عناد و حسد و فساد اون کے آپسمین اکثر مشاہدہ کیا
جہان تک آزمایا ایک کو دوسرے کی فکر تخریب مین پایا فوج شکستہ دل
ارکان سلطنت عیش و انشاط کی طرف مائل ہین تمام ملک مین بہت بڑی
بے انتظامی ہے ہر فرد البشر ہمہ وقت ناکامی ہے کوئی ظالم کے ظلم سے
سِسکتا ہی کوئی داد بیداد ہی کہہ کہہ در عدالت پر چلاتا ہے فریادی دن
دوپہر مشعلین جلاتے ہین اندھیر ہے اندھیر ہے پکارتے ہین نہ راجہ کو
اون معاملات پر خبر ہوتی ہے نہ کارباریون کی نظر ہوتی ہے جنگل جھاڑی
کوہ بیابان مین تو جو ہوتا ہے وہ ہوتا ہی ہے راجہ کے زیر جھروکھے
اکثر دن دوپہر لوگ لٹ جاتے ہین اور مجرم نہین پکڑے جاتے
سلطان غزنین اس حال کو سُنکر مُسکرایا اور فرمایا کہ مجکو اوس ملک
کے تسخیر کی ایک مدت سے فکر ہے اور ان آثار ادبار کے سننے سے
مجھے یقین ہے کہ مین کامیاب ہونگا بعد اس ادراک و استفسار کے

دربار برخاست ہوا خواجہ اور محسن بھی رخصت ہوکر اپنے فرودگاہ کو آئے اور پھر بھی حاضر دربار سلطان ہوتے رہے خواجہ نے بر سبیل تذکرہ لیاقت محسن کے مسعود اور محمود کا بھی ذکر کیا سلطان نے اون دونون کو فوراً بلوایا اور چونکہ قدردان علم وکمال تھا جیتیون کی تربیت اور قابلیت پر نہایت محظوظ ہوا اور محسن کی محنت پر انتہا کو تحسین و آفرین فرمائی اور ہر ایک کو خلعت گران بہا عطا فرمایا چند روز کے بعد خواجہ سلطان سے رخصت ہوا اور جو شدائد اور مخاطرات خواجہ نے راہ مین اوٹھائے اگر وہ ایک ایک بیان کیے جاوین تو یہ کتاب بہت طول ہوجاویگی اس واسطے کہ سورت سے غزنین تک پہونچنا اور پھر غزنین سے خراسان اور بلاد ایران کا طے کرنا بظاہر بہت ہی مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت مین صحت و عافیت اور جرأت و ہمت عجیب نعمت ہین کہ سب دشواریان و دقتین آسانی سے کٹ جاتی ہین ۔

غالباً یہ سلطان قدردان علم سلطان محمود غزنوی ہوگا ۱۲

باب پنجم

قصہ کوتاہ بعد قطع منازل و طے مراحل قافلہ خواجہ کا شہر بغداد مین وارد ہوا وہان خواجہ کی تجارت کی کوٹھی بھی تھی گماشتون اور کارپردازون نے یکایک جو خواجہ کو دیکھا کوئی گھبرایا کسی کو کچھ اندیشہ پیدا ہوا محسن نے جو اپنے دوستون اور محسنون کا تفحص حال کیا تو معلوم ہوا کہ خلیفہ سابق نے انتقال کیا اور سوائے اوس امیر کے جسنے حالت مجروحی مین

خواجہ و بیٹیون کا بغداد مین پہنچنا [illegible]

معالجہ کر آیا تھا اور خلیفہ کے روبرو پیش کیا تھا شہر مین کوئی موجود نہین ہے
چنانچہ محسن اپنے محسن کی خدمت مین حاضر ہوا اوسنے بوجہ امتداد مدت
دراز محسن کو نہ پہچانا الا محض بوجہ اپنے اخلاق کریمانہ کے تعظیم وتکریم سے
بٹھلا کر نام ونشان پوچھا محسن نے کہا کہ مین وہی زیر بار احسان
فراوان ہون جسنے آپ کی عنایت سے دوبارہ زندگی پائی تھی چونکہ
صاحبان سخا کا دستور ہے کہ اپنے احسانون کو یاد نہین رکھتے اسواسطے
وہ ایسا بھول گیا تھا کہ مطلق یاد نہ آیا مگر جبکہ محسن نے خلیفہ بغداد کے
حضور مین حاضر کرنا یاد دلایا تب اوس امیر نے پہچانا اور اپنے نہ پہچاننے کا
بہت عذر کیا اور دیر تک خلیفہ سابق کے اوصاف بیان کرتا رہا
اور مدح وثنائے خلیفہ وقت مین بھی بہت کچھ مبالغہ کیا اور پھر
خواجہ کی دعوت کی اور خلیفہ وقت سے خواجہ سعید اور محسن کا مذکور کیا
خلیفہ کو یہ تو خود یاد تھا کہ محسن خلیفہ سابق کے روبرو بھی حاضر ہوا تھا اوسکے
سوا یہ جو اوسے ایک بڑا تجربہ کار جہان دیدہ سُنا تو محسن وخواجہ
کے دیکھنے کا مشتاق ہوا وبروقت حضوری بڑے التفات سے پیش آیا
اور تا دیر مستفسر حالات جدید اور سفر تازہ کار رہا محسن نے تاریخ روانگی
بغداد سے مشرح ومفصل اپنی کیفیت وحبشیون کی صحبت وخواجہ
سعید ابن احمد کی شفقت اور مرحمت اس لطافت سے بیان کی کہ
سامعین کو عالم محویت تھا اور تمام حضار دربار ہمہ تن گوش
ہوگئے وخود خلیفہ کا یہ حال تھا کہ کبھی محزون وغمگین ہوتا تھا اور کبھی

[1] غالباً یہ خلیفہ القادر والقائم ہوگا جسنے سنہ ۹۱۸ء سے تا سنہ ۱۰۳۱ء تک خلافت کی

قہقہہ مار کے ہنس پڑتا تھا ہنگام رخصت خلیفہ نے فرمایا کہ جبتک یہان رہو
کبھی کبھی حاضر ہوا کرو خواجہ بغداد مین عرصہ تک اپنی دکان کے کاغذات
کے جانچنے کے لیے مقیم رہا اور اوس عرصہ مین اکثر خلیفہ کے حضوری سے
مفتخر و ممتاز ہوا کیا بعد جانچنے حساب و کتاب کے گماشتہ دوکان کے ذمہ
بڑی خیانت ثابت ہوئی چنانچہ خواجہ نے اوسکو موقوف کیا اور محسن کے
مشورے کے موافق مسعود کو بغداد کی دکان کا منتظم مقرر کیا اور خاطر خواہ
اپنے امور کا انصرام کر کے رخصت کے لیے خلیفہ کے حضور مین حاضر ہوا
خلیفہ نے بکمال عنایت محسن سے فرمایا کہ اندنون بوجہ بعض ضروریات
ہم چاہتے ہین کہ تم یہان رہو محسن نے دست بستہ التماس کیا کہ مین
نادرم خریدہ غلام ہون مگر مجبور ہون کہ حضور کے ارشاد کے پہلے خواجہ کے
ہاتھہ بیع ہو چکا ہون خلیفہ نے خواجہ سے اشارہ کیا اور اپنی خوشی اسمین
ظاہر کی کہ محسن کی مفارقت گوارا کرے چار و ناچار خواجہ نے التماس کیا
کہ مین محسن کو عینک چشم ضعیفی اور عصاء پیری جانتا ہون مگر خوشنودی
جہان پناہ کو اوس سے بھی بڑھکر سمجھتا ہون یہ سنکر اوسیوقت خلیفہ نے
درجۂ امارت پر محسن کو سرفراز کیا خواجہ بھی انتہا کو مسرور ہوا محسن نے
باصرار خواجہ کو روکا اور منتین کر کے کئی مہینے بغداد مین رکھا آخرش
جب خواجہ عازم وطن ہوا تو محسن نے عرض کی کہ مجھے آپ کی مفارقت
کسی طرح پسند نہین ہے اور آپ کی اطاعت کو مین اس رتبہ سے کہین
بہتر جانتا ہون خواجہ نے کہا کہ مجھے بھی تمسے ایسا ہی بھروسا ہے اور

اسمین بھی کچھ شک نہین ہے کہ تمھارا میرے ساتھ رہنا اس مرتبہ سے جو
تمکو خدا کی عنایت سے حاصل ہوا ہی بہتر تھا پر جس حالت مین کہ مین خلیفہ
سے کہہ چکا اور تمنے بھی منظور کر لیا تو مردی و مردانگی سے بعید ہے کہ
اپنے افعال و اقوال کو ہم لغو ٹھہراوین جو ہوا بہتر ہوا مان اگر تمکو میری
خاطر عزیز ہے اور میری راحت و آسایش پر کچھہ دھیان ہے تو محمود کو میرے
ساتھ کر دو مجکو محمود سے ہر طرح تقویت ہوگی اور چونکہ وہ نہایت سعید
و نیک بخت و خوش طینت ہے اور تمھارے طریقے سنجیدہ اور افعال پسندیدہ
بدل پیرو و مقلد ہے اسلیے مجھے ہر طرح اوس سے امید ہے کہ وہ مثل
تمھارے میری اعانت کریگا محسن نے نہایت خوشی سے منظور کیا اور فوراً
محمود کو بلا کر خواجہ کے ساتھ جانے کو راضی کیا اور بہت کچھہ نصائح
کر کے خواجہ کے ہاتھہ مین محمود کا ہاتھہ دیا وجسطرح کوئی اپنے لڑکے کو کسیکے
سپرد کرتا ہے بہت کچھہ سفارش کر کے سونپ دیا چنانچہ خواجہ محمود کو لیکر
بغداد سے روانہ ہوا اور چند روز کے بعد مع الخیر داخل بار بودہ ہو گیا
مہینے کے بعد ایکروز خواجہ نے محمود سے کہا کہ یہ تو تم جانتے ہو کہ مین کوئی
اولاد نہین رکھتا و میرے رشتہ دارون مین بھی جن جن کو تمنے دیکھا ہے
یقین ہے کہ تم بھی سمجھتے ہوگے کہ کوئی اون مین لائق نہین ہے کہ میری
اس دولت و مال کا جسے مین نے بہت سعی و کوشش سے بوجہ حلال پیدا
کیا ہے بعد میرے وارث ہو مگر یہ تم ہرگز نہ جانتے ہوگے کہ محسن سے مینے
کیون عہد موثق کرا یا تھا کہ مجھسے جدا نہو سو وجہ اوسکی یہ تھی کہ مین اوسکو

اپنا متبنّے کیا چاہتا تھا اور ہر طور سے اوسکی چال وچلن وسعادتمندی و
خوش اطواری ودیانت داری سے بھروسا رکھتا تھا کہ میرے بعد وہ ساری
میرے کارخانہ صرف بدستور ہی نرکھیگا بلکہ مجھسے زیادہ ترقی دیویگا اور
جو کچھہ انتفاع اوٹھاویگا اوس سے میرے اعزا کو مجھسے بہتر منتفع کرے گا
مگر افسوس ہے کہ وہ میرے ہاتھہ سے جاتا رہا اوسکے بعد مین صرف تمھین کو
اس لائق پاتا ہون کہ تمکو اپنا قائم مقام کرون اور اپنا مال وکاروبار تمکو
ہبہ کرکے اپنا جانشین کرون امید ہے کہ تم عذر نکروگے اور بعد میرے جس
امر مین مشوش ہوگے محسن کے مشورے پر کاربند رہوگے اور بعد اوسکے
ایک طول طویل وصیت نامہ جو پہلے سے لکھہ رکھا تھا محمود کو دکھلایا محمود نے
اوسکو پڑھکر نہایت ادب سے عرض کیا کہ مین اپنے ایمان سے یہ بھروسا تو
ضرور رکھتا ہون کہ جو کچھہ منافع حاصل ہوگا موافق انھین ہدایات کے جو
آپ نے وصیت نامہ مین مندرج فرمائی ہین تقسیم کرونگا لیکن ایسی لیاقت
بالفعل اپنے مین نہین پاتا کہ جو کچھہ کارخانے موجود ہین اون کو بدون اعانت
محسن کے ترقی دے سکون مگر ہان شاید رفتہ رفتہ تعلیم وہدایت محسن سے
مشاق ہوجاؤن الغرض بعد اس گفتگو کے خواجہ نے اکابر شہر کو یکجا کیا اور
مجمع عام مین محمود کو اپنا قائمقام کرکے اپنی تمام جایداد اوس کے حوالہ
کی اور اوسی سال مین اس جہان فانی سے سفر آخرت کیا محمود نے
خواجہ کا لقب پایا اور بلا توقف ساری کیفیت محسن کو لکھی اور جسطرح سے فرزندان
سعید اپنے باپ سے طالب پند ونصائح کے ہوتے ہین ہر ایک امر مشورہ طلب

مین خواہان ہدایت ہوا اور مسعود کو اپنے برادر حقیقی کے برابر تصور کرکے
مطمئن کیا اور دکان بغداد کے علاوہ اور دو کانون کا بھی جو عرب اور
شام مین تھین اہتمام و انتظام سپرد کیا بدریافت خبر انتقال خواجہ محسن
اور مسعود ازبس محزون اور مغموم ہوئے اور محمود کے خواجہ کے
قائمقام و جانشین ہونے سے مبتہج و مسرور ہوئے نہایت لطف و محبت
جواب خط لکھا اور ہر ایک استفسار کا جواب معقول دیا غرض چند روز مین
محمود نے دکان ہاے بلاد مختلفہ کا انتظام بوجہ احسن کیا اور پرورشش
و پرداخت اعزا و متوسلین خواجہ مین نہایت خوبی سے انتظام کیا اور
ایسی محبت و عجز و انکسار سے پیش آیا کہ اون کو جو کچھ اپنون مین سے کسیکو
جانشین نہ کرنیکا خواجہ سے رنج و شکوہ پیدا ہوا تھا شکر سے بدل گیا
بلکہ سب نے یقین کیا کہ اون مین سے اگر کوئی خواجہ کا جانشین ہوتا
تو بالضرور رشتہ دارون مین جھگڑا ہوتا اور جو شخص جانشین ہوتا وہ
آپس کے شکوہ و شکایت کے رفع کرنے مین مشغول رہکر ساری کاروبار کو
خراب کرتا اسطرح اپنی سعادت مندی اور خوش سلیقگی سے جب محمود
مطمئن ہوا اور کوئی تردد باقی نرہا تب اور عمدہ عمدہ افکار کے جانب متوجہ ہوا
چنانچہ ایک روز محسن کی وہ تقریر جو فوائد علم مین اوس نے بمبئی مین کی تھی
یاد آئی اور بعد خوض و غور سوچا کہ اگر مین اپنے ہموطنون کو بھول جاؤن
اور جسقدر نفع پہونچا سکتا ہون نہ پہونچاؤن تو آنکھین رکھکر اندھا کہلاؤنگا
غرض اس خیال سے ایسا جوش اوسکے دل مین پیدا ہوا اپنے وطن قدیم کو

جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بخیریت جزیرۂ مقبوضۂ اہل ڈچ مین پہونچکر
جہاز سے اوترا اور چندے وہان متوقف ہوکر معاملات تجارت مین جو کرتا
دھرتا تھا کیا اور پھر جہاز پر سوار ہوکر مقام سان گوی مین لنگر انداز ہوا اور
وہان شتر و خچر بہم پہونچائے اور باربرداری اور سواری کا انتظام کرکے
خشکی کا سفر کیا اور کانگ مین پہونچکر رئیس کانگ سے ملا اور محسن کے
جانب سے تحائف پیش پہونچکر رئیس کو اپنا حامی و مددگار بنایا اور پھر
وہانسے اپنے وطن کا قصد کیا اور چند روز مین صعوبت سفر کو اوٹھاکر مع الخیر
سنگو مین وارد ہوا تمام شہر مین غل پڑگیا کہ کوئی بڑا سوداگر آیا ہی تماشائیون کا
ہجوم ہوگیا ہر کوئی لباس و سواری ساز و سامان ہمراہی کو دیکھتا تھا محمود کی
شکل و صورت پر کوئی دھیان نکرتا تھا نہ اوس کے پہچاننے مین فکر کرتا تھا
غرض کسی نے نہ پہچانا محمود سیدھا اپنے گھر گیا تماشا دیکھنے کو جو اوسکے
والدین بھی نکل نکل گھر سے باہر آئے تو محمود اونکو صحیح و سلامت دیکھکر
نہایت خوش ہوا و جھٹ پٹ گھوڑے سے کود کر قدمبوس ہوا تب تو وہ
سخت گھبرائے کہ یہ کون شخص ہے اور کیون اون کے قدمون پر لوٹ گیا
محمود نے اون کو متحیر دیکھکر کہا کہ تعجب ہے کہ اسقدر جلد تمنے مجھے اپنے
دل سے بھلا دیا مین تمھارا بیٹا ہون یہ سنتے ہی وہ باغ باغ ہو گئے غرض
محمود نے مقیم ہوکر جو مہذب اور شایستہ لڑکون کے مانند تعظیم و تکریم اپنے
والدین کی کی تو اوسکے والدین نے اور اپنے جاہل لڑکون کے
حرکات و سکنات مقابلہ کرکے بے محمود کے کہے سُنے اوس فرق کو جو تعلیم

اور غیر مہذب اولاد مین ہوتا ہے سمجھ لیا محمود کے پاس جو چیزین وہان کی
سکنا دیکھتے تھے اون کو عجیب و نادر روزگار جانتے تھے اور حیرت سے دیکھا
کرتے تھے کیونکہ متحیر ہوتے کہ اونھون نے خواب مین باریک کپڑا تک
نہ دیکھا تھا اور جو تحائف محمود نے امیر سگید کے نذر کیے تھے وہ تو حقیقت مین
قابل دیکھنے ہی کے تھے دو تین مہینے تک محمود نے وہان کے سکنا اور
لڑکون کو اپنی زبان مین انواع واقسام کی مفید باتین سکھلائین اور اوسی
غرض سے ایک روز اپنے ویرگا نے بہت سے بھلے مانسون کی دعوت
کی چنانچہ قریب دو ہزار کے چھوٹے بڑے جوان بوڑھے جمع ہوئے کھانے
انواع واقسام کے کھانے کھلائے اور بعد اوس کے اون کھانون کے
پکانے کی ترکیبون کو بتلاتے بتلاتے تھک کر سارے مہمانون سے درخواست
کی کہ اب مین جو کچھ عرض کرتا ہون آپ غور سے سماعت فرماوین اور
یون کہنا شروع کیا اے میرے بزرگوار اے میرے دوستو اللہ تعالے
نے سارے جاندارون سے زیادہ انسان کو عقل دی ہے اور آدمی کو
ہر قسم کی استعداد عطا کی ہے اور نطق کی قدرت سوائے انسان کے کسی
اور کو نہین دی ہے اس سبب سے انسان اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے
اور شرافت و بزرگی کو ہر کوئی چاہتا ہے اور جہان تک ممکن ہے اپنی
توقیر کو نہین کھوتا اسلیے انسان اپنی اولاد کو صرف کھانا پینا مثل اور
جانورون کے سکھلا کر خاموش نہین ہو سکتے بلکہ تاوقتیکہ سارے اپنے
خواہشون کو تعلیم نہین کر لیتے حقوق تعلیم اولاد سے سبکدوش نہین ہو سکتے

اگر انسان بھی مثل اور جانورون کے جو ادھر ادھر سے دانے اوٹھا
لاتے ہین اور اپنے بچون کو کھلاتے ہین اور اپنے افعال واطوار کی نمایش سے
بچون کو تعلیم کر دیتے ہین اپنی اولاد کی تربیت کرین اور صرف پیٹ بھرنا
سکھلائین تو اون مین اور بے زبان جانورون مین کیا فرق رہجاوی
حالانکہ مقتضا سمجھ بوجھ کا یہ نہین ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے جسکو
جیسی سمجھ اور استعداد عطا کی ہے اوسیقدر اوسکو عقل وقدرت کے
کام مین لانے پر مجبور کیا ہے جانور جو بول نہین سکتے اونکو سوا اسکے
کہ کھا پی لیوین یا سردی وگرمی کے دنونمین مقامات محفوظ مین رہکر جان
بچائین اور کسی چیز کی حاجت نہین رکھتے انسان جو بول سکتا ہے اور عقل و
فہم رکھتا ہے وہ ہر قسم کی احتیاج کا محتاج ہے نہ جانورون کی طرح
انسان کسی کا مال لے سکتا نہ کسی غیر کی کمائی کھا پی سکتا ہے غرض
جو کچھ انسان کو درکار ہے خود محنت کرکے اوسی کو پیدا کرنا پڑتا ہے
علاوہ کھانے پینے کے انسان کو مکان و لباس کی ضرورت ہوتی ہے
علاوہ بران اور بھی کھانے پینے رہنے کے متعلق انواع واقسام کے
اشیا جنکی جانورون کو کچھ حاجت نہین انسان کو درکار ہوتی ہین اور
اون سب چیزون کے بہم پہونچانے کا نہ کوئی خاص طریقہ مقرر ہے اور
نہ مقرر ہوسکتا ہے نہ ایک آدمی بدون اور آدمیون کے مدد کے اپنے
مایحتاج زندگی کے بہم پہونچا سکتا ہے اسواسطے ساری تدبیرون کے
سکھلانے سے عاجز اگر ابتدا مین ایک ایک تدبیر کا سیکھنا اور سکھلانا

مختلف آدمیون نے اختیار کیا مثلاً کسی نے غلہ پیدا کرنا کسی نے کپڑا بننا
کسی نے کپڑا سینا سیکھا اور اپنی اپنی اولاد کو بھی سکھلایا اور ایک کو دوسرے
نے مدد دینا اسواسطے شروع کیا کہ غلہ پیدا کرنیوالے سے کپڑا
بننے والے نے غلہ لیا اور غلہ کے عوض مین کپڑا دیا اور گھر بنانے والے نے
اگر کپڑا لیا تو اوسکے عوض مین گھر بنا دیا اور پھر جیسے جیسے عقل کو ترقی
ہوتی گئی انسان کی احتیاجین بڑھتی گئین اور اون احتیاجون کے رفع
کرنے کی تدبیرین بھی نکلتی رہین جو جس تدبیر کو عمل مین لا سکا اوس نے
اختیار کیا اور اوس تدبیر کے عمل مین لانے سے پیشہ ور کہلانے لگا
کاشتکار جولاہا دھوبی لوہار سنار درزی بڑھئی وغیرہ
آخر کو جب عقل اور زیادہ ہوئی تو محنت کے بدلے محنت کرنا یا محنت کے
عوض غلہ اور چیزون کا لینا موقوف ہوا اور نقد عوض دینا تجویز ہوکر
پیسہ روپیہ اشرفی بنی اور اجرت کا نرخ زیادہ ہوگیا اس لیے اہل پیشہ
نے پیشے کو پرمنفعت سمجھ کر اپنی اولاد کو بھی اپنا اپنا پیشہ سکھلایا اور
اس وجہ سے ایک پشت سے دوسری پشت مین وہی پیشہ منتقل ہوتا گیا
لیکن جب اور عقل زائد ہوئی تو عقلا نے ایسی تعلیم کو کہ لوہار اپنے لڑکے کو
اوسیقدر اپنا ہنر جسقدر وہ جانتا ہے سکھلا کر خاموش ہو رہے اور
ہنر نہ سکھلاوے ویسے ہی سمجھی جیسے اور جانور اپنے بچون کو اپنا ہی طریقہ
سکھلاتے ہین لاجرم قواعد نوشت وخواند کے ایجاد کیے تاکہ جو باتین
اور اچھی تدبیرین کسی اور ملک مین رائج تھین اور اونکے سیکھنے کو

اوس ملک مین سب کے سب نہین جا سکتے تھے کوئی ایک جاکر لکھہ لاوے
اور اپنے سارے ملک والون کو سکھاوے غرض ہوتے ہوتے لکھنے پڑہنے
کی ایجاد کی بدولت بڑے بڑے فائدے روز بروز بڑھتے گئے حکیمون اور
عقلمندون نے اپنی اپنی حکمتین اس لالچ سے لکھین کہ اونکے مرنے کے بعد
دنیا مین یادگار رہین یا دوسرے ملک کے لوگون کے پاس پہونچین اور
نفع بخشین اور اسطرح رفتہ رفتہ معاش و مایحتاج بہم پہونچانے اور دنیا مین چین
و آسایش سے رہنے و عقبے بن رستگار ہونیکی تدبیرین تحریر مین آگئین
اور پھر جن لوگون نے اون تحریرون کو پڑھا اور خود اپنی تجربون سے ملا کر
پچھلی تحریرون مین غلطی پائی تو اوسکو بھی بے لکھے نہ چھوڑا اور یون وہ ذخیرہ
علم سے موسوم ہوکر بڑھتا گیا اور جب دفتر دفتر علم بڑھ گیا تو اوس
علم کو کئی حصون پر تقسیم کیا اور ہر علم کا جدا جدا نام رکھا تاکہ ہر قسم کے علم
مین جس بات کو تلاش کرین آسانی سے ملجاوے اور بعد اوسکے رفتہ رفتہ
ہر علم کے عالمون نے ساری تحریرون کو اوراق پریشان سے چھانٹ
چھانٹ کر سلسلہ وار کتابون مین لکھا اور اون کتابون کو اورون نے پڑھا
اور دیکھا یون ہی ہوتے ہوتے جو جس علم مین نامی و تجربہ کار ہوا اوسنے
بقدر اپنی معلومات کے اوس علم کی اصلاح کی اور جس سے جتنا ہو سکا
اوسنے اوتنا بڑھایا آخر ایک ملک سے دوسرے ملک مین پہونچا یا اور
ایک ملک والون نے دوسرے ملکون کے علم کو اپنے ملک کے علم سے
مقابلہ کر کے جو سقم پایا اوسکو رفع کیا اور اس تدبیر عالی سے جن باتون کا

سیکھنا برسون مین ناممکن تھا تھوڑے دنون مین چند سکھلانے والون سے
ممکن ہوگیا اور تب اوس طریقہ کو جو رائج تھا کہ باپ اپنے بیٹون کو اپنا
پیشہ تسلیم کر دیا کرین منسوخ کر کے لکھنے پڑھنے کی تعلیم کو مقدم کیا تاکہ لکھنے
پڑھنے کے ذریعہ سے ہر قسم کے پیشے اور ہنر کی حقیقت اور ماہیت کو لڑکے
سمجھین اور جو اپنے واسطے مناسب دیکھین اوسے اختیار کرین اور آئینہ عقل کو
صیقل علوم سے جلا دے کر اپنے پیشون مین ترقی دیوین چونکہ یہ طرز تعلیم کا
انسان کی شان کے لائق تھا رائج ہوگیا اور اسی تدبیر سے جو کمال حاصل
کرنا چاہیے آسان ہوگیا اور ہر قسم کی تدابیر معاش و رفع حوائج اور اپنے
و پرائے محاسن و معائب کے امتیاز کا سلیقہ آدمیون کو بہم پہونچا و
دنیا کی کیفیت اور زمان ماضیہ کی حقیقت معلوم ہوئی اور اپنے پیدا کرنیوالے
کو اور اوسکی بیحساب نعمتون کو پہچان گئے اے میرے بزرگو و اے
میرے دوستو مین نے اپنی آنکھ سے عقلمندون کو دیکھا ہے کہ اپنی عیش و
آرام کو ترک کر کے اپنی اولاد کی تعلیم کو وہ مقدم کرتے ہین اور اپنے اوپر
اولاد کا تعلیم کرنا فرض سمجھتے ہین اور اپنے ہی پیشہ اور حرفہ کے سکھا دینے کو
اپنے لڑکون کے حق مین کافی نہین جانتے اسواسطے مین آپ سے عرض
کرتا ہون کہ آپ بھی انسان ہین اور جس کے اولاد مین اور ملکون کے
انسان ہین اوسیکی اولاد مین آپ سب بھی ہین حیف ہے کہ اور اپنے کو
انسان کہین اور آپ اپنے کو انسان کے رتبہ سے محروم رکھین یقین
جانیے کہ یہ بڑی ذلت ہے کہ انسان ہوکر انسان نہ کہلائین آپ میری

گذارش کو گوش یقین سے سماعت فرماوین اور اپنی اولاد کی تعلیم مین
اپنی کمائی اور ہر طرح کی قوتون کو صرف فرماوین اور تاوقتیکہ وہ استعداد
کافی اپنی معاش کی بہمرسانی کی حاصل نکرلین اونکی تعلیم سے باز نہ آوین
بلکہ اولاد کا اپنے ذمہ ایک حق واجب الادا جانین اور آپ لوگون مین سے
جوکوئی اس حق کو ادا نکرے اوسکو بُرا اور دشمن اولاد سمجھا کرین اور اولاد کی
بدشوقی اور کم توجہی پر مطلق اعتنا نہ کرکے تعلیم سے ہاتھ نہ اوٹھاوین اسلیے
کہ جبتک اولاد کی سمجھ پختہ نہین ہوتی اور علم کے فوائد پر عقل کی خامی
سے وے مطلع نہین ہوتے البتہ لڑکے تربیت کو جبر سمجھتے ہین اور
جی چوراتے ہین لیکن والدین تربیت و شایستگی کی خوبی سے واقف ہوکر
کیونکر تعلیم سے باز رہ سکتے ہین اور اگر کوئی اپنی نافہمی اور ہمت کی کوتاہی
اور پستی حوصلہ سے یا کثرت محبت سے لڑکون کی ایسی خاطر کرے کہ تعلیم و
ترتیب کا بوجھہ اونپر نہ پڑے تو اونکی مثال ویسے بے رحم و سنگدل کی
ایسی ہوگی جو آنکھین رکھہ کے کسی اندھے کو کوئین مین گرنے دیوے
اور سوا اسکے کچھہ شک نہین ہے کہ جب وہی لڑکے بڑے ہوجگے
اور عقل و سلیقہ بہم پہونچاوینگے اور اپنے بھائیون کو قابل اور اپنے کو
جاہل دیکھینگے تو اپنے والدین کو اپنے دشمن کے برابر خیال کرینگے اور حقیقت
مین جو کچھہ الزام وے اپنے ماں باپکو دیوینگے حق بجانب ہوگا اور اس مین
کچھہ شک نہین ہے جو شخص اپنے لڑکون کو اس عذر سے کہ محبت
مقتضی اسکی نہین ہے کہ لڑکے کو تعلیم و تربیت کی محنت و مشقت مین

ڈالین پڑھانے لکھانے مین کوشش نکرین وہ محبت جھوٹھی ہے اور اگر سچی
بھی ہو تو دشمن ہی کے برابر ہے کیونکہ ۵ ہوئی جب صرف بیجا دوستی بس
وشمنی ہے وہ + نہین کم بجلی گرنے سے اگر مینہ برسے خرمن پر + اور کچھ شک
نہین کہ جو سعی اپنے لڑکون کے بھلائی مین کرنی چاہیے تھی اونہین نے ترک کی
اور جان بوجھہ کے ورطۂ جہالت وضلالت مین ڈال دیا جس قدر
جسقدر دنیا مین بدنام ہون گے اوس سے زیادہ خدا کے حضور مین
گنہگار ہونگے اب آپ لوگ میرے اس التماس کو قبول فرماوین اور
جہانتک ممکن ہو بلا خیال صرف زر یا فوت ہونے اپنی توقون کے اور معطل ہونے
اپنی غرضون کے لڑکون کی تعلیم مین کوتاہی نکرین اور اس طریقہ کو جو باوجود
بے زبانی وحوش وطیور بھی نہین چھوڑتے آپ انسان وصاحب زبان
ہوکے نہ چھوڑدین ـ یہ کہکر محمود جوان ولڑکون کے جانب مخاطب
ہوکر بولا کہ اے فرزندان ارجمند واے برادران دانشمند مین نے تمھاری
تعلیم وتربیت کی بابت جو سفارش تمھارے والدین اور اپنے بزرگون
سے کی ہے وہ تمنے سنی اب مین تمسے کہتا ہون کہ یاد رکھو کہ جسقدر
لڑکون کا تعلیم کرنا مان باپ پر واجب ہے اوس سے زیادہ سعادت مند
لڑکون پر حصول علم کی سعی وکوشش کرنی لازم ہے میرے کہنے کو بگوش
دل سنو کہ عمر دھوپ کے مانند ڈھتی ہے اور مصیبتون کا سایہ اوسکے پیچھے
لگا ہوا ہے تم اپنی بے فکری کے وقت کو غنیمت جانو اور اپنی اس عمر کی
قدر کرو یاد رکھو کہ ۵ گیا وقت پھر ہاتھہ آتا نہین + جو دن کل گذر گیا ہے

پھر تمکو کبھی نصیب نہوگا تم ہرگز ایسے دنون کو رائیگان اور اکارت مت کرو اور پڑھو لکھو محنت و مشقت کرکے علم حاصل کرو اگرچہ علم کے بڑے بڑے فائدے تم اسوقت نہین سمجھ سکتے مگر اتنا جان لو کہ جہان تک دنیا مین آسائش و راحت و عیش و عشرت اور حفاظت و حمایت مل سکتی ہے وہ سب علم ہی کے بدولت ممکن ہے سوائے اسکے یہ ایک بڑی بات ہمیشہ یاد رکھو کہ دنیا کوئی چیز کسی کو بلا عوض نہین ملتی دیکھو تمھارے والدین کے پاس بھی جو کچھ ہے وہ بلے بدلہ دیے اونکے ہاتھ نہین آیا ہے جو روپیہ وے تمھاری تعلیم مین صرف کرتے ہین یا کرینگے وہ تمھارے والدین نے اپنی بڑی بڑی محنتون کے بدلے مین پایا ہے کسقدر افسوس کا مقام ہوگا اگر تم ذرہ سی محنت نہ کرکے اپنے والدین کی گاڑھے پسینے کی کمائی کو مفت رائگان کرو اور کیسی شرم کی بات ہے کہ تمھارے والدین جو تمھارے کھلانے پہنانے مین اپنی کمائی خرچ کرین اوسکا بدلہ تم اونکو نہ دو اون کے خرچ کا بدلہ چکا دینا یون تمھارے ہاتھ مین ہے کہ تم لکھنے پڑہنے مین دل لگاؤ اور تعلیم کے بوجھ کو اوٹھالو اور جو تم ایسی کوشش کروگے تو ضرور تم اپنے والدین کے خرچ کا بدلہ اوتار دوگے اے برادران نکو شعار اگر تم ان لیل و نہار کو جن مین علم کا حاصل کرلینا بہت آسان ہے کھو دوگے تو بہت پچھتاؤگے اور جبکہ تمھارے والدین تمھاری تعلیم مین سعی کر چکینگے اور تم برباد کر دوگے تو پھر اونپر کچھ الزام نرہیگا اسواسطے کہ وہ تمھاری تعلیم مین سعی کرکے اور نیک صلاحین جو تمھاری صحت و عافیت اور

دنیا و عاقبت کے واسطے ضرور ہین تبلا کے بیشک دنشمند ہو جاوینگے پھر جو کچھہ برائیان تمھارے آگے آوینگی وہ تمھارے ہی سبب سے آوینگی اور یقین اپنے دشمن آپ کہلاؤگے میری بات کو نہ بھولو جو لڑکے اپنے مان باپ کی صلاح نہ مانینگے اور اونکے پند و نصائح پر عمل نہ کرینگے اور اپنے تعلیم کے دنون کو ضائع کرینگے وہ اپنی خرابی کی بنیاد آپ ڈالینگے اور جہان کی تمام برائیان آپ مہیا کرینگے اور جو صاحب زادے اپنے مان باپ کی ہدایت پر چلینگے اور اون کے صرف زر اور توجہ کی قدر کر کے علوم سیکھینگے وے تمام دروازے عیش و آرام کے کھول کے اوس باغکے دروازے پر جسمین انواع و اقسام کے پھولون کی مہک سے دماغ معطر ہوتا ہے اور ہر قسم کے میوے ڈالیون مین لگے ہوئے اور درختون کے نیچے پڑے ہوئے دکھائی دیتے ہین جا پہونچینگے اور اونکو اتنا ہی باقی رہجائیگا کہ اوس باغ مین بلا کسی کی مزاحمت کے داخل ہو جائین اور پھول و پھل توڑنے اور اوٹھانے لگین میری مراد اوس باغ سے جسکا مین نے مذکور کیا دنیا ہے اگر تم سمجھو کہ دنیا مین تو ہم بھی ہین اور آج بے پڑھے لکھے و لیاقت حاصل کیے اوسمین موجود ہین پھر لئیق ہو کر دنیا کے دروازہ پر پہونچنے کے کیا معنے سو یہ تمھارا دعوی بظاہر تو درست ہے مگر حقیقت مین غلط ہے اسواسطے کہ تم زمین پر تو ہو مگر دنیا مین نہین ہو بالفرض دنیا مین بھی ہو مگر اندھے ہو اور جس طرح ایک اندھا کسی آراستہ و پیراستہ باغ مین جا کر کچھہ نہین دیکھتا ہے

اور آراستگی باغ کو غیر پیراستہ باغ کے برابر خیال کرتا ہے اوسی طرح
تم بھی کچھ نہین دیکھہ سکتے البتہ جب لیاقت حاصل کروگے تب دنیا کی
کیفیت تمکو نظر آنے لگے گی اور دنیا مین جو نفع و ضرر ہین ظاہر ہون گے
پس جب تم دنیا کے اسرار سے جو منافع کے حاصل کرنے کے مزاحم
ہین بچ کے منتفع ہوگے تب مین خیال کرونگا کہ تم دنیا مین پہونچے اور
اسوقت جو دنیا مین ایسے نقصان ہین کہ جنسے بچنا چاہیے اور جو
منافع ہین کہ جنسے فائدہ اوٹھانا چاہیے مین بیان نہین کرسکتا اور نہ تمھاری
سمجھہ مین آوینگی نہ میرے بیان کرنے کی چندان ضرورت ہے ہوش اوسکیہ
علم و فضل حاصل کرکے تم آپ دیکھنے لگوگے اور مجھے امید ہے کہ بڑی
ہوشیاری اور خبرداری اور حفاظت سے دنیا مین رہوگے اور اپنے
بچاو کی تدبیرون سے کبھی نہ چوکوگے اور احیاناً اگر ذرہ سی بیخبری کروگے
تو جب تک دنیا مین رہوگے اپنے جینے پر روؤگے اور مرنے کے بعد بھی چین
نہ پاؤگے اب مین تمسے ایک دوسری بات کہتا ہون کہ جس طرح سے
تمھارے والدین پر تمھاری پرورش لازم ہے اوسیطرح تم پر بھی
واجب ہے کہ اپنی پرورش کے بارے اونکو سبکدوش کرو اور اپنی
جورو و لڑکون کے خرچ تمام کے بوجھہ مین اونکو نہ دباؤ اور خود بھیا بنکر
اپنی معاش کی بہم رسانی پر اونکو مجبور نکرو حیف ہے کہ جو کام بے عقل
اور نافہم جانور نہین کرتے اون کو تم کرو اے بھائیو تمکو لازم ہے
طریقۂ انسانی کو نہ چھوڑو اور جانورون کے چھوٹے چھوٹے بچون کے

اطوار پر غور کر کے اپنے حوائج کے رفع کرنے مین آپ سعی کرو یہ میرا
مطلب نہین ہے کہ ساری دقتین تم یکبارگی اوٹھاؤ مگر رفتہ رفتہ تو
عادت سعی و کوشش کی ڈالو اور جو کچھ تعلیم پاؤ اور جو تدبیرین سیکھو
اونکو تجربہ مین لاؤ اور اپنے والدین کے صرف تعلیم کو ضائع و برباد
نکرو تعلیم و تربیت اسی واسطے ہے کہ تمکو خوض و غور کرنے کا سلیقہ
بہم پہونچے پس جب تعلیم پا چکو تو سوچو کہ حصول معاش کے لیے
کون طریقہ اچھا ہے اور پھر اوسکی بھلائی و برائی اپنے والدین اور دوستونسے
پوچھو اوسکے بعد اختیار کرو مگر یہ ضرور نہین ہے کہ کسی تدبیر کے اختیار
کرنے کے بعد اگر تجربہ سے اوسمین نفع نہ پایا جاوے تو بھی اوسی کو
گلے مین باندھے رہو اور اوسکے نفع و ضرر کے سوچنے مین اپنی زندگی کے
دن کاٹو اسلیے کہ روشنی علم سے ذرا غور کرنے اور عقل پر زور دینے سے
ہر طرح کے کنہیات مثل بدیہات کے نظر آوینگے اور تمام امور کی باریکیان
دکھلائی دیوینگی پس جو پیشہ اچھا و گذارے کے لائق نظر آوے اوسکو
اختیار کرو اور جب اوس سے گذارا نہو تو چھوڑ کے اور کوئی پر منافع
طریقہ معاش کا اختیار کرو مگر اون جوانون کو جو اپنے لیے معاش
بہم پہونچانے کو مستعد ہون یہ لالچ کرنا نہین چاہیے کہ اون کے والدین
اونکو تعلیم کر کے کچھ زر نقد بھی اونکے حوالہ کرین تاکہ اوس سے وہ
اپنی معاش بہم پہونچانے کے ذریعون کو اختیار کرین اسواسطے کہ
ایسا لالچ قواعد خلقی کے موافق نہین ہے ایسے لالچی نوجوانون پر

یہ مثل کہ لاد دے لدا دے لادنے والا ساتھ کر دے صادق ہوگی والدین کا
یہ احسان کیا کم تھا کہ تعلیم کر دیا جو سوائے اوس کے کچھ نقد بھی اپنی
جان کھپا کے اون کے واسطے مہیا کرین اور جو وے بہم نہ پہونچا
سکین تو نوجوان اپنی قوت جسمی کو بیکار کر کے آپاہجون کی طرح ہاتھ
پانون کٹا کر والدین کے سر پر بیٹھے رہین اور یہ نہ سوچین کہ اون کے
والدین کسیطرح بلا دقت اور محنت کے کچھ پیدا نہین کر سکتے اور جو
کچھ عزت اور توقیر یا کوئی شے دنیا کی اون بیچارون نے حاصل کی ہے وہ
بدون کسی معاوضہ کے اون کو نہین ملی ہے اور وہ معاوضہ یا تو محنت
جسمی کا ہے یا افکار روحی کا کچھ شک نہین کہ اگر نوجوان اپنے دلمین
غور کرینگے تو اون کو نقد روپیہ مانگتے ہوئے اپنے والدین سے بڑی شرم
ہوگی اور اونکو ہرگز گوارا نہوگا کہ اپنی نئی قوتون کے ہوتے ہوئے بجائے
اپنی قوت بازو کے پیدا کرنے کے اپنے والدین کی بوڑھی قوتون اور سست
اعضا کو زحمت مین ڈالین اور جب یہ جان لیوینگے کہ ہر شے کا ملنا کسی
معاوضہ پر موقوف ہے اور بیشتر محنت جسمی سے بھی روپیہ مل سکتا ہے
تو وے آپ محنت جسمی کرنے پر مستعد ہو جائین گے اور جو کچھ اپنے ہاتھ
پانون دل و دماغ کی قوت سے کمائینگے اونکو اون قواعد کفایت شعاری
کے ساتھ جو سیکھ چکے ہین صرف کرینگے تو خواہ نخواہ کچھ بچاتے جائینگے
اور اوس اندوختہ سے آخر کو اپنے ہاتھ پانون کی محنت سے
بچکر صرف دل و دماغ کے زور سے کمانے لگین گے یعنی دستکاری

وہ محنت چھوڑ کے تجارت و بیوپار کرینگے جسکی بدولت تھوڑی دقت
کے بعد عیش و فراغت سے بسر کرنے کا سامان مرتب ہوجائیگا اور بلا اطاعت
و فرمان برداری محنت و دقت کا نتیجہ ہاتھہ آئیگا اور اوسوقت اپنی کمائی
کی قدر بھی معلوم ہوگی اور ثابت بھی ہوجائیگا کہ اپنی قوت بازو سے
پیدا کرنے اور صرف کرنے مین کیسی دقت ہے اور آزادی بھی ہے
اور کہانتک عزت و توقیر ہوتی ہے اے میرے بھائیو اگر ذرا غور کرو تو
تمکو آپ معلوم ہوگا کہ اپنی محنت و کوشش سے تھوڑا حاصل کرنا بلا محنت کے
بہت سے مقابل نہین ہوسکتا و جبکہ خداوند جل شانہ نے ہاتھہ پانون اور ذہن
و ذکا فہم و ادراک سب تمکو عطا کیا ہے تو کیون اونھین طریقون سے
کہ جنسے اور ہمارے ہمجنس اکتساب معاش کرتے ہین ہم تم نکرین اور
بجاے اپنی محنت کے دوسرے اپنے ہمصورت کے دست نگر بنین اور دوسرے
نے جو اپنی محنت شاقہ سے پیدا کیا اور کمایا ہے ہم بے ہاتھہ
پانون ہلائے اوس کی کمائی مین سے مفت لینے کو امیدوار رہون اور
اگر نہ پائین تو منھہ پھیلائین یا اگر پائین تو اوس کریم کے بار احسان سے
مدت العمر دبے رہین یاد رکھو کہ جنکو ذرہ سی غیرت و حمیت ہے وہ اوس
آسایش اور عشرت و فراغت کو جو دوسرے کی بدولت ملے بے آرامی اور
عسرت سے بدتر جانتے ہین محمود نے اس قدر بیان کرکے اپنی تقریر
کو ختم کیا لبظاہر یہ تقریر تھی مگر واقعی تسخیر تاثیر تھی کہ چھوٹے بڑون کے
دلونپر اثر کرگئی اور یہ تاثیر پیدا ہوئی کہ اکثرون نے قصد تحصیل علوم

وفنون کیا چنانچہ جو کچھ ممکن ہوا محمود نے اپنے روپیہ سے سامان کیا اور
اوروں کو بھی کسیقدر خرچ کرنے پر آمادہ کیا اور بنیاد تعلیم کی ڈالی پھر
اوسکے ماں باپ بجد ہوئے کہ شادی کرے مگر اوسنے عذر کیا کہ ابھی مجھکو
وہ لیاقت حاصل نہین ہوئی ہے کہ خانہ داری کا بوجھ اوٹھاؤن غرض
شادی نہ کی بلکہ کئی مہینے کے قیام کے بعد پھر بارپورہ کو روانہ ہوا اور ڈیڑھ
سال کے بعد بخیر پہونچا خواجہ سعید کے رشتہ دار اوسکے صحیح وسلامت
پھرنے سے اوس بھی زیادہ خوش ہوئے کہ جسقدر خواجہ سعید کی واپسی سے
مسرور ہوئے تھے ادھر اس عرصہ مین محسن کی خدمات پسندیدہ سے
خلیفہ یہانتک راضی ہوا کہ امیر الامرا کا خطاب دیا جسقدر امرا محسن کے
ثنا خوان تھے اوس سے زائد غربا اور فقرا دعاگو تھے کیونکہ باوجود
مرتبہ واقتدار کے وہ ہر ایک سے بعجز وانکسار پیش آتا تھا اور
ہر ایک کی خواہش کو بگوش دل سنتا تھا اور جواب معقول دے کر
مطمئن کرتا تھا اور با این ہمہ خلق ہرگز جھوٹھ نہ بولتا تھا اور جو اوسکے
دل مین ہوتا تھا کبھی زبان پر نہ لاتا تھا نہ کوئی فعل لغو کرتا تھا ہر شخص
اسلیے اوسے صادق الگفتار اور راست کردار جانتا تھا اور خاص عام کے
سوا خلیفہ کو بھی اوسکی صداقت اور دیانت وامانت پر ایسا بھروسا
ہوگیا کہ جن سلاطین کی خدمت مین ایلچی کے بھجوانے کی ضرورت ہوتی
محسن ہی کو بھجواتا اور محسن بھی نہایت حسن سے ہر ایک کام کو انجام
کرتا اور اپنی فصاحت اور بلاغت وزبان دانی کی بدولت جس

سلطان کے خدمت مین حاضر ہوا کامیاب مقاصد ہوا اور غیر
ملک سے جو تاجر و سیاح آتے تھے وہ بھی اوسکے اخلاق کی شہرت سے
خواہ نخواہ شائق ملازمت ہوتے تھے

باب ششم

ایک روز صبح کو محسن ٹہل رہا تھا دیکھا کہ ایک عجمی پریشان حال فلک
زدہ چلا آتا ہے غرض وہ قریب آیا اور نہایت ادب سے تسلیم
بجالایا و زبان حال سے کہا کہ مین بندہ محتاج اور آفت رسیدہ ہون
خرچ نہین رکھتا اور شیراز کو جاتا ہون حضور کی بخشش و انعام کا شہرہ
سنکر حاضر ہوا ہون تاکہ تصدق فرق مبارک پاؤن اور آپکا نام لیتا ہوا
اپنے وطن کو جاؤن امیر الامرا نے کچھ اوسکو دیا چند قدم وہ نہ گیا تھا
کہ محسن نے اس خیال سے کہ جو کچھ مین نے دیا ہے اوس سے شیراز تک
پہونچنا ناممکن ہے پھر اوسے بلوایا اور پوچھا کہ تم پر کیا مصیبت ہوئی جو
حالت افلاس مین سفر کیا فقیر نے اس پرسش سے آبدیدہ ہو کر کہا کہ
شاہ اودھ سے خدا غمگین کبھی کرتا نہین دل ایسے منعم کا + جو دنیا مین کسی محتاج
کو خورسند کرتا ہے + خداوند نعمت میرا قصہ پر غصہ طول طویل ہے کیا
عرض کرون مگر مختصر یہ ہے کہ مین اپنا آپ دشمن ہون اور اپنے ہاتھ سے
مصیبت مین پڑا ہون امیر الامرا نے خدام کو حکم دیا کہ اس عجمی کو حمام مین لیجا
اور تبدیل پوشاک کرا کے لاؤ فوراً نوکرون نے تعمیل حکم کی اور

نہلا دھلا کر پوشاک نفیس پہنائی اور دربار مین ایسے وقت حاضر کیا کہ
کھانے کا وقت آپکا تھا دسترخوان بچھا امیر نے اوس فقیر کو بھی اپنے
ساتھہ کھانا کھلایا اور جب دسترخوان بڑھا تو فقیر سے فرمایا کہ اب مہلت ہے
اپنا حال بیان کرو یہ سُنکر وہ بے اختیار ہو کر رونے لگا اور بمشکل ضبط کر کے
ملتمس ہوا خداوندا اس تنگ حال ندان بد انجام کا نام اصلی بہرام ہے
خواجہ بختیار میرا باپ ملک التجار مشہور روزگار تھا سب کچھہ خدا نے اوسکو
دیا تھا لڑکا نہ رکھتا تھا آخرش مین پیدا ہوا اسیدے باپ کو بڑی
خوشی ہوئی اور بڑے دھوم دھام سے میری چھٹی کی لاکھون روپیہ
خیرات کیے و بڑے لاڈ پیار سے میری پرورش شروع کی بعد میری
پیدایش کے دوسرے محل سے بھی پہلے میرا ایک بھائی اور ایک بہن
پیدا ہوئی مگر والد نے میری حفاظت کے خیال سے اون سوتیلے بہن
بھائی کو دمشق بھیجدیا اور ہزارون اہتمام سے مجھے پالا جب مین تعلیم کے
لائق ہوا تو بڑے بڑے لائق استاد مقرر کیے لیکن تقدیر کے آگے کوئی
تدبیر راست نہ آئی ساری امیدین مبدل بہ یاس ہوئین میری جہالت کی
کو وقت سے والد نے انتقال کیا سب متاع و مال میرے ہاتھہ آیا مین عیش و
نشاط مین مصروف ہوا گماشتون نے جو چاہا کیا میرے سوتیلے بھائی نے
جو یہ حال سُنا بہتیرا سر دھنا بہت کچھہ مجھے لکھا مگر افسوس کہ مین نے
اعتنا نہ کیا بلکہ اولٹا اوسپر بدگمان ہوا اور دمشق کی کوٹھی سے نکال دیا
پیچھے سے سُنا کہ اوس رنج سے میری سوتیلی مان بیچاری مر گئی اور بھائی

پردیس کو نکل گیا وہن نے کسی تاجر سے نکاح کیا لیکن آج تک پھر پتہ
نہ ملا کہ وہ تینون تیرہ ہو کر کہان گئے بعد وقوع اس ظلم کے مین نے جو جاا کیا
اور ادھر ادھر کے خوشامدیون اور خود غرضون نے جسطرح چاہا مجھے لوٹا آخر
کاروبار تجارت بگڑا گھر کا اندوختہ خرچ ہونے لگا جب وہ بھی ٹھکانے لگا تب
یہ حال ہوا کہ رات دن کے ملاقاتیون نے منھ موڑا آنا جانا چھوڑا یہ حال
دیکھکر مین سخت گھبرایا مگر کیا ہوتا تھا چند روز مین کپڑا لتا گھر کا اثاثہ
بھی بک کر ٹھکانے لگا آخر مضطر و سرگردان ہو کر روساے کرمان سے
اپنا حال پریشان کہا بعضون نے والد کی مراعات و احسان کا پاس کیا
اور خاطر کر کے مجھے کچھ دیا پر مجھے سائل زر سمجھکر ماننا چھوڑ دیا لاچار اصفہان کو
گیا وہان سے طہران تک اس بھروسے پر مارا مارا پھرا کہ شاید کچھ سامان ہو
لیکن کوئی بھی پرسان حال نہوا جس دوست کو جہان سنتا تھا بامید استعانت
وہان جاتا تھا و بے نیل مرام پلٹتا تھا غرض کہان تک اپنے مصائب کے
بیان کرون اور بے توجہی اون خود غرض دوستون کی جنکو ہزارون
روپیہ مین نے دیے تھے اور جو میرے باپ کے بدولت تاجر اور
مالدار ہو گئے شکایت کرون مختصر یہ ہے کہ صبح سے تا شام فارس سے لیکر
تا شام مارا مارا پھرا اکسیکو اپنا دوست نپایا اتفاقاً دیار بکر مین مجھے ایک
پیر روشن ضمیر صورت آشنا نظر آیا مین نے پہچان کر اس خیال سے کہ
جن لوگون سے چشم یاری تھی اونھون نے بے پروائی کی ہے تو ایسے
شخص سے کہ جس سے کچھ خصوصیت نہین ہے کیا بھر پاؤنگا عمداً کنارہ کشی

اور سر نیچا کرکے آگے بڑھا واہ رے مروت اوس بزرگ نے باوجود تبدیل
صورت و ہیئت مجھے پہچان لیا اور قدم اوٹھا کر میرے پاس آیا اور اپنے
ساتھ اپنے گھر لیگیا اور اس قدر شفقت و عنایت مجھپر کی کہ مین بیان نہین
کرسکتا مین حیران تھا کہ کیون اسقدر لطف و عنایت خلاف اون صاحبون کے
کہ جنسے مین امید یاری کی رکھتا تھا یہ بزرگ مجھپر کرتا ہے دو تین دن کے بعد
میرے اوسپر مہربان کا ایک دوست مہمان ہوا اور مجھے اجنبی دیکھ کے
پرسان حال ہوا گو اوس سعدن لطف و مروت نے میری سازی حقیقت راست
راست بیان کرکے میرے باپ کی تعریف مین نہایت مبالغہ کیا اور آخر مین
کہا کہ اوسکے بڑے بڑے اوصاف کا ادنے نمونہ یہ ہے کہ میری
تجارت مین ایک دفعہ بعض وجوہات سے جنکا بیان کرنا مناسب نہین
جانتا اسقدر مجھے نقصان ہوا کہ کچھ میرے پاس نرہا تو خواجہ بختیار نے
بلا جان پہچان میرے لیے پھر سامان تجارت بہم پہونچا دیا اور بلا کسیکی ضمانت
یا میری دستاویز کے مجھے اجازت دی کہ جہان چاہون لیجا کر فروخت کرون
اور جو نفع بہم پہونچاؤن بلا حساب کتاب اپنے تصرف مین لاؤن اور اصل
قیمت جب مقدور ہو ادا کرون اوسوقت میری سمجھ مین آیا کہ اوس ادنے
احسان کو یہ صاحب ایمان باوصف ادائے قرضہ کے ابتک نہین بھولا
پھر اون صاحبون کے سلوکات کو جنسے قطع نظر والد کے احسانات کے
مین خود ہزارون روپیہ نہین تو سیکڑون تو ضرور دیے تھے یاد کرکے
رونے لگا اوس روشن ضمیر نے مجھے دلاسا دیا اور دسوین روز بہت کچھ

نصیحت کرکے پانچ ہزار روپیہ کی ایک دوکان بزازی کی میرے حوالہ کی اور نہایت معذرت کے ساتھ مجھے وہ ساری جائداد جو دوکان مین تھی ہبہ کی تھوڑے دن تک مین نے سعی و کوشش و جزرسی کرکے دکان کو چلایا اور اپنی سمجھ مین دقیقہ ہوشیاری نہین چھوڑا مگر ظاہر ہے کہ مین اوس کوچہ سے نابلد محض تھا میری سعی بے فائدہ ہوئی و ایک ہی برس مین کام بگڑ گیا میرا پانا جنکے ذمے تھا وہ مروت مین ڈوبا اور جنکا مجھپر آتا تھا اوںھون نے مجھے گھیرا آخرش جو کچھہ دکان مین تھا بکوالیا اور مین جیسے کا تیسا پھر ہوگیا اس لائق بھی نرا کہ پھر بڑے میان کو اپنا کالا مُنھہ دکھاتا لاچار وہان سے بھاگا اور دمشق کو آیا بہتیرا اپنے سوتیلے بھائی اور بہن کا پتا لگایا لیکن کھوج نہ ملا تو چارا بروُن کا صفا یا کیا اور بے حیائی کا جامہ پہنکر بھیک مانگنا شروع کیا پھرتے پھرتے کل اس شہر مین وارد ہوکر حضور کے خوان نعمت سے پیٹ بھر کھانا کھایا اور اپنی خواہش سے زیادہ انعام پایا اللہ تعالے صد وسی سال حضور کو سلامت رکھے مین نے اپنی عمر مین باوصف امارت کسی شخص کو نہین دیکھا کہ بھک منگون پر اس درجہ عنایت و شفقت کرے ــ

امیر الامرا اپنے بھائی کا یہ حال دیکھکر بہت رویا و مسعود کو بلواکر بہرام کو اوسکے سپرد کیا اور سوائے اسکے کہ یہ شخص تاجر زادہ ہے آسایش سے اپنے ساتھہ رکھو اور کچھہ مسعود سے بھی نکہا مگر روز بروز بہرام پر اپنی نوازش کو بڑھاتا گیا اور چند روز مین مثل مسعود کے بہرام کا بھی ٹھاٹھہ کر دیا تاہم

اوس بیوقوف پر کچھہ نہ کھلا اور سمجھا تو یہ سمجھا کہ پھرکٹ پلٹا بلی کے بھاگون چھینکا ٹوٹا جا ہا کہ کچھہ ہاتھہ پانون نکالے لیکن مسعود سے ہوشیار کے ساتھہ تھا نہ وہ ہی اوسکے داؤن مین آسکتا تھا نہ محسن سے ہی کوئی کام نکل سکتا تھا بعد عرصہ کے محسن نے بہرام کو مطلع کیا کہ وہ اوسکا بھائی ہے اور وہ اوس کے باپ کی کمائی ہے اوسوقت کی بہرام کی ندامت اور خجالت قابل غور کے ہے اپنی بدسلوکی پر پانی پانی ہوگیا اور امیر الامرا کے قدمون کو چومنے لگا محسن اگرچہ ہمیشہ اپنی بہن کا متلاشی رہتا تھا مگر جب سے بہرام کو اوس پریشان حالی مین دیکھا تھا نہایت ہی بیتاب تھا اور ہر طرح سے سعی وجستجو کرتا تھا ہنوز محسن کو وہ تردد باقی ہی تھا کہ خلیفہ کو کچھہ کدورت شاہ فارس سے بہم پہونچی اور حسب معمول امیر الامرا محسن ہی اس لائق ٹھہرا کہ بادشاہ فارس کے حضور مین جاوے اور رفع ملال کی صورت نکالے چنانچہ بڑی تزک وشان سے امیر الامرا روانہ ہوا اور چند عرصے مین سفر خشکی وتری کو طے کر کے اصفہان پہونچا اور نہایت عزت واحترام سے حضور مین شاہ ایران کے حاضر ہوا اور اون راز ونیاز کو جو صدف کتمان مین امانت تھے بطور مناسب آویزۂ گوش حق نیوش شاہ فارس کیے اور مورد خلعت وانعام ہوکر فائز المرام ہوا اور قریب دولت خانۂ شاہی ایک مکان عالیشان مین حسب تجویز بندگان شاہی مقیم ہوا اور متواتر ملازمت سلطانی سے اعزاز وتفاخر پایا اور ملاقات امرا وتجار سے نام پیدا کیا

باب ہفتم

ایک روز ایک تاجر خواہش مند ملاقات نے حاضر ہوکر بار چاہا امیر الامرا نے
نہایت تعظیم و تکریم سے بلایا اور کمال اخلاق سے تواضع کر کے بٹھلایا تاجر نے
باتون باتون مین چاہا کہ حقیقت اصلی امیر الامرا کی دریافت کر لے
پر اس وجہ سے کہ امیر الامرا ہر کس و ناکس سے بے تکلف ہو کر اپنے حالات
واقعی کو بیان کرنے کی عادت نہ رکھتا تھا مطلب اوس سوداگر کا حاصل نہوا
تو لاچار ہو کر اوسنے صریحاً پوچھا کہ خداوند نعمت یہ تو مین جانتا ہون
کہ آپ امیر کبیر و سفیر خلیفہ ہین مگر مجھے منظور ہے کہ آپ کے نام
اور خاندان و وطن سے واقف ہون امیر الامرا نے فرمایا مین دیر سے
غور کرتا ہون کہ آپ ہر ایک پہلو سے اس مطلب کو جسے اب آپ نے
صریحاً فرمایا نکالنا چاہتے تھے مگر مین ٹالتا چلا آیا اب پہلے آپ یہ فرمایئے
کہ غرض آپ کی استفسار سے کیا ہے تاجر نے کہا کہ حال واقعی یہ ہے
کہ اس مکان مین جو سامنے نظر آتا ہے میری بی بی رہا کرتی ہے اور وہ
آپ کی حقیقت حال کی تحقیق مین مصر ہوئی ہے اور اوسکی خاطر سے
باوجود عدم تعارف و بلالحاظ پاس و ادب خلاف اپنے وقعت اور آپ کے
رتبۂ عالی کے اس قسم کے استفسار کی مین نے جرأت کی ہے امیر الامرا نے
پہلے سے زیادہ متعجب ہو کر پوچھا کہ ہرگاہ آپکو میرے حقیقت حال کے
دریافت سے کچھ مطلب نہین ہے تو آپ کی بی بی کو میرے نام و نشان کے

تحقیقات سے کیا غرض ہے سوداگر نے کہا کہ پیرومرشد جسقدر آپ کو اپنے
حال کے ارشاد فرمانے مین تامل ہے اوس سے زیادہ میری بی بی کی مجکو
ممانعت ہے اور مین اوسکے مطلب کو ظاہر نہین کرسکتا یہ سُنکر امیرالامرا کو
کچھ تردد بھی ہوا اور کچھ خوشی ہوئی آخر متامل ہوکر سوداگر سے پوچھا کہ آپ کی
بی بی کچھ لکھنا پڑھنا بھی جانتی ہین سوداگر نے کہا کہ وہ جاہل نہین ہین
یہ سُنتے ہی ایک ٹکڑا کاغذ کا اوٹھاکر امیرالامرا نے ۱۵۸ کا ہندسہ لکھا
اور سوداگر کو دیا اور فرمایا کہ آپ براہ مہربانی اس رقعہ کو اپنی بی بی صاحبہ کو
دکھلائیے اور جو کچھ وہ کہین مجھسے فرمائیے تب مین جو کچھ آپ پوچھینگے
اگر مناسب جانونگا تو بیان کرونگا سوداگر وہ کاغذ لیکر اپنی بی بی کے
پاس گیا اور جو کچھ بات چیت ہوئی تھی نقل کرکے وہ کاغذ حوالہ کیا اوس نے
دیکھتے ہی خوش ہوکر ۱۵۸ کے ہندسہ کے نیچے م ح س ن چار حرف لکھے
اور اوسکے نیچے ۲۰۳ کا ہندسہ لکھکر اپنے شوہر کو وہ کاغذ واپس کیا
سوداگر اولٹے پانوٴن وہ رقعہ لیکر پھر امیرالامرا کے پاس حاضر ہوا
امیرالامرا نے جیسے ہی اوس جواب کو دیکھا فرط خوشی سے جامہ مین پھولا
نہ سمایا اور کثرت سرور سے اوٹھکر سوداگر کو اکبارگی گلے سے لگایا
اور کہا کہ برائے خدا میری پیاری بہن حسن آرا کے پاس مجھے جلدی لے چلو
چنانچہ سوداگر بھی نہایت مسرور ہوا اور اپنے ساتھ امیرالامرا کو لیگیا و
ہان اوسکو ۲۰۳ سے ملایا حسن آرا جو بھائی کے اشتیاق مین سیماب وار
بیقرار تھی اوٹھکر دوڑی اور امیرالامرا کے قدمبوس ہوئی محسن نے

بہن کی ملاقات بچھڑے ہوئے بھائی سے

اپنی پیاری بہن کا سر اوٹھایا اور ہاتھوں کو چوما اور اسقدر خوش ہوا کہ
وہ خوشی ہرگز بیان نہین ہوسکتی اور جو باتین اوسوقت اونکے آپسمین
ہوئین لکھنے مین نہین آسکتین خلاصہ یہ کہ حسن آرا نے کہا کہ اے
بھائی جسوقت ہمنے تمھارے فراق کی مصیبت اوٹھائی مین نہین کہہ سکتی
کہ ہمسب ماں بیٹیون کی کیا حالت ہوئی ماں دیوانی تھی تو مین سودائی تھی درو
دیوار سے دونو سر دے دے مارتی تھین اور چلا چلا کے یہہ رو رو
کہتی تھین کہ ہم اپنی مصیبت کس سے کہین اور کون سُنے غرض دو رات
اور دن ہمکو بیہوشی مین گذرے خواجہ ناصر کو خدا بخشے اور اوسے بہشت مین
سونے کا قصر عطا کرے اور اوسکے کنبہ کو صحیح وسالم رکھے اور اوسکے گھرانے
کو خیر و برکت سے مالا مال کرے اونھون نے تیسرے روز ہمکو قسمین دیکر
کھانا کھلایا اور اوس جھونپڑے مین جسمین تم ہمکو چھوڑ گئے تھے ہمارا
رہنا گوارا نہ کرکے اپنے گھر لیگیا اونکی بی بی اور بیٹیون نے بھی ہرطرح
ہماری دلداری اور خاطر کی مگر بھیا ہماری تباہی اور بربادی ایسی نہ تھی کہ
کسی کے بہلائے بہلتی یا بٹائے بٹتی دل کی لگی آگ کسکے بجھائے بجھتی
اور درد وغم کے آلام کسکے گھٹائے گھٹتے سوائے سمجھانے بوجھانے کے
وے کیا کرسکتے تھے ؎ غم راہ نہین کہ ساتھہ دیتے ۔ دکھہ بوجھہ نہین
کہ بانٹ لیتے ۔ جو کچھہ ہو خواجہ ناصر کا تمام گھر ہمپر مہربان تھا اپنے عزیزو
یگانون کی طرح خاطر کرتے تھے اور اپنی آرام پر ہماری آسائش مقدم
کرتے تھے خواجہ نے کوئی دقیقہ سرپرستی کا باقی نہین رکھا یہانتک کہ

میرے بیاہ کی فکر کی ہمکو محتاج اور بے زر اور بے پر جانکر بالحاظ اپنے
مقدور اور غیر مقدوری کے ہرکوئی خواستگار ہوتا تھا اور میرے بار کو کنیزان
روم و سفر کے بوجہہ سے زیادہ نہ سمجھکر مالدار لونڈی بنانے کی فکر کرتے
رہے اور بے مقدور اپنے آرام کی صورت نکالنی چاہتے تھے والدہ کو
اضطرار تھا اور جسطرح تیسرے فاقے مین حرام و حلال کا خیال جاتا
رہتا ہے خواستگارون کی لیاقت اور مقدرت پر مطلق دھیان نہوتا تھا
مگر خواجہ ہر ایک کو پرکھتا تھا اور اہل عرب سے میرا تزویج ہونا کسیطرح
پسند نہ کرتا تھا اور مین شرم و حیا سے نہ کچھ کہہ سکتی تھی نہ خواجہ کے
تجویز کا حسن و قبح کو سمجھہ سکتی تھی کہ کیون اہل عرب سے میرا بیاہ کرنا جانتا تھا
و اہل عرب مین کیا برائی تھی ہان اتنا دیکھتی تھی کہ دمشق مین جہان
عورتون کا جھٹ پٹ نکاح ہو جاتا تھا وہان ادنے سی بات مین کھٹ پٹ
ہو کر طلاق و فراق کی بھی نوبت جلد آجاتی تھی الغرض ایکبار خواجہ نے
والدہ سے کہا کہ سنو جی حسن آرا کو بہتون نے مانگا اور اپنا
مالدار ہونا بھی ثابت کیا مگر کسی سے میرا دل نہ بھرا آج ظہیر اصفہانی کو
مین نے خود بھانپا تو میری رائے مین وہ ہر طرح حسن آرا کے
شوہر ہونیکے لائق ہے زر و مال تو اوسکے پاس نہین ہے مگر دولت حاصل
کرنے کی استعداد اور قابلیت اوسمین موجود ہے اور علم و فضل کے
زیور سے آراستہ اور دین داری اور نیک نہادی کے لباس سے پیراستہ
ہرچند اوسکو خواہش ازدواج معلوم نہین ہوتی لیکن مین چاہتا ہون

کہ اوس سے یہین خود درخواست کرون اگر تم بھی منظور کرو اور ظہیر کے
ظاہر افلاس اور تنگی معاش پر نظر نکرو تو مین بیاہ کردون خواجہ کی اس
تقریر کو سنکر والدہ کو سخت تردد ہوا اور اونکا متردد ہونا حق بجانب تھا
مگر آخر کو اونھون نے خواجہ کی تجویز کو اپنی سمجھ پر ترجیح دی اور تمھاری
روانگی کے چوتھے مہینے میرا نکاح ظہیر سے ہوگیا چند روز مین ہم مان بیٹیون پر
بھی خواجہ کی خوش فکری کا حسن کھل گیا اور ظہیر کا اسم بامسمے ہونا تصدیق
ہوگیا مین کیا بیان کرون کہ باوجود بے مقدوری اوسنے ہمارے آسایش
و آرام کا کس قدر اہتمام کیا و کس درجہ محبت و سوالنت کو صرف کیا غرض
ہمکو ہر طرح کی امیدین اوس سے پیدا ہوئین باوجود اِن ہمہ تمھارے جدائیکا غم
کسیطرح نہ بھولتا تھا دن تو کسیطرح کٹ جاتا تھا مگر رات کاٹے نہین
کٹتی تھی والدہ سوکھہ کر کانٹا ہوگئین نہ میرے سمجھائے سمجھتی تھین نہ کسی
اور کے منائے مانتی تھین میرا شوہر جسقدر دلاسا دیتا تھا اوسیقدر تمھارا
شعلۂ فراق اونکے دل مین بھڑکتا تھا آخر اونھون نے تو مرکے اپنے
رنج والم کا فیصلہ کیا اور کڑھنے اور تڑپنے کو مین اکیلی رہ گئی اوس بیکسی اور
تنہائی کا حال مین کیا بیان کرون مصرع نہ مان رہی نہ باپ نہ بھائی کا آسرا
تم خود قیاس کرو کہ میرے دل کا کیا حال رہا ہوگا سر کے بال نوچتی تھی
در و دیوار سے سر ٹکراتی تھی دیوانون کیطرح رات دن کاٹتی تھی کہ اوسی
حال مین خواجہ ناصر نے بھی انتقال کیا خواجہ کا مرنا جسقدر مجھے اکھرا
اوس سے دونا میرے شوہر کو بیاپا کیونکہ وہ ہم دونون کا مربی تھا

چنانچہ میرے شوہر کو دمشق کا رہنا ناگوار ہوا اور مجھسے کہا کہ یہاں حضرت خواجہ ناصر میرا حامی و مددگار تھا اوسکے مرنے سے میرے دل کا یہ حال ہوگیا ہی کہ ایک لحظہ بھی یہاں قیام کرنے کو جی نہیں چاہتا میری بھی خاطر دمشق سکے رہنے سے پریشان رہا کرتی تھی اور جن لوگون نے مجھے عیش و آرام مین دیکھا تھا اونکے ساتھہ فلاکت مین رہنا مجھے نہین بھاتا تھا اسواسطے کہ ایسے خداترس و صاحب درد بہت کم تھے جو میرا حال دیکھکر کڑھنے پر ہنسنے والے اور چڑھانے والے بہت تھے اور یہ ظاہر ہے کہ دل شکستہ کو شماتت بہت ناگوار ہوتی ہے مینے بھی شوہر کی رائے کی تائید کی اور صلاح دی کہ جہانتک بن پڑے اپنے وطن کو پلٹ چلو اور کسی شہر کا قصد ہرگز نکرو اگر تجارت کا پیشہ کرنا ہے تو اونھین لوگون مین رہنا اچھا ہے جو تمھاری عادت و اطوار کو جانتے ہین تاکہ عندالضرورت اونسے مدد مل سکے انجان بستی مین جوٹے و دغابازون کو البتہ گون ہوتی ہے کہ چند روز مین جھوٹ موٹ اپنا اعتبار بڑھا کے ناواقف لوگون مین اعتبار پیدا کیا اور چل دیے کر قرض ہو یا ریون کا مال ہتیا یا اور پھر دیوالہ نکال کے کالا منھہ کیا بہتر ہے کہ بالفعل وطن چلو پھر جب فضل الٰہی سے مقدور ہو اور کسیکی امداد اور اعانت کی حاجت نرہے تب سفر کرو میرے شوہر نے اس میرے مشورہ کو پسند کیا اور جو کچھہ نقد و جنس موجود تھا اوس سے ایک اونٹ مول لیا اور کچھہ مال تجارت خرید کر دمشق سے چل کھڑا ہوا اب یا تم غور کرو کہ کس کیفیت سے ہم وطن سے دمشق کو گئے تھے اور کس صورت سے پردیس سے دیس کو چلے

مجکو نہایت شرم تھی اور ہرگز نہ چاہتی تھی کہ اصفہانی مین کوئی کسی طرح سے
جانے کہ مین کون ہون اور کسکی بیٹی ہون لہذا اپنے شوہر سے مین سنے
منتین کین اور سخت عہد کرالیا کہ بھولے سے بھی کبھی زبان پر نہ لاوے
کہ مین کون ہون غرض سینون کی راہ جسطرح بن پڑی مین نے خوشی سے
کاٹی اور یہان پہونچی معہد سے شوہر کے کنبہ والون نے دنیا کے دستور کے
موافق تواضع و مدارات کی اور زن و مرد نے میری حقیقت حال کی
بہت کچھہ تفتیش کی مگر میرے شوہر نے بجز اسکے کہ اشراف زادی ہے
اور کچھہ نہ کہا بہرحال ایک ہفتہ ہمکو مہمانی مین گذرا ابھی اپنا مکان کرایہ دار
سے میرے شوہر نے خالی کرایا اور جھاڑ بوہار کے سامان ضروری سے مرتب کیا
آٹھوین روز اپنے مکان مین اوٹھہ آئے گو مکان وسیع اور خوش قطع اور قیمتی تھا
مگر پرانا ہوچکا تھا اور باغ بھی جو میرے شوہر نے ارث مین پایا تھا خراب و ویران
ہوگیا تھا میرے شوہر نے اپنی پونجی بڑھانیکے لیے مکان و باغ کے بیچنے کا قصد کر کے
مجھسے صلاح پوچھی مین نے کہا کہ جو مناسب ہو وہ تو مجھسے بہتر تمھین جانتے ہو گے
لیکن مین سمجھتی ہون کہ مکان اور باغ ہی سے لوگون کی نگاہ مین تمھارا اعتماد
واعتبار ہے اگر دونون کو بیچ کر کھو وگے اور بعد خدانخواستہ کبھی قرض
کی حاجت ہوگی اور تم کسی سے مانگوگے تو مجھے امید نہین ہے کہ کوئی
پتیاوے اور قرضہ فقط بات کے بھروسے پر دیوے میری بات
اگر مانو تو مکان کو بیچ ڈالو اور جو کچھہ حویلی کے دام ملین اوسکے نصف کو بطریہ
تجارت کرو اور ایک چوتھائی مین ایک چھوٹا سا مکان اپنے

باغ میں بنواؤ اور ایک چوتھائی کو باغ کے مرمت میں صرف کرو
کیونکہ یقین کئی دفعہ مجھسے کہہ چکے ہو کہ انگور سے یہان بہت کچھ نفع ہوتا ہے
میرے شوہر نے میری اس تقریر کو سنکر دیر تک سوچا آخر پسند کیا اور
چار ہزار روپیہ پر مکان کو بیچکر دو ہزار روپیہ سے تجارت کے واسطے مال
خرید کیا اور بازار مین ایک کمرہ کرایہ پر لیکر دکان جاری کی اور آٹھہ یا نوسو
روپیہ لگاکر ایک خوبصورت مکان باغ مین بنوایا اور باقی روپیہ سے
باغ کو مرمت کیا دکان جاری کرنے کے پہلے مین نے اپنے شوہر سے
کہہ رکھا تھا کہ مال کے بیچنے مین ہمیشہ جلدی کرنا و زیادہ نفع ملنے کی امید مین
ڈال نرکھنا بلکہ ہمیشہ سعی کرنا کہ جس نفع پر اور سوداگر بیچتے ہون اوس سے
تمھارا منافع کم ہو تاکہ خریدار تمھارا مال اور لوگون کے اسباب سے سستا
سمجھین اور تمھاری ہی چیزون کے گاہک بنین اور ہاتھون ہاتھہ خریدلین
اسمین ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ بلا دقت آپ سے آپ جلد مال بک جایا کریگا
دوسرے مال خراب ہونے اور بگڑنے سے بچیگا اور جو نفع مین کمی ہوگی اوسکی
تلافی اسمین ہوگی کہ تمھارا مال پڑے پڑے کبھی ضائع نہوگا چنانچہ میرے
شوہر نے اس مشورہ پر اس حسن سے عمل کیا کہ چند ہی روز مین
عوام ارزان فروش سمجھکر ہر چیز کو ڈھونڈتے ہوئے پہلے میرے شوہر ہی
کے دکان پر آتے تھے اور جسقدر اسباب کے بیچنے مین جلدی ہوتی تھی
اوسیقدر دوسرے مال کے خریدنے کی ضرورت ہوتی تھی اور اوس سے
یہ فائدہ ہوتا تھا کہ جن بڑے بڑے تاجرون سے میرا شوہر مال خریدتا تھا

وے میرے شوہر کو نہایت جفاکش اور محنتی جانتے تھے علاوہ اس کے
یہ لطف تھا کہ اور سوداگرون سے ٹھگتا نہیں تو دونا نفع تو پڑ رہتا تھا اور اگر
دن بھر مین سو روپیہ کا مال بیچکر ایک آنہ روپیہ کے حساب سے
سے ۶ روز کماتے تھے تو میرا شوہر دو سو یا تین سو کا اسباب آدھ آنہ روپیہ
نفع پر بیچکر یہہ پیدا کرتا تھا اور چونکہ میرا شوہر خدا کے فضل سے نہایت
خدا ترس و ایماندار تھا اسواسطے عزت و اعتبار مین بھی ترقی ہوئی اور روز بروز
اپنے اقران و امثال مین معزز و معتبر ہوتا گیا اودھر باغ بھی جو خاطر خواہ مرتب ہو گیا
تو اوس سے بھی بہت کچھہ نفع ملنے لگا دو ہی برس کے زمانہ مین اکثر مالدار
تاجرون سے میل جول ہو گیا اور بعضون نے چین کے سفر کی میرے
شوہر کو ترغیب دی مگر مین مانع ہوئی کہ جلدی کرنا خوب نہیں ہے
اور کسی کے سہارے پر اپنی مقدرت کے خلاف کام کرنا مناسب نہیں
لیکن میرے شوہر کو اپنے دوستون پر اسقدر بھروسا تھا کہ میرے منع کرنے پر
ہنسا اور کہا کہ تم اپنے بھائی کے فراق سے ایسا ڈر گئی ہو کہ اوسی اندیشہ
سے میرا جانا مناسب نہین جانتی ہو مین نے کہا کہ ہان یہہ تو سچ ہے
کہ دودھ کا جلا چھاچھہ بھی پھونک کر پیتا ہے اور سانپ کا کاٹا ہوا رسی
سے ڈرتا ہے اور بھی مین جانتی ہون کہ کم ہمتی اور خوف سے
ہمیشہ عسرت و فلاکت پیدا ہوتی ہے لیکن اسوقت جو کچھہ مین نے کہا ہے
ہرگز اوس خیال سے جو تم سمجھے ہو نہین کہا ہے مین بخوبی اسکو جانتی
ہون کہ سفر سے کیا فائدے ہوتے ہین اور کس قسم کے نقصانات

پیدا ہوتے ہین اور بخوبی مطلع ہون کہ بدون سعی اور کوشش کے دنیا
بین کسی کو کچھ نہین ملتا او تقدیر سے بلا تدبیر کے ہرگز کوئی کام نہین
بن پڑا اور جو کچھ نصیب مین ہے بے ہاتھ پانؤن ہلائے ہاتھ نہین آتا
مگر ہر کام کے شروع مین عاقل کو چاہیے کہ بخوبی غور وفکر کرلے اور
تب ابتدا کرے یہ تو نادانون اور بیوقوفون کا کام ہے کہ بے سوچے
سمجھے پہلے کسی کام کو کر بیٹھے اور انجام مین ادنے ادنے سی دقتونکی پیش آنے
پر گھبرائے اور ہمت ہارنے لگے بین تحین سے پوچھتی ہون کہ اتنا بڑا
سفر چین کا تھوڑی سی مایہ بضاعت پر تمنے کیا اور خدانخواستہ جو کھم
آئی تو اڑھائی برس کی کمائی تو گئی گذری ہوئی لوگون کے مضحکہ سے
جان چھوڑائی دوبھر ہوئی اور اس تقریر کو ہر ہر پہلو سے مین نے سمجھایا
پر میرے شوہر کے دل بین میری کم ہتی بوجہ تمھاری مفارقت کے
ایسی نقش ہو گئی تھی کہ ہرگز میری صلاح خیال بین نہ لایا لاچار مین نے
کہا کہ بہتر ہے جو مرضی ہو کرو مگر اتنا پھر کہتی ہون کہ جو لوگ چین ہو آئے
ہون اون سے ضرور پہلے مشورہ کرلو قصہ مختصر میرا شوہر اپنے عزم سے
باز نہ آیا بلکہ دو تاجرون سے جو فی الجملہ مالدار تھے شرکت کی اور چین
لیجانے کے لائق مال خرید کرکے مع الخیر روانہ ہو گیا اور میرے گذارے کے
واسطے باغ کی آمدنی کافی تھی غرض کہ تمھاری مفارقت کے رنج کے
سوا غم جدائی شوہر بین مبتلا ہوئی شہر بیگانہ تھا اور کوئی ایسا شناسا
نہ تھا کہ جسپر بھروسا ہوتا اوسپر یہ حادثہ میرا خود خریدار ہوا تھا کہ ویرانے

مین رہنا اختیار کیا تھا تو بھی مین نہ گھبرائی اور اوس ویرانہ کو اس وجہ سے
بلکہ میری مرضی کے موافق مکان صاف وستھرا تھا اور لوازم ضروری سے
آراستہ تھا اور ہر کس وناکس کا گذر وہان ممکن نہ تھا اور بدسلیقہ بیہودہ عورتون
کی آمد ورفت سے حفاظت تھی مین بلا تردد بسر کرتی رہی اور اگر وہ آفتین
جو بعد روانگی میرے شوہر کے مجھپر پڑین کاش وقوع مین نہ آتین تو مین
ہرگز نہ گھبراتی اور ایام جدائی کو خوشی خوشی کاٹ دیتی مگر مصیبت
میرے شوہر کی روانگی کی منتظر ہی تھی اوسکے روانگی کے تیسرے روز
مین بیمار ہوگئی پہلے تو بیوقوفی سے مین نے اوس بیماری کو خفیف سمجھکر
پروا نکی اور یہ ہی سمجھتی رہی کہ اچھی ہوجاؤنگی لیکن یہ میری خام خیالی
تھی کیونکہ جیسے جیسے مین بیماری کو سہتی جاتی تھی ویسے ویسے مرض کو قوت
ہوتی تھی اور عارضہ بڑھتا جاتا تھا آخرکار دو چار نیک بخت عورتین جو
میرے پاس کبھی کبھی آیا کرتی تھین اونھون نے مجھے بیمار جانکر دوائین بتلانی
شروع کین پر مین نے اون کی دواؤن پر اس وجہ سے کہ وہ جاہل
تھین اور دواؤن کے خاصہ اور مزاج سے ناواقف تھین اعتنا نہ کی اور
چاہا کہ کسی طبیب سے رجوع کرون اوسمین یہ مشکل تھی کہ مین کسی طبیب کو
نہ جانتی تھی اور میرے شوہر کے رشتہ دار میرے مکان سے
بہت فاصلہ پر رہتے تھے وہ مجھے غیر کفو کی عورت سمجھکر کمتر آیا جایا
کرتے تھے چنانچہ تین مہینے کامل مجھے گذر گئے اور ضعف کی شدت
ہوئی لاچار مین نے خواجہ نصیر کو جو میرے شوہر کے چچیرے بھائی تھے

رقعہ لکھا وہ فوراً میرے پاس آئے اور میری کیفیت دیکھ کر ناخوش ہوئے
کہ کیوں ان پہلے سے خبر نہ کی اور بجلد ہو کر بڑی مہربانی سے اپنے مکان پر
اوٹھا لیگئے اور ایک مشہور طبیب کو بلاکر میرا حال کہا اور نبض و قارورہ دکھلایا
حکیم صاحب نے تب کہنہ تجویز کی دق کا نام سنتے ہی میرے ہوش جاتے رہے
اور رفتہ رفتہ کو متردد ہوئی غرض معالجہ شروع ہوا مین نے ہرچند چاہا کہ جو کچھ
دوا درمن مین خرچ ہو روز روز دیتی جاؤن پر خواجہ نصیر نے کہا کہ تم عجب
آدمی ہو کہ ہمکو اپنا نہین سمجھتین اور مغائرت کرتی ہو اس تقریر پر کو مین
یگانگت کی سمجھ کے دھوکے مین آگئی اور بیوقوفی سے اصرار نہ کیا
غرض نو مہینے تک میرا علاج ہوتا رہا دسوین مہینے خدا خدا کرکے مجھے
صحت ہوئی مگر باوجود اسکے کہ مین دس مہینے تک خواجہ نصیر کے یہان
رہی اور اپنی شوہر کے کنبہ کی بیبیون کو رات دن دیکھا کی نہ مجھ سے
کسیکو محبت ہوئی اور نہ میرا دل کسی سے ملا مگر ایک بڑی بی جو میرے
شوہر کے خاندان سے نہ تھین الا خواجہ نصیر کے گھر کے قریب رہا کرتی تھین
اور اکثر آیا جایا کرتی تھین اونسے البتہ میری طبیعت مالوف ہوئی اور وجہ
میرے دل نہ ملنے کی تو تم خود جانتے ہو کہ مین بچپنے سے جاہل عورتوں سے
ڈرا کرتی تھی اور اس خوف سے کہ مین کچھ کہون اور وہ کچھ سمجھین بات
تک نہ کرتی تھی اور میرے شوہر کے کنبہ بھر مین ایک عورت بھی حرف شناس
نہ تھی اور بہت کم ایسی تھین کہ جو صاف باطن و حاضر و غائب یکسان ہو کر
مجھسے محبت کرتین ہان خلاف اون کے بڑی بی فہمیدہ اور خداشناس

تھین جب وہ آتین میرے ساتھ لطف و محبت کرتین اور تشفی اور دلاسا
دیا کرتین چنانچہ جیسے ہی مجھے صحت ہوئی مین نے چاہا کہ اپنے گھر کو اوٹھہ
جاؤن اور صحبت ناموافق سے تنہائی مین بسر کرون لیکن خواجہ نصیر نے
مجھے روکا اور کہا کہ ہنوز تمکو طاقت نہین آئی او ضعف باقی ہے ایسا نہو
کہ اپنے گھر جاکر بیمار ہو جاؤ میری شامت مین نے مان لیا اور دوسرا مہینا
میری صحت کو پورا نگذرا تھا کہ آقا طاہر میرے شوہر کا ساتھی جو چین کے
عزم پہ میرے شوہر کے ساتھ روانہ ہوا تھا واپس آیا اور بیان کیا
کہ بوشہر مین پہونچکر مشورہ چین کے جانے کا جو ٹھہرا تھا منسوخ ہو گیا
اور بہ قصد عدن جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جب عدن پہونچے تو میرے
شوہر اور آقا باسط نے ترکستان جانے کا قصد کیا تو مین نے ترکستان کے
جانا دشوار سمجھا اور حساب کتاب کرکے اپنا معاملہ علیحدہ کر لیا وہ دونون
جہاز پر سوار ہو کر چلدی ایک مہینا بھی اونکے روانگی کو نہ گذرا تھا
کہ اوس جہاز کی جسپر وہ دونون سوار ہو کر گئے تھے تباہی کی خبر آئی
آہ آہ یہ خبر مصیبت اثر سنکر مین دیوانی ہو گئی ہوش حواس جاتے رہے
خواجہ نصیر نے میری خاطر کی اور جیسا کہ دنیا کا دستور ہے دلاسا دیا
لیکن کیونکر مجھے چین آتا اور کسطرح صبر کرتی آخرش پھر
بیمار ہو گئی ہر چند موت کی آرزو کی پر نہ آئی دو مہینے کے بعد اچھی ہوئی
اور چاہا کہ اپنے باغ مین جاکر رہون اور جسطرح بن پڑے اپنی زندگی
کاٹون چنانچہ خواجہ نصیر سے مین نے ذکر کیا اوس نے کچھ جواب نہ دیا

تو مین نے خاموشی کو دلیل رضامندی سمجھہ کر چاہا کہ کرایہ دار سے اپنا مکان
خالی کراؤن اور اپنے رہنے کا بدستور بند و بست کرون مگر اوسی روز
اتفاق سے میری مہربان بڑی بی بی حلیمہ آگئین اور مجھہ سے کہا کہ ایسی تمھین
کیا جلدی ہے رنج و غم مین مبتلا ہو یہان آدمی کی صورت دیکھنے ہو
کیون اپنے پانون جنگلے مین جاتی ہو مین نے کہا کہ یہ تو تم سچ کہتی ہو پر
میرے رازقہ کا مدار اوسی باغ پر ہے اور نہین معلوم کہ اس تیرہ مہینے
مین اوسکا کیا حال ہوا ہوگا اور اگر باغ سے کنارہ کرون اور آدمیون مین
رہون تو پیٹ کسطرح پالون بی حلیمہ نے کہا کہ خیر جانا ہے تو پہلے میرے
یہان ہفتہ عشرہ مہمان ہو لو وہین سے اپنے باغ کو چلی جانا اور اس درجہ
کو مجبور ہوئین کہ مین خواجہ نصیر سے اجازت لیکر بی حلیمہ کے یہان
اوٹھہ گئی بی حلیمہ کے لطف و مراعات کا کہان تک شکر کرون اور اونکے
حسن سلیقہ کی کس زبان سے تعریف کرون حقیقت مین وہ ہمہ صفت موصوف
تھین مین نے اونکے گھر پہونچتے ہی اپنے مکان کی کرایہ دار سے کہلا بھیجا
کہ مین اپنے مکان مین آپ رہون گی میرا مکان خالی کردو یہ میرا پیغام
سنتے ہی اوسنے جواب دیا کہ کیسا مکان اور کیسا خالی کرنا مین مالک مکان
ہون یا کرایہ دار ہون یہ جواب سنتے ہی میرے حواس جاتے رہے پھر
سمجھی کہ شاید کرایہ دار دیوانہ ہو گیا ہے مین نے جلدی خواجہ نصیر کو
رقعہ لکھا اوس نے کچھہ جواب نہ دیا اور کچھہ حال بھی نہ کھلا تو لاچار ہو کر مین خود
سوار ہو کر کرایہ دار کے پاس گئی اوس نے مجھے خواجہ نصیر کا دستخطی ہبہ نامہ

دکھلایا اور کہا کہ بی بی ہوش کی دوا کرو مکان بھی بیچو اور مالک بھی بنو
بیسوان دن ہے کہ جو کرایہ دار رہتا تھا اوس کو مین نے مکان و باغ خرید
کرکے اوٹھا دیا بھتیا مین کیا کہون کہ یہ حال سُنکر میرا کیا حال ہوا دم بخود
پچھلے پانؤن پلٹ کے بی حلیمہ کے یہان آئی اور جو سُنا تھا اون سے دوہرایا
وہ بھی متحیر ہوئین اور میرے ساتھ خواجہ نصیر کے پاس آئین اور
دو بدو جو استفسار حال کیا تو اوسنے تیکھے ہوکر کہا کہ آخر معلوم بھی ہو کہ تم
کون ہو ہمارا مال تھا ہمنے بیچ ڈالا اور اسقدر شور و غل مچایا کہ مین ڈر گئی اور
سیدا جہانہ پڑا کہ پھر ایک حرف بھی کہون ٹھنڈی سانسین لیتی پھر بی حلیمہ
کے یہان آئی اور رو کر اونسے کہا کہ اب مین کیا کرون اونھون نے
میری بہت تشفی کی اور کہا کہ سنو بی بی زمانہ مین کوئی کسیکا نہین ہوتا
تمہارے شوہر کو نصیر نے جان لیا کہ دریا مین ڈوب گیا اسواسطے اوسنے
مکان و باغ بیچڈالا تم سمجھ دار ہو کر خدا جانے کیا سمجھتی ہو تمھارے
بنائے اب کچھ بھی نہ بنیگا نہ کوئی جانتا ہے نہ تمھین کسی کو پہچانتی ہو بگڑی
والے کی ہر کوئی سُنیگا قاضی مفتی کو وہ اپنا کرلیوے گا تمھارا لڑنا بھڑنا
ایک نہ چلیگا چاہے کانون کانون مچا کے ارمان نکال لو خواہ صبر کرکے
اپنا معاملہ منتقم حقیقی کے سپرد کردو میرا گھر رہنے کو حاضر ہے
شوق سے رہو اور جہان تک میرے امکان مین ہے خدمت کرنے کو
بھی حاضر ہون کیا کہون بھتیا کیسی مین مایوس ہوئی ہر چند روئی چلائی
پر کچھ حاصل نہوا تمھاری جدائی کے بعد اللہ تعالی نے خواجہ ناصر کو

سرپرست کردیا تھا و شوہر سے بچھڑ کے غیب سے بی حلیمہ میری معاون ہوئین، خواجہ ناصر سے بھی بڑھکر اس راہ سے کہ وہ مرد تھا اور یہ عورت تھین میری دلداری کی نہ تو اوس بیچاری کو ایسی مقدرت تھی کہ میرے کھلانے پہنانے کا بوجھہ اوٹھاتی نہ میری حمیت اسکی مقتضی تھی کہ اپنا بار اوسپر ڈالتی مین نے بی حلیمہ سے کہا کہ میری قوت لایموت کی اب کوئی تدبیر سوچو تا کہ جبتک مین جیون کسیطرح بسر کرون خدا اوس نیک نہاد کو باغ بہشت مین مرتبہ دلوے بہت کچھہ نیک صلاحین مجھے بتلایا کی مگر کوئی تدبیر ایسی نہ نکلی جو مجھے بھی پسند آتی آخر کار پندرہ روز کے بعد مجھسے بی حلیمہ نے کہا کہ سلطانہ بیگم یہان سے تھوڑے فاصلے رہتی ہین اون کو اپنی صاحبزادی کے لیے ایک آتو درکار ہے اگر تم منظور کرو تو مین لے چلون مرتا کیا نہ کرتا مین نے نہایت خوشی سے منظور کیا اور بی حلیمہ کے ساتھ سلطانہ بیگم کے حضور مین حاضر ہوئی میری بابت جو کچھہ کہنا سننا تھا وہ تو بی حلیمہ پہلے کہہ سن چکی تھین مجھے دیکھتے ہی بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ اگر تم میری لڑکی کو پڑھانا منظور کرو تو مین بہت خوش ہونگی مین نے کہا کہ مین بسر وچشم پڑھاونگی مگر مین غریب آدمی ہون اور کبھی آجتک کسی امیر کے گھر مین نہین رہی ہون اسواسطے مجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ مین حضور کے محل سرا مین رہون میری سمجھہ مین یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مین بی حلیمہ کے مکان مین بدستور رہا کرون اور صاحبزادی قدم رنجہ کرکے وہین پڑھا کرین لیکن اسقدر زحمت اگر

آپ پسند نہ کرین تو محل کے قریب کوئی اور مکان تجویز فرمائیے بیگم صاحبہ نے
فرمایا کہ تمکو ہمارے مکان مین رہنے سے کیون انکار ہی مین نے کہا کہ یہ تو مین
عرض کرچکی ہون کہ مین غریب اور سیدہی سادھی بلا تکلف عورت ہون طریقہ
آداب شاہی اچھی طرح نہین جانتی مبادا کوئی حرکت خلاف طبع کسی آپ کے
عزیز کے مجھ سے سرزد ہو تو مجھے نہایت خجالت ہوگی اسکے سواے میرے
لباس کی قطع خلاف وضع خاتونان محل کے ہے اگر مین اپنی وضع کو بدلڈالون
تو مجھے گوارا نہین اور اگر نہ بدلون تو بگلون مین کوے کی طرح رہون
اور ایسی ایسی اور وجہین ہین کہ بعض کو مین بیان کرنا بھی مناسب
نہین جانتی تاہم میرے انکار کی وجہ محض اپنی ہی فائدے کے
نظر سے نہین ہے بلکہ میرے فائدون سے زیادہ حضور کا نفع ہے
آپ یقین جانیے کہ اگر مین محل مین رہکر صاحبزادی کو تعلیم کیا
چاہون تو جسقدر مین دوسرے مکان مین رہکر ایک برس مین تعلیم
کرسکونگی محل مین رہکر اوسیقدر تین برس کے عرصے مین ممکن نہوگی
سبب اسکا یہ ہے کہ محل مین صاحبزادی کا دل پڑہنے کی طرف متوجہ
نہوگا کسیکی باتین سنینگی کسیکے افعال دیکھینگی کبھی کتاب چھوڑ کے آپ
پاس آوینگی کبھی بہن کے پاس دوڑ کے جاوینگی غرض اس قسم کے
بہت سے اسباب بے توجہی کے ہوا کرینگے ایک گھنٹہ کی جگہ تین گھنٹے
کیا سارا دن صرف ہوجائیگا اور سبق یاد نہوگا اسیوقت ملاحظہ کریجیے
کہ کوئی روتا ہے اور کوئی لونڈی کسی لڑکے کو کھلاتی اور بہلاتی ہے

کوئی کسیکو پکارتا ہے صاحبزادی آپ کے پاس بیٹھی ہین مگر بندر کی حرکات
دیکھ رہی ہین فرمائیے کہ ایسے سامان جہان ہر وقت ہون وہان دل لگنا
کیونکر ممکن ہے دل کی توجہ کے واسطے تنہائی ضرور ہے اور محل مین تخلیہ
ہرگز نہین ہوسکتا ہان یہ بات کہ آپ کا مجھپر اطمینان ہونا کہ مین صاحبزادی کو
تعلیم کرونگی یا بگاڑونگی ضرور ہے سو جب آپ نے مجھے اس لائق سمجھ لیا ہے
کہ مین آٹھ پہر محل مین رہکر صاحبزادی کو تعلیم کرون تب تو مین ہر طرح
مطمئن ہون کہ آپ چند گھنٹہ کے لیے میرے پاس جانے اور بیٹھنے مین کچھ
نقصان نہ نکالینگے اور جیسی مین ہون ویسی ہی رہون گی خواہ آپ کے
حضور مین حاضر ہون یا کسی اور گھر مین تاہم آپ اور سمجھ
لیجیے بیگم نے میری باتون کو خوب دل لگا کر سنا اور تھوڑی دیر
سوچا آخر کو فرمایا کہ جو کچھ تمنے کہا مین سمجھی اور کچھ شک نہین ہے
کہ گھر مین لڑکی کی ویسی تربیت ہونا ممکن نہین ہے جیسی تمھارے
گھر مین ہوگی اس لیے کہ وہان تم ہمہ تن لڑکی کے پڑھانے پر
اور لڑکی پڑھنے پر متوجہ رہیگی تم سوچو گی کہ لڑکی کسیطرح
جلدی سبق یاد کرکے رخصت ہو اور وہ بھی دل توڑکے یاد کریگی
کہ کب پڑھ چکون اور گھر جاؤن مگر لڑکی کا واسطہ ہے سُنے
سُنائے آدمی کے سپرد کرنے مین اور بے اپنے آنکھ سے دیکھے اور پرکھے
مجھے اسوقت بس و پیش ہے کچھ مضائقہ نہین مین پھر سمجھ سوچ کے جو مناسب
ہوگا بی حلیمہ سے کہلا بھیجونگی یہ سُنکر مین رخصت ہو کر چلی آئی

پندرہ روز سے زیادہ گذر گئے الا سلطانہ بیگم کا کچھ پیغام نہ آیا تو بی حلیمہ سے
مین نے کہا کہ لو بی ابتو انتظار کی میعاد حد سے زیادہ بڑھ گئی اور بیگم صاحبہ نے
ہان نہین کا کچھ جواب نہین دیا بی حلیمہ نے کہا کہ وجہ تاخیر اور تعویق کی یہ ہے
کہ بیگم صاحبہ کی تو صاحبزادی کی تعلیم و تربیت پر ایسی ہی نظر ہے جیسی عموماً
عورتون کو ہوتی ہے مگر اون کے شوہر فرخ مرزا کو صاحبزادی کی تربیت کا
بہت خیال ہے اور جاہل عورتون کی اکثر وہ حقارت کرتے ہین اور
ہر روز مین سنتی ہون کہ اپنی بی بی سے بحث کیا کرتے ہین کہ اگر میری
موت جلدی آجائگی اور یہ لڑکی پڑھنے لکھنے سے عاری رہجائگی
تو مجھے قبر مین بھی آرام نہ ملیگا اس وجہ سے مجھے یہ امید نہین ہے کہ بیگم صاحبہ
خاموش رہجائین اور یہ بھی مین جانتی ہون کہ ابھی آتو بیگم صاحبہ
تو کیا خود جہان پناہ تمام شہر مین مشعل جلا کے ڈھونڈھین گے تو نملیگی
مجھے بھروسا ہے اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بیگم صاحبہ تمھین ضرور مقرر
کرینگی ہان امیرون کے کاروبار ایسے ہی ہوا کرتے ہین کہ جو کل کرنے کو
کہین تو مہینے گذر جاتے ہین مین نے کہا کہ پھر اون کے کل سے تو معلوم
مجھے کب کل پڑے اس سے بہتر ہے کہ کوئی اور تدبیر کرو مجھے اپنے محلہ
کی بیبیون سے یہ تو امید نہین ہے کہ وہ اپنی صاحبزادیون کو پڑھواوین
اور اگر مین یہ چاہون کہ تعلیم کی خوبیان کسی ہمسائے کی بی بی سے بیان
کرکے پڑھوانے کی تحریک کرون تو ہرگز مفید نہو گی وہ سمجھین گی کہ مین اپنی
غرض سے ایسی صلاح دیتی ہون مگر لڑکون کا پڑھانا تو ہر کوئی ضروری

جانتا ہے تمھاری صلاح ہو تو مین ایک مکتب مقرر کرون اور جو لڑکے
میرے پاس پڑھنے کو آیا کرین اونھین پڑھایا کرون بی حلیمہ نے میرے
اس ارادے کو بہت پسند کیا اور دو چار گھرون مین اونھون نے مذکور کیا
کہ محلے مین مکتب ہوتے ہوئے دوسرے محلون مین بچون کا بھیجنا کیا ضرور ہی
غرض چار ہی پانچ روز مین چھہ سات لڑکے پڑھنے کو آنے لگے اور پانچ
چھہ روپیہ ماہواری کی آمدنی بھی میری ہو گئی مین نے تدبیر کے راست آنیکا
بہت شکر کیا اور اپنے کھانے پینے سے مجھے اطمینان ہوا اور اپنی حاجت سے
زیادہ لالچ کرنا مین نے بیفائدہ سمجھا چنانچہ ایک مہینا میرے اس شغل کو
نہ گذرا تھا کہ ایک ہمسائی نے برسبیل مذکور مجھسے کہا کہ مین اپنی لڑکیون سے
سخت حیران ہون نہ اون کے تیمار کی وجہ سے گھر سے دور جا سکتی نہ کچھہ
مزدوری کرنے پاتی ہون مین نے کہا کہ تم ناحق فکر کرتی ہو اگر اپنی لڑکیونکو
میرے پاس پہونچا جایا کرو تو مین اونکی خبرداری بھی کرونگی اور جہانتک
بن پڑیگا مفت پڑھایا بھی کرونگی اوس ہمسائی کو اس قدر میرا سہارا دینا
بہت غنیمت ہوا بہت سی مجھے دعائین دین اور صبح ہوتے ہی دونون
لڑکیان میرے سپرد کر گئی ہر روز کھانا کھلا کے وہ نیک بخت لڑکیون کو
میرے پاس پہونچا جاتی تھی اور شام کو لیجایا کرتی تھی اور آپ دن بھر
فراغت سے محنت مزدوری مین مصروف رہتی تھی وہ دونون لڑکیان بھی
انتہا درجہ کو ذہین تھین تھوڑے ہی دنون مین لڑکون کے برابر پڑھنے
لگین اور اس وجہ سے کہ لڑکون سے علاوہ ذہن و حافظہ کی قوت کے

عمر مین بھی زیادہ اور سمجھہ دار بھی تھین پڑھنے کا شوق بھی اون کو پیدا ہو گیا
قصہ مختصر دو مہینے مین بارہ لڑکے اور وہ دو لڑکیان میرے مکتب مین
پڑھنے والی ہو گئین ایکروز دوپہر کو مین تو لڑکون کو پڑھا رہی تھی کہ یکبارگی
سلطانہ بیگم تشریف لائین مین نے اوٹھکر ادب و تعظیم سے سلام کیا
اور بہت کچھہ عذر کیا کہ میرا مکان اس قابل نہین ہے کہ مین آپ کے
بیٹھنے کے واسطے سوائے اپنی آنکھون کے اور کوئی جگہہ تجویز کرون پر
افسوس ہے کہ مین اپنی آنکھون کو بھی اس لائق نہین پاتی کہ حضور کو
بیٹھنے کی تکلیف دون مگر ہان اس نظر سے کہ مجھے بھی اپنے مرتبہ اور توقیر سے
آپ عزت دار بنانے مین دریغ نفرماوین تو کرم فرماوین بیگم صاحبہ نے
فرمایا کہ نہین تم کچھہ تکلیف نکرو جہان تم بیٹھتی ہو مین عزت سمجھکر بیٹھونگی
مین تو خاص کر تمھین سے ملنے کو آئی ہون اور بیٹھہ گئین تو مین نے
عزت بخشی اور تشریف آوری کا بہت کچھہ شکر کیا ہمسایہ کی عورتون نے
جو سلطانہ بیگم کی تشریف آوری کی خبر سُنی دیکھنے کو دوڑین اور اون کو
تماشہ بناکر گھیر لیا مین نے چاہا کہ اون بیہودہ عورتون کو روکون مگر
بیگم صاحبہ نے مجھے اشارہ کیا کہ کچھہ مزاحمت نکرو اور خود نہایت ہی
بے تکلفی سے بات چیت کرنے لگین اور ہر قسم کی باتین شروع کردین مین
سمجھی کہ بیگم صاحبہ کی یہ بے تکلفی خالی از مطلب نہین ہے بلکہ اس اچانک
تشریف لانے سے یہ غرض ہے کہ میری چال چلن اور راہ رو یہ کو جانچین
اور ہمسایون سے باتون ہی باتون مین تحقیق کرین چنانچہ

مین نے بھی مہلت دی اور لڑکون کے پڑھانے مین مصروف ہوئی اودھر
بیگم صاحبہ کبھی تو عورتون سے باتین کرتی تھین اور کبھی میرا پڑھانا سُنتی تھی
آخرش جب مین نے لڑکون کو چھٹی دی تو مجھسے بھی لطف و عنایت کی
باتین کرتی رہین اور میری لکھی ہوئی چند دعائیں اور ایک میری بیاض
جسمین مین نے ضروری اعمال عبادت اپنی یادداشت کے طور پر
لکھ رکھے تھے مجھسے دیکھنے کو لے لی اور شام کے قریب رخصت ہو کر
تشریف لے گئین مین نے جو وجہ تشریف آوری بیگم صاحبہ سمجھی تھی اپنے
دل ہی مین رکھی اور کسی سے ذکر نہ کیا اور خوب ہوا کہ مین نے بی حلیمہ سے
بھی نہین کہا تھا اسواسطے کہ ایک مہینا اون کی تشریف آوری کو گذر گیا
اور باوجودیکہ بی حلیمہ اوس عرصہ مین متواتر اونکے پاس گئین مگر مجھسے
مذکور بھی میرا بیگم صاحبہ نے نہین کیا یہان تک کہ مین نے اوس خیال کو
اپنے دلسے بھی بھلا دیا مگر دو مہینے بعد ایکروز مین شام کو مکتب برخاست
کرکے بیٹھی تھی کہ پھر بیگم صاحبہ مع صاحبزادی کے یکایک تشریف لائین
اور اوس دن مجھسے بہت سی باتین کین اور تشریف لے گئین

باب ہشتم

تیسرے روز بعد اونکی تشریف آوری کے بی حلیمہ جو بیگم صاحبہ کے پاس گئین
تو رخصت ہوتے وقت بیگم صاحبہ نے بی حلیمہ سے کہا کہ اب جو آنا تو اپنی
آقوجی کو بھی ساتھ لینا یعنی آتا بی حلیمہ نے پلٹ کر مجھسے ذکر کیا

مین نے کہا کہ مین حاضر ہون جب فرماؤ گی چلونگی چنانچہ جمعہ کے روز مین بی حلیمہ کے ساتھ بیگم صاحبہ کے پاس گئی تو اونھون نے فرمایا کہ تم یقین ہے کہ سمجھی ہوگی کہ مین دو مرتبہ تمھارے یہان کیون گئی آئی مین نے دست بستہ عرض کی کہ مین تو یہ ہی سمجھی ہون کہ میری اعزاز افزائی اور ذرہ نوازی کی وجہ سے آپ نے مجھے سرفراز فرمایا اور دل کی بات جو کچھہ ہو واقعی اوسکو مین توکیا سوائے اللہ تعالٰے کے اور کوئی نہین جانتا ہنسکر بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ مین نے مقدور بھر تمھارے حالات دریافت کیے اور جس نے ذکر کیا اوس نے تمکو سراہا تو بھی خاطر خواہ مجکو اطمینان نہ ہوا اسواسطے تمھارے راہ روِیہ کے دیکھنے کو تمھارے یہان گئی تاکہ تمھارے یہان کے آنے جانے والون کو اپنے آنکھہ سے دیکھون الحمدللہ کہ جیسا مینے تمھارا حال سناتھا اوس سے زیادہ تمکو پایا اور ہر طرح میری دلجمعی ہوگئی اور مکان بھی مین نے اپنے محلّے کے قریب تمھاری فرمایش کے موافق بہم پہونچایا اب کہو کہ تمکو کچھہ اور عذر محبوبہ بیگم کی تعلیم مین باقی ہے مینے عرض کیا کہ آپ نے جو کچھہ میرے حال کی تحقیقات فرمائی اس سے مین نہایت خوش ہوئی اور امیدوار ہون کہ ایسی ہی شفقت بزرگانہ میرے حال پر مبذول رہے اور میرے چال وچلن کی نگرانی مین خاطر مبارک مصروف رہے اور جو نقصان میرے طریق روش مین پایا جاوے اوس سے آپ ضرور مجھے متنبہ فرماوین اور تعلیم محبوبہ بیگم کے واسطے مین دل وجان سے حاضر ہون لیکن مجھے افسوس ہے کہ مین نے آپ کے مطلب کو نہ سمجھا اور

جلدی کرکے جیسا آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے مکتب جاری کرکے اپنے کو
پھنسا دیا اب اگر مین اپنے مکان کو چھوڑکے حضور کے محل کے قریب
اوٹھ آؤن تو اپنے مکتب کے لڑکون کے مان باپ کو جنھون نے میرے
بھروسے پردو سرے مکتبون سے اپنے لڑکون کو اوٹھاکے میرے سپرد
کیا ہے کیا جواب دونگی اور کس منھ سے کہونگی کہ وہ غیر محلے مین اپنے
چھوٹے چھوٹے بچون کو بھجوایا کرین اگر حضور مجھپر مہربانی فرماوین اور میرے
مکتب کے لڑکون کی صغرسنی اور محتاجی پر رحم فرماکر بی حلیمہ ہی کے مکان
مین خواہ اون کے مکان کے قریب کوئی مکان تجویز فرماوین تو مین اپنے
شاگردون کے والدین سے بھی سرخ رو رہونگی اور محبوبہ بیگم کی تعلیم کو
اپنی سعادت دارین جانونگی حضور میرے التماس پر پھر غور فرماوین
خدا کے فضل وکرم سے سرکار مین ہر قسم کی سواریان موجود ہین محبوبہ بیگم
کے آنے جانے کے لیے کسی سامان جدید کی حاجت نہو گی خلاف غربا کے
لڑکون کے کہ اون کو دوسرے محلے مین آنا جانا بہت دشوار ہوگا خصوصًا
میری اون دونون شاگرد لڑکیون کو جوکسیطرح نہ پہونچ سکینگی بیگم صاحبہ نے
یہ سنکر فرمایا کہ خیر اسکا جواب مین ابھی نہین دے سکتی مگر جلد سوچ سمجھکر
جو مناسب ہوگا کہونگی چنانچہ مین چلی آئی بی حلیمہ نے مجھسے کہا کہ تم ناحق
اولجھتی ہو اور ایسی بڑی سرکار کو کھوتی ہو مین نے کہا کہ حقیقت مین تم
جو کچھہ فرماتی ہو سچ ہے مگر یقین جانو کہ اگر مین لالچ کرکے ان لڑکونکو
جنکی تعلیم کا مین معاہدہ کرچکی ہون چھوڑدون تو جھوٹی اور دغاباز مشہور

ہو جاؤنگی اور آیندہ کو میرے اعتماد و اعتبار مین بڑا فرق آجائے گا
امرا کا مزاج کبھی کچھہ ہوتا ہے کبھی کچھہ آج صاحبزادی کے تعلیم کی دھن ہے
اگر کل نرہی تو مین کہین کی بھی نہولی مجھے تو آخر غربا ہی مین رہنا ہی تھوڑیکو
چھوڑ کر بڑے کا لالچ کر بیٹھون اور آگے چلکر نہ بنے تو پھر سواے خفت
اور ندامت کے اور کیا ملیگا بی حلیمہ نے کہا کہ شاباش مین نے حقیقت
مین غلطی کی تھی دو روز اس معاملہ پر بھی گذرے اور مین نے بی حلیمہ سے
کہا کہ امرا مین جلدی بھی ہوتے ہوتے مہینے گذر جاتے ہین دیکھو اگر مین
لالچ مین آجاتی تو شرمندہ ہوتی یہ باتین ہوتی ہین تھین کہ بیگم صاحبہ کی
خواص آئی اور کہا کہ بیگم صاحبہ نے بلایا ہے مین فوراً اوسکے ساتھ چلی گئی
بیگم صاحبہ نے مجھے دیکھکر کہا کہ لو صاحب تمھاری ہی مرضی ہمنے رکھی اور
تمھارے ہی محلہ مین ایک مکان کرایہ پر لیا و فرش فروش سامان ضروری کا
بھی اہتمام کر دیا دب کہو اور کوئی عذر باقی ہے مین نے کہا کہ یہ آپ کی
پرورش تھی کہ میری آبرو غربا مین رکھہ لی اور اون سے آپ نے
مجھی شرمندہ ہونے دیا مجھے اب کچھہ عذر نہین ہے خدا آپ کو سلامت باکرامت
رکھی اور محبوبہ بیگم کو صاحب علم و لیاقت کرے الغرض بیگم صاحبہ نے
تیس روپیہ میرا مشاہرہ مقرر کیا دوسرے روز مین مکان مجوزۂ بیگم صاحبہ
مین اوٹھہ آئی اور ایک اچھے کمرے کو مکتب قرار دیا میرے شاگرد
بچون مین کوئی بھی پانچ برس سے زائد عمر کا نہ تھا اسواسطے محبوبہ بیگم کو
او نمین بیٹھنے اور پڑھنے مین کچھہ تکلف نہ تھا اور مجھے بھی کچھہ تردد

نکرنا پڑا چنانچہ دوسرے دن محبوبہ بیگم آئین اور خیر سے وہ بارہ برس کی
ہو چکی تھین اور امرا کی لڑکیون کی شوخی اور غرور اور نامعقولیت کو تم خوب
جانتے ہوگے روز پیدایش سے لاڑ پیار مین رہتی ہین اور اناکھلائی
لونڈی باندی خوشامد کرکے ہٹی اور ضدی کرکے بگاڑ دیتی ہین چنانچہ
اسی قسم کی برائیان محبوبہ بیگم مین بھی موجود تھین کیا کہون کہ اون خرابیون
کے نکالنے مین جو بارہ برس مین جمع ہوئی تھین مجھے کیسی دقت اوٹھانی
پڑی مگر الحمد للہ کہ چند ہی روز مین مین نے محبوبہ بیگم کو سمجھا بجھا کر
اپنی راہ پر لگایا اور کہان تک تک تک کر تمھارا دماغ پریشان کرون
مختصر یہ ہے کہ گو مین صرف لکھانے پڑھانے کے لیے نامزد ہوئی تھی
مگر مین نے سینا پرونا پکانا اور ہر قسم کے ہنر جو امرا کی لڑکیان نہین جانتی
بلکہ جنکے سیکھنے اور کرنے کو عار سمجھتی ہین ایسی خوبصورتی اور دلجوئی
وخاطرداری سے سکھانے شروع کیے کہ محبوبہ بیگم کو میرے پاس سے
اوٹھنا اور اپنے گھر جانا ناگوار ہونے لگا ادہر اودہر رفتہ رفتہ جن لڑکون کی
عمرین پانچ برس سے زیادہ ہوتی گئین مین نے اونکے مان باپ کو سمجھایا
کہ اب لڑکون کے مدرسے مین ان بچون کو بھجوانا مناسب ہے چنانچہ
اسطرح اونکو اپنے مکتب سے جدا کیا اور نئے لڑکون کا تعلیم مین لینا
مین نے محبوبہ بیگم کے آتے ہی چھوڑ دیا تھا چنانچہ تیسرے برس
صرف دو لڑکیان اور محبوبہ بیگم میرے پاس رہگئین اور اون لڑکیون کی
تعلیم سے مجھے محبوبہ بیگم کی تعلیم کرنے مین یہ فائدہ ہوا کہ جو کچھ مین اون کو سکھاتی تھی

محبوبہ بیگم خود شوق کرکے سیکھتی تھی غرض تین برس مین محبوبہ بیگم کی
حالت بالکل بدل گئی معلوم ہی نہین ہوتا تھا کہ وہ کسی امیر کی لڑکی ہے
شائستگی و تہذیب انتہا کو آگئی کبر و نخوت تکبر جاتا رہا ہمجولیون مین کوئی
بھی اوسکے سلیقہ کے مقابلہ مین نہ نکلی تب تو فرخ مرزا اپنی بیٹی یعنے
محبوبہ بیگم کی تعلیم سے انتہا کو محظوظ ہوئے اور شاہزادون کی طرح اوسکو
پڑھتے لکھتے دیکھکر ایسے خوش ہوئے کہ بلا میری درخواست کے پچاس روپیہ
میرا مشاہرہ کردیا اوس روز مین نے محبوبہ بیگم سے سنا کہ سلطانہ بیگم تو
میرے عذرات سے مایوس ہوگئین تھین اور اون کو کسی طرح پسند نہین تھا
کہ محبوبہ بیگم محل سے باہر پڑھنے کو جایا کرے مگر فرخ مرزا نے جب میری
وصلیان اور بیاض جو سلطانہ بیگم لیگئین تھین دیکھین تو سلطانہ بیگم سے
کہا کہ سنو جی عورتون مین تو کیا مردون مین بھی ایسا لائق معلم نہ ملیگا تم
ناحق کی ضد سے باز آؤ اور محبوبہ بیگم کے بھجوانے مین ہرگز تامل نہ کرو
تب لاچار ہوکر سلطانہ بیگم نے اپنے خیال فاسد کو بدل دیا یہ سنکر کہ فرخ مرزا
قدردان علم ہے عموماً اور اپنے اضافہ مشاہرہ پر خصوصاً مین نے کروڑون
شکر درگاہ جناب باری مین ادا کیے اور زیادہ تر سعی کرکے مین نے عرب
اور فارس کی تواریخ محبوبہ بیگم کو پڑھانا شروع کی اور خاص کر مسلمانون کی
تواریخ کے مقامات زبانی یاد کرائے اور اکثر مین نے سنا کہ فرخ مرزا نے
محبوبہ بیگم سے اونکو سنا اور نہایت خوش ہوا اور اکثر اپنے ہم زلف بابر مرزا
سے جو جہان پناہ کے سالے ہین میری طریقہ تعلیم کی تعریف کی اور سلطانہ بیگم نے

بھی اپنی بہن یعنی بابر مرزا کی بی بی سے میرے طریقۂ تعلیم و تربیت کی انتہا درجہ کو مدح کر کے اونکو بھی ترغیب دی کہ اپنی صاحبزادی کو بھی میرے سپرد کرین مگر اونھون نے اپنی لڑکی کو اس عذر سے کہ وہ صرف سات برس کی تھی اور مکان بھی اونکا میرے مکتب سے فاصلے پر تھا میرے پاس مکتب مین بھجوانا پسند نکیا اور ایکروز سلطانہ بیگم سے اصرار کر کے مجھے بلوایا اور فرمایا کہ بہن نے تمھاری اس درجہ کو تعریف و توصیف کی ہے اور محبوبہ بیگم کی جسطرح تمنے تعلیم کی وہ تو ظاہر ہے اور مین اپنی آنکھون سے دیکھتی ہون اسلیے مین چاہتی ہون کہ عزیزہ بیگم کو بھی تم ہی تعلیم کرو مگر یہ ممکن نہین ہے کہ مین سات برس کی لڑکی کو دو کوس کے فاصلے پر بھجوایا کرون جسطرح ہو تم یا تو میرے مکان مین اوٹھہ آؤ یا میرے مکان کے پاس رہنا منظور کرو مین نے عرض کیا کہ مین محل مین تو کسیطرح نہین رہ سکتی مگر اسکا مضائقہ نہین ہے کہ حضور کوئی مکان اپنی دولت سرا کے قریب تجویز کردین چنانچہ اس مکان کو زینت آرا بیگم نے تجویز کیا مین نے اپنی شاگرد لڑکیون کی مان سے کہا کہ مین اب فاصلہ پر اس محلہ سے اوٹھکر جاتی ہون اور روز روز آنا جانا تمھاری لڑکیونکا دشوار ہے اگر منظور کرو تو مین اپنے ساتھہ رکھکر پڑھایا کرون اور اگر مفارقت گوارا نہو تو خیر جو مرضی تمھاری ہو بندوبست کرو اوس نیک بخت نے جو دیکھا کہ مفت کی تعلیم و تربیت علاوہ کھانے پہننے کے ہاتھہ آتی ہے اور لڑکیون کا میرے ساتھہ رہنا منظور کیا اور خود بھی میرے ساتھہ لڑکیون کو لیکر اوٹھہ آئی ۔

اس طور سے مین عزیزہ بیگم اور سعید مرزا کی تعلیم پر مامور ہوئی اور علاوہ
اون پچاس روپئے مہینے کے جو سلطانہ بیگم عنایت کرتی تھین پچاس روپیہ
زینت آرا بیگم نے بھی میرے مقرر کر دیے عزیزہ بیگم اور سعید مرزا کا تعلیم
کرنا ویسا دشوار نہ تھا جیسا کہ محبوبہ بیگم کا تھا اسلیے کہ عزیزہ بیگم کی عمر
صرف سات برس کی تھی اور سعید مرزا پورے پانچ برس کا بھی نہ تھا ہنوز کچھ
خرابی و ابتری مزاج مین نہین آئی تھی کہ سپرد میرے ہوئے تھے
پھر کیف دل و جان سے اونکی تعلیم مین بھی مین ساعی ہوئی پانچوین برس
محبوبہ بیگم ہر طرح سے لائق ہوئین اور پڑھنا اونھون نے موقوف کیا بلکہ
اوسی سال خیر سے اونکی شادی ہوئی تو سلطانہ بیگم نے علاوہ خلعت کے
ہزار روپیہ مجھے انعام دیے اور محبوبہ بیگم میکے و سسرال مین اسم بامسمی ہوگئین
اور میری محنت ٹھکانے لگی اونکے بعد صرف عزیزہ بیگم اور سعید مرزا کی تربیت
میرے ذمہ تھی یہ دونون بچے ایسے مجھسے مانوس ہوگئے کہ مان کے پاس
مجھے چھوڑ کے مشکل سے جاتے تھے اور اس وجہ سے بیشتر زینت آرا بیگم
بھی میرے پاس چلی آتی تھین اور گھڑیون بیٹھا کرتی تھین اور مجھے دلجوئی
اور خاطر داری لڑکون کی کرتے ہوئے دیکھ کر کہتی تھین کہ تمھاری محبت
مین عجیب اثر ہے کہ لڑکے تمھارا ہی دم بھرتے ہین اور کثرت سے جو وہ
میرے پاس آیا کین اور مین نے خلاف اور بیگمات کے نہایت کریمہ
و رحیمہ و مجسم اخلاق دیکھا اور تلون مزاجی کا اثر نہ پایا تو سوا اسکے
کہ وہ میری مالک اور خداوند نعمت تھین محبت و عقیدت خاص بھی

مجھسے ہوگئی اور مین بھی اکثر اونکی دولت سرا مین جانے لگی دو برس جو اسطرح گذرے تو زینت آرابیگم کے الطاف وعنایت کا سبب سے حال پر اس قدر وفور ہوا کہ وہ سارے برتاو جو وے اپنی حقیقی بہن سلطانہ بیگم سے کرتی تھین مجھسے بھی کرنے لگین مگر قضا و قدر تیسرے سال زینت آرابیگم ایسی بیمار ہوئین کہ امید زندگی کی جاتی رہی اور نوبت اسکی آئی کہ انھون نے اپنے شوہر بابر مرزا سے وصیت کی اور قسم لیکر عہد کرایا کہ جبتک عزیزہ بیگم وسعید مرزا جوان ہوکر پروان نہ چڑھین سب اونکی ساری جایداد کے سب میرے سپرد رہین اور کسیطرح مجھسے جدا نہون تاکہ ان کے اور محل کسی قسم کی بدسلوکی لڑکون سے نکرنے پاوین وجب بابر مرزا نے خوشی سے منظور کرلیا تب یہ حال زینت آرابیگم نے مجھسے فرمایا مین نے کہا کہ غور فرمائیے کہ مین غیر کف ایک غریب آدمی ہون مجھسے کیونکر ممکن ہے کہ مین آپکی جایداد کا اہتمام لون اول تو ایسا سلیقہ نہین کہ ہزارون روپیہ کے اسباب کی حفاظت کرسکون دوسرے سارے آپکی خاندان کی بیگمات میری دشمن ہوجائینگی ٭ تیسرے مین ایک مسافر ہون میرے شوہر کا پتہ نہین واللہ اعلم کیا اتفاق ہو مگر زینت آرابیگم نے ایسی منت و لجاجت کی کہ مین رونے لگی اور مجھسے ہرگز انکار نہوسکا افسوس کہ اس بات چیت کے چوتھے روز بیچاری جوانا موت مرگئین بابر مرزا نے حسب وصیت لڑکون کو میرے سپرد کیا اور سارے اسباب نقد وجنس کا تعلیقہ کرکے

ایک فہرست بنائی اور کل جایداد میرے حوالہ کی اور علاوہ اخراجات پرورش
صاحبزادون اور لونڈی غلامون و خواجہ سراؤن و نوکر چاکر شاگرد پیشہ و دواب
کے جو آٹھہ سو روپیہ مہینا سے کم نہین تھے ڈیڑھ سو روپیہ مسیدا ذاتی
مشاہرہ مقرر کیا اور سارا بوجھہ میرے سر پر ڈال دیا لاچار علاوہ تعلیم
و تربیت عزیزہ بیگم کے چار ناچار ہر قسم کا اہتمام مجھے کرنا پڑا سعید مرزا
کی تعلیم کے واسطے پہلے تو ایک مدرس لائق مین نے مقرر کیا و چند روز کے بعد
مدرسے مین بھجوایا اور جسطور سے زینت آرا بیگم کو مطبوع و مرغوب تھا
مین نے بندوبست کر کے عمل کیا و جب اونکے مرنے کے تیسرے مہینے
عید آئی تو مین حسب دستور و مراسم مقررہ عزیزہ بیگم و سعید مرزا کو لیکر
اونکی پھوپھی جناب عالیہ متعالیہ بادشاہ بیگم کے حضور مین حاضر ہوئی اوس سے
پہلے مین کبھی ملکہ کی خدمت مین حاضر نہوئی تھی نہ ملکہ نے مجھے دیکھا تھا
بہر کیف جیسا سنا تھا لڑکون کو پیش کیا اور مجرا کرایا ملکہ نے لڑکون کو پیار کیا
اور باتین کرنی شروع کی تھین کہ ایک بی بی نے مضطربانہ آکر جھک کر
ملکہ کے کان مین کچھہ کہا سنتے ہی ملکہ متردد خاطر و منتشر الحواس
ہوگئین کبھی کچھہ سوچکر اوٹھہ کھڑی ہوتی تھین اور کبھی سر پکڑ کے
بیٹھہ جاتی تھین اور اوسی بی بی کے کان مین کچھہ کہتی تھین
یہ حال دیکھہ کر مین بھی اپنے دلمین پریشان ہوئی کہ ایسا کیا ماجرا ہے
کہ جس سے اسقدر ملکہ کو تردد لاحق ہوا ہے ہر چند مین نے ٹالا کہ مجھے کیا
مطلب ہے کہ درپے تفتیش ہون لیکن مجھہ سے ضبط نہو سکا آخرش

مین نے کہا کہ گو گستاخی ہوتی ہے اور میرا رتبہ اس لائق نہین ہے کہ مین
آپ کے تردد و فکر کی وجہ کو دریافت کرون مگر چونکہ نمکخوار ہون مجھسے
آپ کے خاطر کی پریشانی دیکھی نہین جاتی ملکہ نے فرمایا کہ جہان پناہ اسوقت
زینت محل مین ہین اور ایک راز یہ مجھے اونھین مطلع کرنا ضرور ہے
لیکن وہ ایسا بھید ہے کہ نہ تو مین اوسکو کسی سے کہہ سکتی ہون نہ بے
کہے چارہ دیکھتی ہون ہرچند مجھے بھروسا ہے کہ مین بادشاہ کو صرف
بلا بھیجون تو وہ فی الفور چلے آوین لیکن یہ امر بعید از تہذیب آداب
سلطنت ہے یہ سنکر مین نے التماس کیا کہ یہ تو کچھہ ایسا بھاری
امر نہین ہے کہ جسکے سبب آپ ایسا تردد کرین جو کچھہ آپ کو فرمانا ہے
ایک کاغذ پر لکھیے و لفافہ مین رکھکر سربمہر فرمائیے اور خواص کو حوالہ کیجیے
کہ جلدی جاکر جہان پناہ کے ہاتھہ مین لفافہ دیدے زبان سے کہنا و قلم
سے لکھنا برابر ہے ملکہ نے کہا یہ تو سچ ہے پر مین یہ بھی تو مناسب
نہین جانتی کہ کسی تیسرے کو بھی اوس راز سے آگاہ کرکے امید امانت
کی رکھون اس جواب سے مجھے ثابت ہوا کہ ملکہ کو خود لکھنا نہین آتا
متاسف ہوکر پھر جرات کرکے مین نے کہا کہ اگر حضور مجھپر بھروسا کرین
اور وہ مطلب بھی ایسا ہو کہ مجھپر ظاہر کرنے مین قباحت نہو تو مجھے
فرمائیے مین لکھدون ملکہ متعجب ہوکر پوچھنے لگین کہ کیا تم لکھنا بھی جانتی ہو
مین نے عرض کی کہ ہان کسیقدر تو لکھہ لیتی ہون قصہ مختصر تخلیہ مین دوات
قلم منگوا کر ملکہ نے مجھسے کہا کہ مین اسوقت شناسے

کہ زینت محل مین کسی بدذات کی شرارت سے کھانے مین زہر ملا یا گیا ہے
اور جہان پناہ کا قصد ہے کہ آج خاصہ وہین تناول فرماوین اسواسطے
مین چاہتی ہون کہ جہان پناہ کو اطلاع دون مگر یہ بھی ڈرتی ہون کہ شاید
یہ خبر دراصل غلط ہو یا میری زبان سے نکلکر اور کانون مین پہونچے اور
کھانا تبدیل ہوجاوے تو علاوہ فتنہ اور فساد کے میری بڑی
رسوائی ہوگی اور خاموش بھی نہین رہا جاتا اسلیے کہ جان بوجھکے
اگر مین چپ رہون اور زہر آلود کھانا کھاکر خدانخواستہ جہان پناہ کے
دشمنون کا حال دگرگون ہوجاوے تو مین بھی خون ناحق مین شریک
ہونگی اور دنیا مین اپنی زندگی کو تلخ کرونگی اور عقبے مین معذب ہونگی
مہربانی کرکے تم اس مضمون کو لکھکر میری طرف سے یہ صلاح درج فرما کر
کہ جو کھانا چنا گیا ہو کسی بہانہ سے یہان اٹھوا لاؤ اور ہرگز روسنے کھاؤ
پس اگر کھانا زہر آلود ہے تو خود بخود معلوم ہوجائیگا مین نے فوراً اس
مضمون کو لکھا اور ملکہ سے عرض کی کہ اپنے راز کا مخفی رہنا صرف اوس
عرصہ تک ضرور ہے کہ جہان پناہ یہان تشریف لاکر کھانے کو ملاحظہ
فرماوین تو مین اوسوقت تک آپ کے حضور مین حاضر ہون ملکہ نے
فرمایا کہ ہان سچ کہتی ہو غرض لفافہ کو مین نے بند کیا اور مہر لگاکر ملکہ کے
حوالہ کیا ملکہ نے ایک چالاک خواص کو دے کر دوڑایا وہ عین اوسوقت
پہونچی کہ کھانا دسترخوان پر آچکا تھا اور بادشاہ ہاتھ تناول خاصہ کے
لیے دھورہا تھا بے وقت جو اوس خواص کو خط لاتے ہوئے جہان پناہ نے

دیکھا سراسیمہ ہوکر لفافہ لے لیا اور فوراً چاک کرکے رقعہ کو پڑھا اور بساختہ
آہ کرکے اُٹھ کھڑا ہُوا اور فرمایا کہ ایسی پراگندگی خاطر ملکہ کو لاحق ہوئی ہے
کہ جبتک مین اونکے مزاج کی اصلاح نکرلون کھاتا نہین کھاسکتا خیر کھانا
ادھا تو وہین اس کھانے کو کھاؤنگا اور اپنے روبرو کھانے کو خوان مین
لگاکر کسنون سے کسوایا اور اپنی مہر لگاکر کھانا ملکہ کے محل کو روانہ کیا
اور زینت محل کو بھی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا لیکن بادشاہ کو ہرگز اوس
خبر پر یقین نہ آیا ملکہ جانا کہ کسی فسادی نے ملکہ کو جھوٹی خبر دی ہوگی
یا سوتیاڈاہ کا کچھ فتور ہوگا غرض وہ خواص پھر دوڑی آئی کہ حضور
تشریف لاتے ہین تو مین نے ملکہ سے رخصت چاہی ملکہ نے وفور نوازش سے
کلمات عنایت فرمائے اور مجھے گھر آنے کی اجازت دی میرے آنیکے
بعد جہان پناہ نے محل مین آکر کھانے کو آزمایا اور زہر آلود پاکر بیگم کا
نہایت شکر گذار ہوا اور ہر ایک شریر وظالم کو جو زہر ملانے مین شریک تھے
کیفر کردار کو پہونچایا بعد رفع غیظ وغضب ملکہ سے پوچھا کہ اور تو جو
ہُوا سو ہُوا بھلا تمھارا رقعہ کسنے تحریر کیا تھا بیگم نے میرا نام بتلایا
تب تو بادشاہ کو اپنے معاملہ سے زیادہ میرے لکھنے پڑھنے پر تحیر ہوا
اور میرے بلانے کو ملکہ سے کہا چنانچہ رقعہ مذکور کے تحریر کے آٹھوین روز
خواص میرے بلانے کو آئی مین کیا کہون کہ جسوقت مین نے اوس
خواص سے سُنا کہ بادشاہ نے مجھے بلایا ہے میری کیا حالت ہوئی اپنی
حرکت ناشائستہ پر سیکڑون نفرین کرتی تھی کہ بھلا تجھے کیا پڑی تھی

جولینا نہ دنیا رقعہ لکھنے بیٹھی اور سر پکڑ کر سوچتی تھی کہ جاؤن یا نجاؤن
آخر ایسے شخص کے روبرو جسکے اوسنے حکم سے سارا ملک تباہ
ہوسکتا ہے جانے کا ہیاؤ مجھے نہوا لاچار مین نے ملکہ کے نام
ایک رقعہ لکھا کہ موافق قواعد اسلام کے آپ پر ظاہر ہے کہ بعد تزویج کے
زوجہ کو اختیار نہین رہتا کہ کسی اجنبی مرد کے روبرو جاوے لہذا مین
بدون استرضا اپنے شوہر کے حاضری سے معذور ہون و میرا شوہر تو
بالفعل مفقود الخبر ہے اور حصول اجازت کی کوئی سبیل نہین ہے
اسواسطے امیدوار ہون کہ میری جرات انکار کا قصور معاف ہو
اور جہان پناہ سے حضور ایسی سفارش کرین کہ میرے طلب فرمانیمین کدنہ
فرماوین اور یہ بھی عرض کر دین کہ رقعہ کا مضمون جو مین نے حضور کے
ایما کے موافق لکھا تھا مین گھبراہٹ مین بلاسوچے سمجھے جلدی و سراسری
مین لکھدیا تھا اگر کوئی حرف یا نقطہ خلاف شان خسروی واقع ہوا ہو تو
حضور درگذر فرماوین ادھر تو رقعہ دیکر مین نے خواص کو رخصت
کیا ادھر مین نے اپنی خداوندنعمت بابر مرزا کو ایک عرلضیہ لکھا اور
اوسمین ساری کیفیت درج کرکے بمنت عرض کی کہ حضور ایسی تدبیر
فرماوین کہ مین ذلت احضار سے بچون اور مجنون مین رسوا نہون
خدا بابر مرزا کا بھلا کرے کہ اوسی وقت وہ سوار ہوے اور بادشاہ
سے جاکر میری کیفیت بیان کی بادشاہ نے فرمایا کہ میری
غرض بلانے سے سوا اسکے کچھہ نہ تھی کہ مین لیاقت و قابلیت راقمہ

رقعہ پر آگاہی پاؤن اور دریافت کرون کہ سلیقہ انشا پردازی کہان
حاصل کیا بابر مرزا نے کہا کہ اگر آپ کو صرف انکشاف لیاقت ہی
منظور ہے تو اوسکے شاگردون کا امتحان لیجیے اور جو کچھہ پوچھنا ہے
اونسے پوچھیے بادشاہ نے نہایت مسرور ہوکر منظور کیا دوسرے روز
بابر مرزا نے دپٹی ایک خواص کے معرفت بادشاہ کی تقریر کہلا بھیجی
خواص نے آکر مجھہ سے کہا کہ تم بھی عجیب چیز ہو کہ ذرا سی باتمین
گھبرا گئیں اور موافق اپنے خیالات کے اوسنے میرے بادشاہ کے
حضور مین نہ جانے کی بابت نفرین کی مگر مین نے نافہم جانکر مباحثہ کرنا
مناسب نہ جانا بلکہ یہ کہکر کہ مرزا صاحب کے حضور مین میری
جانب سے شکر گذاری کرکے عرض کرنا کہ موافق ارشاد کے مین دونون
لڑکیون کو بھیجدونگی مجھسے جواب لیکر وہ خواص تو چلی گئی مین نے
خدا کی درگاہ مین بہت شکر کیا اور انتہا درجہ کو مسرور ہوئی کہ سوائی
حضوری بادشاہ سے بچی اور پھر اپنے شاگرد لڑکیون کے ماں سے
پوچھا کہو جی اب تم کیا کہتی ہو اگر منظور ہو تو مین ان لڑکیون کو
عزیزہ بیگم کے ساتھہ جہان پناہ کے حضور مین بھیجدون اوس نے
نہایت خوش ہوکر کہا کہ ضرور بھجوا دیجیے رات ہی کو مین نے اون
دونون کے واسطے عمدہ لباس مہیا کیا اور طریقہ آداب شاہی کا
خوب سبق پڑہا کے دوسرے روز پہر دن چڑہے عزیزہ بیگم کے ساتھہ
سوار کرا کے روانہ کیا وہ تو اودھر چلی گئیں مگر مجھے ایک قلق خاطر

پیدا ہوا کہ دیکھا چاہیے بادشاہ کیا پوچھے اور وہ دونو بچو کر بیان کیا
کہین اور عزیزہ بیگم سے کہتے سنتے کیا بن پڑے غرض ہمہ تن انتظار
والسپی اون لڑکیونین بیقرار رہی یہان تک کہ تھوڑے دن رہے
محبوبہ بیگم مع اون دونون کے خوش خوش میرے پاس آئین اور
کہا کہ خالو نے مجھے بھی بلوایا اور پہلے مجھے و عزیزہ بیگم وان لڑکیون کو
سوار کراکے ملکہ کے حضور مین بھجوایا وپھر خود جہان پناہ کے پاس
گئے اور دوپہر کے بعد بادشاہ اور خالو محل مین آئے پہلے مجھسے تمھارا
حال پوچھا مین نے جہانتک مجھے علم تھا اور جہانتک ممکن ہوا اور زبان نے
یاری دی التماس کیا اوسکے بعد عزیزہ بیگم سے پوچھا کہ تم نے کیا کیا
پڑھا ہے انشاء اللہ عزیزہ بیگم نے بھی اچھی طرح سے بیان کیا جب
تواریخ کے پڑھنے کا مذکور کیا تب تو بادشاہ کو تعجب ہوا اور مکرر پوچھا
کہ بھلا تواریخ جو تمنے پڑھی ہے کچھہ یاد بھی ہے عزیزہ بیگم نے کہا کہ
ابتک تو نہین بھولی ہون بادشاہ نے مسکراکر پوچھا کہ اچھا بتاؤ کہ
بعد انتقال رسول خدا کے کیا ہوا عزیزہ بیگم نے فوراً عرض کیا

باب نہم

بعد نزول آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ جناب ختمی مآب نے
اس جہان فانی سے جسوقت قصد عالم جاودانی کا فرمایا اوسوقت
مسلمانون مین عجیب ماتم برپا ہوا زمانہ اہل دین ودیمان کی آنکھونین

سیاہ ہو گیا ۔ خاصگان خدا کے کمرین ہمت کی ٹوٹ گئین عین
اوسی حالت مین دوراندیشون نے قائمقام جناب رسول خدا کے
مقرر کرنے کا مشورہ شروع کیا اکثرون کو طلب حکومت کا ولولہ ہوا آخرش
بعد گفتگوہاے بسیار و ردوقدح بیشمار یہ امر قرار پایا کہ ابوبکر صدیق
خلیفہ ہون چنانچہ مہاجرین و انصار نے قبول کرلیا اور قلادہ اطاعت
خلیفہ کا گلے مین ڈالا چونکہ اوس تجویز مین شمول بعض صحابہ و اہلبیت کا
وخصوصاً دخل علی ابن ابی طالبؑ کا نہ تھا اسلیے لوگون کو خیال ہوا
کہ وہ جناب اس تجویز کو پسند نفرماوینگے لہذا بصلاح یکدگر حضرت
علیؑ کو بلایا اور نصب خلافت کا معاملہ حاضرین نے پیش کر کے
استدعاء اطاعت کی گئی الاحضرت نے اسقدر حجج و براہین پیش کین
کہ مجتمعین مین سے کوئی اون اعتراضات کو نہ اوٹھا سکا اور آخرکو
بدون قبول اطاعت کے یہ کہتے ہوے کہ جانشین اور وصی رسول خدا
مین تھا جناب امیر علیہ السلام اوس مجلس سے اوٹھ گئے گو کہ روافض
اور خوارج کو اس معاملہ مین بیحد مبالغہ ہے مگر حق اسقدر ہے کہ
حضرت علیؑ نے خلافت ابوبکر صدیقؓ کو منظور نہین کیا بہرحال
صدیقؓ نے منبر پر جاکر اپنی خلافت کی صداقت سے لوگونکو مطمئن کیا
اور پاس و لحاظ اونکے اعزاز و اداے حقوق کے وعدے سے
خاطرجمع کی جو یہ خبر اطراف واکناف عرب مین مشتہر ہوئی تو بہتون نے
دین اسلام سے کنارہ کیا اور بعض نے دعوے پیمبری کا کیا کسی گروہ نے

حقوق بیت المال یعنے خراج کا دینا بند کیا اور کسی قوم نے نماز و روزہ ترک کرکے بغاوت اختیار کی چنانچہ قبیلہ اسد نے موافق مشورہ طلیحہ کے فزارہ عیینہ بن حصین کو اپنا پیغمبر بنایا اور بنیو سلیم نے فجاۃ سے اقتدا کیا اور بنو تمیم نے مالک بن نویرہ کو اپنا مقتدا کیا اور عامہ یمامہ نے مسلمہ کذاب کو اپنا پیغمبر بناکر اوسکے اقوال پر عمل کرنا شروع کیا جبکہ ایسے اخبار خلیفہ صداقت شعار کے گوش گذار ہوئے تو حسب مشورہ عمرؓ ابن الخطاب کے عزم بالجزم واسطے استیصال اہل ضلال کے فرمایا اسامہ بن زید کو جسکو بحیات خود جناب رسولؐ مختار نے بنا بر روانگی دیار شام مامور فرمایا تھا حکم جدید جانب شام روانہ کیا اور واسطے تادیب دیگر اہل فساد عمر ابن العاص عمان سے طلب ہوا اس خبر کے اشتہار سے بہتیرون نے پھر راہ راست اختیار کی اور استعانت خلیفہ کے لیے بلا اکراہ و اجبار جمع ہو گئے اور بہ تحت افسری خالد کے لشکر جرار تیار ہو کر واسطے گوشمالی قبیلہ اسد کے روانہ ہوا مگر اوس قوم نے بجاے اطاعت مقابلہ پر کمر باندھی اور تھوڑے ہی جدال و قتال مین ہزیمت اوٹھائی عیینہ بن حصین گرفتار ہوا اور طلیحہ جانب شام کے فرار ہوا خالد نے مال و اموال قبیلہ اسد کو منضبط کیا اور مدینہ مین آکر خلیفہ کے روبرو پیش کیا عیینہ بن حصین نے اپنے افعال سے انفعال ظاہر کیا اور پھر دین و ایمان کو تازہ کرکے مال و اموال مقروقہ واپس پایا اور اس طرح جب معاملہ عیینہ بن حصین سے طے ہوا تب خالد واسطے تادیب مسلمہ کذاب کے

جو عجیب عجیب حرکات کرتا تھا مامور ہوا چنانچہ محاربہ سخت واقع ہوا اور
سات سو مسلمان حافظ قرآن کام آئے اور خالد بھی مجروح ہوا
آخر کار مسلمہ مقتول ہوا اور بہت سے ہمراہی اوسکے گرفتار ہوئے
جنہوں نے خلیفہ کے روبرو زبان اعتذار کھولی اور عفو قصور کرایا ہنوز اس
معاملہ سے اطمینان کافی نہین ہوا تھا کہ اہل بحرین نے کسری ہرویز
ملک عجم سے سازش کی چنانچہ سات ہزار سوار جرار ملک عجم نے
اوسے عنایت کیے اور حسب استدعاء اہل بحرین کے منذر بن نعمان کو
جسے وے لائق سلطنت عرب سمجھتے تھے سردار قرار دیا منذر بن نعمان نے
بھی بیس ہزار سپاہ اور جمع کی اور مع سواران عجم کے مداخلت بحرین پر
کرنی چاہی عبدالقیس رئیس اسلام نے اونکو روکا اور محاربہ شروع کیا
اور شکست کھاکر عبدالقیس نے اپنے کو محصور کیا اور حالات مفصل سے خلیفہ کو
اطلاع دی لشکر اس سانحہ جدید کے مطلع ہوکر ناحق حال پیروان
ملت محمدی کے ہوا اور اوسیوقت علاء مع فوج معقول بنا بر مدد شیخ
عبدالقیس روانہ ہوا جس نے بکمال جوانمردی ایکبارگی عالم بیخبری مین
حملہ کیا اور طریق شایستہ و آئین بایستہ سے فوج منذر کو ہزیمت دی
اور بے تاب و توان سراسیمہ کردیا کہ فرار کو اون لوگون نے قرار پر
ترجیح دی منذر نے تو بھاگ کر آل حنیفہ کے پاس پناہ لی اور سواران
عجمی جو بچ رہے تھے متفرق ہوگئے بعضے اپنے ملک کو پھر گئے اور
بعضے پھر وہین آگئے علاء نے غنیمت جمع کرکے خمس اوسکا مدینہ کو

ارسال کیا اور باقی مجاہدین پر تقسیم کیا اور خود بموجب حکم خلیفہ کے اوسی دیار مین حکمران رہا اہل حضرموت وکندہ نے جسوقت سناکہ جناب رسول خدا نے انتقال فرمایا اور صدیق اکبر نے اورنگ خلافت کو رونق دی تو زیاد بن بلید انصاری نے عامل خلیفہ کی حکومت سے سرتابی کی اور اوسکی بیعت طلبی پر اشعث بن قیس جو ملوک قبائل مذکور سے تھا گویا ہوا کہ اے زیاد اگر تمامی امت کو خلافت ابوبکر پر اتفاق ہو تو ہمکو بھی کچھہ عذر نہین ہے اور لاریب ہم اطاعت کرینگے زیاد نے جواب دیا کہ اعتبار اتفاق مہاجر و انصار کا ہے سو وہ ہو چکا ہے اشعث نے کہا کہ مین نے پہلے ہی کہدیا ہے کہ جب تک جمیع امت کا اتفاق نہوگا قبول کرنا میرا محال ہے باستماع اسکے اور لوگون نے جو متابعین اشعث سے تھے مخالفت کی و ہمزبان ہو کے کہا کہ ایسی باتون سے اشعث باز آوے ورنہ زیاد انکو مہلت ندیگا اور جو حال اورون کا خلیفہ نے کیا ہے اون کے قبیلہ کا بھی کریگا الا اشعث نے کان ندیا لاچار وے دو جماعت ہو گئے ایک نے تو کمر اطاعت خلیفہ پر باندھی اور ادا ے خراج پر راضی ہوے اور جماعت ثانی نے پیروی انکار اشعث کی کی ظہور اس ماجرے سے زیاد متردد ہوا اور جبکہ عرصہ زائد گذرا اور خرچ مین توڑا پڑا تو اوسنے منادی کی کہ صدقات وزکوۃ مقررہ اہل حضرموت ادا کرین باستماع حکم موافقین نے تعمیل کی اور میں گیر و دار مین زیاد نے یزید ابن معاویہ الفقری کے

ایک اونٹ پر داغ صدقہ کا کیا نامبردہ نے عذر کرکے التماس کیا کہ
اوس اونٹ کو نہ لو مگر زیاد نے مسموع نہ کیا تو اوس نے حارث بن
سراقہ سے حقیقت حال کو بیان کرکے درخواست حمایت کی کی حارث نے
زیاد سے کہا کہ ہرگاہ زید بجائے اونٹ داغ شدہ کے دوسرا اونٹ
دیتا ہی تو تکرار بے سود کرنا مناسب نہین ہے بجواب اوس کے
زیاد نے کہا کہ اے حارث چونکہ صدقے کا داغ اونٹ پر ہو چکا ہے
لہذا شرعاً استرداد جائز نہین ہے یہ جواب حارث کو شدت سے ناگوار
ہوا اور گلہ شتران صدقے مین جاکر زید کا اونٹ زبردستی سے لیا
اور غیظ و غضب مین آکر کہنا شروع کیا کہ ہم لوگ بصدق دل
مطیع و منقاد جناب رسول خدا کے تھے اور بعد اون کے اگر اوسی
خاندان سے کوئی حکمران ہوتا تو بسر و چشم اطاعت کرتے ابو بکر کون
کون ہوتا ہے کہ ہم اطاعت اوسکی کرین اور جو کچھ زبان پر آیا ناسزا
کہنا شروع کیا بظہور اس ماجرے کے پھر دو نو جماعت متفرقہ
متحد ہوگئین اور زیاد سے بجز اسکے کچھ نہ بن پڑا کہ اوسنے راہ
مدینہ کی لی اور اثنا راہ سے بہت کچھ دھمکی کہلا بھیجی جو غیر موثر
ہوئی لاچار زیاد نے قبیلہ بنی کندہ سے ملاقات کرکے شکایت
کوتاہ اندیشی اہل حضرموت کی حد سے سوا کی اور اون سے استدعا کی
کہ وہ اطاعت خلیفہ کی کرین اونھون نے زیاد سے کہا کہ تمھاری اس
قیل و قال سے ہمکو عجب ہے کہ تم اوسکی خلافت ہمسے قبول کراتی ہو

کہ جسکی اطاعت کے لیے رسول مقبول نے نہ تو ہدایت کی نہ وصیت
فرمائی اور ظاہر ہے کہ بحکم خدا اگر کوئی لائق و اچھا ہوتا تو خاندان رسالت
سے ہوتا کہ اول وہی ذوی الارحام ہین اور ہرگاہ وہ اہل بیت
ابوبکر سے موافق نہین ہین اور منکر خلافت ہین تو ہمسے [illegible]
ساقط ہے زیاد نے کہا یہ جو تم کہتے ہو سچ ہے پہ سمجھو کہ مہاجر و انصار
تمسے عاقل تر ہین اور اونہون نے جس امر پر اتفاق کیا اور اقتدا کیا
ہمکو اوس سے انکار کرنا چاہیے قصہ مختصر اون لوگون نے بھی مانند
قبیلہ حضرموت کے نعشان لایعنی یون کہنا شروع کیے کہ ہمکو
یقین ہے کہ رسول اللہ نے بدون مقرر کرنے کسی مقتدی کے جو
اہل بیت سے ہے سفر آخرت نہین فرمایا ہے پس زیادہ گفتگو مکر کہ
ہم منظور نہ کرینگے اسپر عدی بن عوف نے جو اوسی قبیلہ سے
تھا بہت کچھ سر ٹپکا اور اپنے بھائی بندون کو سمجھایا کہ اپنے
ہاتھ سے اپنے پاؤن پر کلہاڑی نہ مارو اور مہاجر و انصار کے افعال
کی جو تمسے عاقل اور دانا تر ہین پیروی کرو مگر اوسکی باتون کو کسینے
بھی نہ سنا آخر کار جب کچھ نہ بن پڑا تب زیاد لاچار ہوا اور
مدینہ مین جاکر حقیقت حال زیاد کو خلیفہ سے بیان کیا خلیفہ نے
بے خوف و فکر کے جمعیت کافی زیاد کو دی اور استیصال باغیان پر
مامور فرمایا چنانچہ بفیروزی تمام قبائل سکاسک و رجون و بنی ہجر
وغیرہ کو مطیع و منقاد کیا اور آگے بڑھ کے دیار حضرموت پر حملہ کیا

وسے بھی ڈیوڑھ کر بھاگ گئے یہ خبر وحشت اثر اشعث نے سنکر اپنی فوج آراستہ
کی اور زیاد کے مقابلہ کے لیے شہر مریم پہونچا پہونچا اور نائرہ جدال و
قتال مشتعل کرکے فوج اسلام کو ہزیمت دی اشعث و تین ہزار مسلمان
اوس روز کام آئے اور بہت سی غنائم اوسی سے حاصل
کیے تھے سب ہاتھ لگے اشعث نے اوس سب مال کو اپنی فوج پر
تقسیم کیا اور بہت سی زیادہ سنے کی اور امداد و اعانت بہم پہونچائی
اشعث کے اتفاق سے کام نہ آئی مجبور ہو کر زیاد نے خدمت خلافت
مآب میں گذارش حال کی اور سرتابی باغیان کی التماس کرکے
اعانت کا جویا ہوا بمسموع اس حال کے غبار ملال بہ پیرامون
حال دشمنان خلیفہ ہوا و بعد غور و خوض خلیفہ نے اشعث باغی کے
نام ایک شقہ بایں مضمون لکھا کہ زیاد نے تم لوگوں کے ساتھ
معلوم ہوتا ہے کہ وہ اچھی سلوک نہیں کیا ہے پس اگر تم اپنی حرکات ناشایستہ
اور متابعت پر راسخ دم رہو تو زیاد کو حکومت سے برخاست کرکے
تمھاری خاطر خواہ دوسرا شخص مامور کیا جاویگا اور ایک سفیر
باتوقیر کی معرفت روانہ کیا اشعث اوس شقہ کو پڑھکر سخت برآشفتہ
ہوا اور جو کچھ جی میں آیا بکنے لگا غرض اوس رد و بدل میں ایک رفیق
اشعث نے اوس فرستادہ خلیفہ کو زخمی کیا بوقوع اس حرکت
کے اشعث تو بہت کچھ اوس زخمی کنندہ کا منت گذار ہوا مگر
بیشتر ہمقبیلہ اشعث کو یہ فعل ناگوار ہوا اور موافقت اشعث سے

منھ موڑ کر زیاد کی خدمت مین حاضر ہوئے آخر کو سب نے ملکر رو و بار عرفان پر حملہ کیا اور اشعث سے محاربہ سخت برروے کار آیا جسمین اشعث بھی زخمی ہوا مگر پھر بھی کھیت روسیکے ہاتھہ رہا اور غازیان اسلام سے سوائے اسکے کچھہ نہ بن پڑا کہ اپنے کو محصور کرین اور محفوظ رکھین اور استعانت جناب خلافت مآب سے طلب کرین اودہر اشعث سے جہان تک ہوسکا اوس نے تنگ کرنیمین لشکر زیاد کے کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا صدیق اکبرؓ نے روساے دین کو جمع کرکے حقیقت حال پر صغار وکبار کو مطلع کیا اور راے طلب کی ایوب انصاری نے کہا ؎ زبون کن آنچنان خصم قومی را ازمروتہا ✦ کہ گرود استخوانش طوطیا از بار منتہا ✦ لہذا مناسب یون معلوم ہوتا ہے کہ غیظ وغضب کام مین نہ لایاجاوے اور خراج وصدقات نہ مانگے جاوین اور بجاے درشتی کے نرمی کام مین لائی جاوے تا بار احسان سے دب کر غرق عرق انفعال وندامت ہوکے سال آیندہ مین وہ لوگ خود بخود متابعت کرین صدیق اکبرؓ نے یہ سنکر فرمایا کہ یہ ہرگز نہین ہوسکتا اور خلوت کرکے عمرؓ ابن خطاب سے کہا کہ ہماری راے مین قسمین صواب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس محاربۂ سخت پر علی ابن ابی طالبؓ کو کہ جنھون نے عہد جناب رسالت مآب مین دمار تمردؓ دماغ روزگار عرب سے نکالا ہے مامور کرین کہ وہ راے و رافت وفضل و

شجاعت و علم و فراست و ہدایت مین ہم لوگون سے ممتاز ترہین اور
کچھ شبہ نہین ہے کہ اونکے ناخن تدبیر سے یہ عقدہ لاینحل کھل
جاوے اور شوکت اسلام برقرار رہے فاروق نے جواب دیا کہ جو
کچھ حق مین علی کے ارشاد ہوا بجا اور درست ہے اور بے شبہ اون
جمیع صفات کے حلیہ سے جو کچھ بیان کی گئی وہ متحلی ہے لیکن میرے
خیال مین شجاعت اور سخاوت اور دلیری وجوانمردی کے سوا حسن رحم
و احتیاط علی کے مزاج مین اسقدر بڑہی ہوئی ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ
وہان پہونچکر اگر جماعت معاندہ کی جنگ پر رغبت نکرین تو کچھ بھی بنائے
نہ بنے گی اور پھر اہل اسلام سے اون لوگون کے ساتھ کسیکو
رغبت مخاصمت باقی نرہے گی پس بہتر یہ ہے کہ آپ مع علی کے
مدینہ سے قدم باہر نرکھین اور مشورت سے عمدہ علی سے ہروقت
متمتع رہین اور عکرمہ ابی جہل کو قریب اشعث پر تعینات کرین صدیق اکبر
کو بدل یہ صلاح پسند آئی اور فرمان بنام عکرمہ کے ارقام فرماکر
معین فرمایا فی الفور عکرمہ نے تعمیل ارشاد ظفر بنیاد کی کی اور اہالی
وحشم و موالی و خدم کو لیکر منازل نوردا اور اہل یمن کو بھی موافق
کرکے قریب زمین باب کے پہونچا تو خدیفہ بن عمر نے ایک نامہ
گستاخانہ خلیفہ کو لکھا جسکے مضمون پر خلیفہ نے عکرمہ کو حکم دیا
کہ قبل گوشمالی اشعث کے اوس باغی کو سزا قرار واقعی دیوے
اور گرفتار کرکے زیاد کے سپرد کرے چنانچہ عکرمہ مشغول

پیکار ہوا اور ایسی شکست حذیفہ کو دی کہ اوسکو فرار ہی کرتے
بن پڑا اور چار سوزن و فرزند اوس قبیلہ سے گرفتار ہوئے اور
تین ہزار اونٹ لوٹ مین ملے اور وہ سب مدینہ کو روانہ کیے گیے
خلیفہ اکبر دریافت اس فتح سے خوشدل ہوا اور چاہا کہ اسیرون کو
قتل کرے مگر فاروق نے شفاعت کی کہ یہ سبکے سب اپنے کو
مسلمان کہتے ہین اسلیے قتل مین توقف و تراخی بہتر ہے اور اس
وجہ سے صرف محبوسی اونکی مکتفی سمجھی گئی اودھر عکرمہ نے اشعث پر
تاخت کی اور محاربہ صعب بر روے کار آیا زیاد اشعث کے ہاتھ
سے سخت مجروح ہوا اور لشکر اسلام کو یاراے قرار نرہا دوسرے
روز عکرمہ نے پھر حملہ کیا اور کوئی دقیقہ از دقائق سعی نا مرعی نرکھا
اور اشعث سے بھی جہان تک ہوسکا اوس نے بھی اپنی قوم کو بڑہاوا
دیا اور ایسا محاربہ سخت واقع ہوا کہ شاید اوس سے پہلے کمتر ہوا ہوگا
چنانچہ عکرمہ بھی زخمی ہوا اور اوس روز بھی تصفیہ جنگ نہوا ارات کو
جماعت اشعث نے اشعث کو مصالحہ پر مجبور کیا اور اس وجہ سے
مامون و محفوظ ہوکر اشعث مدینہ مین حاضر کیا گیا اشعث نے بعد
اظہار ندامت کمر متابعت پر باندھی اور عنایت اور خلعت سے مشرف
و ممتاز ہوا بلکہ خلیفہ نے اپنی بہن ام مردہ سے اوسکا نکاح کردیا اور جبکہ
اس طریق سے خلیفہ نے اہل عرب کو از سر نو مطیع و منقاد بنایا تو روم و
عجم مین اظہار دین حق کا قصد فرمایا کہ اتفاقاً اوس عرصہ مین قحط شدید بنے

اہل عرب کو پراگندہ کیا تھا چنانچہ ایک گروہ جنکا سردار مثنی بن حارث
السیستانی تھا حوالی عراق مین پہونچا کسری نے خبر اون کے ورود کی
سنکر اونسے وجہ استقامت اوس بلاد کی دریافت کی اور حقیقت
حال سے مطلع ہوکر بنظر مرحمت اس معاہدہ پر کہ وہ رعایا پر دست ظلم
دراز نہ کرین مزاحمت نکی اور اسطرح چندے لیالی و ایام بسر ہوئے
تھوڑے روز کے بعد لشکر عجم نے خلاف انسانیت شوخی کی اور
طمع ناجائز کرنی مسلمانون سے ابتدا کی ہوا دید اون حالات سے
مثنی ابن حارث نے بھی لوائے غارت و تاراج بلند کیا اور نواح کوفہ مین
ایک زلزلہ ایسا برپا کیا کہ مدینہ مین خلیفہ کو بھی مثنی کی جرأت پر
اطلاع ہوئی اور موافق مشورہ اہل اسلام طبل و علم حکومت کا اوسکو
عطا ہوا تب تو اوس نے اور بھی مطمئن ہوکر قریب ایک سال کے
ترویج دین اسلام مین سعی کی اور سوید بن قطبہ اپنے چچیرے بھائی کو
بصرہ کیجانب بنا بر مقابلہ پارسیون کے روانہ کیا اور آپ خود
کوفہ مین مستعد بہ کارزار رہا ادھر خلیفہ نے مطابق رائے صداقت
پیرائے عمر بن الخطاب کے خالد بن ولید کو اعانت مثنے کے لیے
مامور کیا وادھر مثنے کو بھی بہ تحریر شقہ مرحمت مرقع مطلع کیا کہ
جسوقت خالد پہونچے اوسکو امیر اور اپنے کو وزیر سمجھکر جہد بلیغ
کرے چنانچہ خالد بر جناح استعجال بصرہ کی جانب روانہ ہوا سوید حوالی
بصرہ مین اوسکا ورود سنکر بنا بر استقبال حاضر آیا اور باتفاق

یکدگر طریق مقابلہ کا اقتدار دے کر اہل عجم پر حملہ کیا جسمین اونکو شکست
ہوئی اور قریب لولج نباج کے مثنے نے بھی پہونچکر شرایط اطاعت قالد
ادا کین اور آہستہ آہستہ قریہ قریہ و موضع موضع مین کوچ کرکے پارسیون کو
مطیع بنایا اور بعد حصول دلجمعی اہل عجم کو اکثر خطوط لکھے اور اپنی ساتھ
ہموار کیا اور جنھون نے ذرا سا بھی انکار کیا اون کو لوٹ پاٹ کر برابر
کیا جس سے ایک تہلکہ عراق عجم مین برپا ہوا اور رعب مسلمانون کا لوگون کے
دلو نپر چھا گیا بعدہ خالد نے حیرہ کے قلعہ پر حملہ کیا اور عربون
کا لشکر لیکر قریب حصار پہونچا تو سوا اسکے کہ اہل عراق اپنے
کو قلعہ مین محصور کرین کچھہ نہ بن پڑا تنگ آکر سبنے بالاتفاق قرار دیا
کوئی ایک شخص جاکر انکشاف حال کرے کہ غرض اہل عرب
کی کیا ہے تاکہ بلا جدال و قتال تصفیہ ہو جاوے چنانچہ
عبد المسیح بن بلعار الغسانی کہ وجاہت ظاہری رکھتا تھا اور فصیح البیان
و شیرین گفتار تھا قلعہ سے باہر آیا اور خالد کے روبرو بکمال فصاحت
اشعار مدحیہ پڑھے خالد نے بعد سماعت اشعار پوچھا کہ آپنے
سے کیا غرض ہے اوس نے بکمال فصاحت و بلاغت مطلب کو
بیان کیا اوس گفتگو مین خالد نے دیکھا کہ عبد المسیح اپنے
ہاتھہ مین کوئی شے لیے ہے اوسکی حقیقت سے بھی اطلاع چاہی ابن
مسیح نے کہا کہ یہ زہر ہلاہل ہے اور اسواسطے ساتھہ لایا ہون کہ اگر
خدانخواستہ تمھاری جانب سے کوئی امر اپنی ذلت کا دیکھون تو مین

اوسکو کھا کر مر رہوں خالد نے بغرض دیکھنے کے وہ زہر اوسکے ہاتھ سے
لیلیا اور بلا تکلف خود کھا لیا اور اوسکی گرمی کی شدت سے بکثرت
عرق تو خالد کے نکلا الا اور کچھ اثر زہر کا مترتب نہوا جس سے خالد نے
عبد المسیح کو باور کر دیا کہ بوجہ حق پرستی ہم پر کوئی زہر موثر نہین ہوتا اور
کہا بہتر ہے کہ تم لوگ ہمارا دین اختیار کرو اور سوا اسکے اور کسی
عنوان سے امید صلح کی دل مین نرکھو اور سمجھ لو کہ ہم لوگ جان کو ایمان
کے مقابلہ مین ایسی ناچیز جانتے ہین کہ زہر کھانے مین تکلف نہین
کرتے پس ہنگام کارزار کدن دقیقہ سعی کا ہمسے چھوٹیگا اس حال کو معاینہ
کر کے عبد المسیح اپنی قوم کے پاس پھر گیا اور بزرگی و عظمت
خالد اور اوسکی فوج مین اس درجہ مبالغہ کیا کہ مال قیمتی تیس ہزار
درہم کا دے کر اہل قلعہ نے صلح کر لی اور اسی طرح چند
قلعون پر پے در پے حملہ آور ہوا اور جزیہ لیکر مصالحہ کیا قصہ مختصر
خالد ایسے محاصل تو خلیفہ کے حضور مین روانہ کرتا تھا اور خود ہر چہار طرف
لڑتا بھڑتا تھا کہ اوسی اثنا مین خلیفہ کو خیال تسخیر شام کا ہوا اور مجمع
مسلمانون کا کر کے اظہار اپنی راے کا کیا تو ہر ایک نے موافق اپنی
سمجھ کے مشورہ دیا اون سب کی تقریر سنکر علی ابن ابی طالب کی جانب
خلیفہ نے خطاب خاص کیا اور پوچھا کہ اے ابو الحسن اس امر اہم
مین تم کیا کہتے ہو اسواسطے کہ مجھے یقین ہے کہ راے تمھاری ہمیشہ
مقرون بصواب ہوتی ہے امیر المومنین ابن ابی طالب نے فرمایا کہ

اگر ارادہ فوج بھجوانیکا ہے تو امید فتح وظفر خداوند عالم سے واثق
رکھنا چاہیے اور اگر خود قصد ہے تو بہرحال مین جناب باری کو اپنا ممد و
معاون جاننا ذریعہ فتح وظفر کا ہے اور کچھ بھی شبہ نہین ہے کہ ہم لوگ
اہل روم وشام پر غالب ہون گے اس بیان سے علاوہ سرور موفور خلیفہ
کو ایک قسم کا وثوق ہوا اور بجد ہو کر پوچھا کہ تم کس اعتبار سے ہماری
فتح وفیروزی پر اصرار کرتے ہو امیر المومنین علی ابن طالبؑ نے
فرمایا کہ مین نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بمقابلہ اہل اسلام کے
کسی کو غلبہ نہوگا اور اسی بھروسے پر مجکو امید اپنی نصرت کی ہے اور
بذریعہ علم امامت کے جو مجکو حاصل ہے میں اپنی فتح دیکھتا ہون
باستماع اس قول خوشی مآل کے خلیفہ نے فرمایا کہ درست ہے یا ابوالحسن
تمنے اس حدیث سے کمال شاد کیا اور میرے کشور دل کو آباد کیا
حقیقت مین تم وارث علم نبوت حضرت رسالت ہو اور جو کچھ تمہین
کلام ہے وہ موافق اور ہمت ناموافق ہے فی الفور منادی کرکے
اہل مدینہ کو جمع کیا اور منبر پر جا کر خطبہ پڑھا اور مسلمانوں کو آمادہ کیا کر
بصلاح عمر بن خطاب اہل یمن کو بھی بلایا و بالآخر فوج کافی آراستہ کرکے
بسرکردگی قیس سرور یمن وخالد بن سعید ویزید و ابی سفیان
وابو عبیدہ کے جانب شام روانہ فرمائی اور خود ایک منزل تک
پیادہ پا جاکر نشیب وفراز ہر قسم کے مطلع وآگاہ کیا اور تاکید اکید
حکم دیا کہ زینہار خرابی بلاد ورعایا اور ویرانی وتباہی ملک نکرنا چنانچہ

بکمال کروفرعرب سرحد روم ورسے مین نازل ہوئے ہرقل نے جسوقت
ورود اہل عرب کا سنا کہ مع زن وبچہ قسمیہ ہوکر آئے ہین کہ بدون تسخیر
ملک نہ لوٹین گے اور باعتبار بشارت اپنے پیغمبر کے اس ملک
کو فتح شدہ سمجھتے ہین تو وہ سخت اندیشہ ناک ہوا تواریخ قدیم سی ظاہر ہے
یہان تک بیان کرکے عزیزہ بیگم نے بادشاہ فارس سے عرض کیا
کہ اس مقام پر مین چاہتی ہون کہ تھوڑا سا حال قدیم ملک شام کا عرض
کرون تاکہ حضور کو ظاہر ہوجاوے کہ ملک شام کا کیونکر قلمرو روم مین
شامل ہوا تھا اور ہرز ہرقل کون تھا بادشاہ نے خوش ہوکر فرمایا کہ
ہان ضرور بیان کرو چنانچہ عزیزہ بیگم نے یون عرض کرنا شروع کیا
کہ بعد وفات سکندر ذو القرنین کے سلیوکس جو نکی ٹس کے نام سے
مشہور ومعروف تھا بابل کا حکمران ہوا اور اوسنے سمت مشرقی ہندوستان
حملہ کرنا شروع کیا اور بعد جد وجہد بسیار جنگی اظہار وشجاعت کیواسطے
بہت وقت درکار ہے اکثر بلاد وامصار مشرقہ ہندوستان پر اپنا
تسلط اور قبضہ کیا اور جسوقت وہ مہارئیہ ہسپس سے فارغ ومطمئن خاطر
ہوا تو اوس نے قریب قریب کے سب ملکون پر بڑی دھوم دھام وتزک
واحتشام سے چڑھائی کی تیاری کی اور بشتر بلاد کو جو قبضہ اقتدار
شاہنشاہ فارس مین تھے چھین لیے بمملہ اور ملکون کے شام پر بھی جو
زیر فرمان شاہ فارس تھا حملہ کیا اور کمال دلیری اور شجاعت سے
قابض ہوکر طریقہ انصاف گستری ورعایا پروری کا اختیار کیا حقیقت مین

بیدارمغزی اور ہوشیاری مین سیلیوکس ایسا ممتاز تھا کہ دوسرے
ہمعصراوسکے اون لیاقتونسے محروم تھے چالاکی وچستی کے سوا انتہا کو
تجارت دوست تھا اور اوسی وجہ سے تجارت نے اوسکے عہد دولت مین
تمام ملک شام مین بڑا فروغ پکڑا اور اس درجہ کو رونق وگرم بازاری
سارے ملک مین بیوپار کی ہوئی کہ بڑے بڑے شہرون کی طرح آبادی
سلیوکس کو ڈالنی پڑی تمام ملک شام مانند ایک باغ یا بازار کے
آباد ہوگیا بلاد متفرقہ کے باشندون نے اوس ملک کو باعث امن و
امان سمجھکر ترک اوطان کیا اور دور دور سے آکر آباد ہونے لگے مگر
جبکہ وہ دار ناپایدار سے گذرگیا اور حیات مستعار نے جواب دیکر
خلعت ممات کا پہنایا اور وہ نامی وگرامی خاک لحد مین سرگرم جواب ہوا
اینٹیوکس اوسکا فرزند تخت نشین ہوا اور بوجہ فتوحات چند در چند
وجد وجہد بلیغ واستیصال قوم گال جو مالکان ایشیا سے تھے
سوٹر کے خطاب سے جسکے معنی ہماری زبان کے موافق حامی کے ہین
مخاطب ہوکر تاز یست خود وہ بھی قدم باقدم سیلیوکس کے حکمرانی
کرتا رہا مگر بعد اوسکے اینٹیوکس ثانی نے جب عنان حکومت ہاتھ مین
لی تو اقبال نے رخصت چاہی اور زوال مجرے کو حاضر ہوا اور وجہ اسکی
یہ تھی کہ یہ بادشاہ انتہا کو خوشامد پسند تھا اور موافق اوسکے مزاج کے
خوشامدیون نے اوسکو تھیوز کہ جسکے معنی معاذ اللہ خدا کے ہین کہنا شروع کیا حالانکہ
اینٹیوکس نہایت ضعیف العقل اور پست ہمت تھا چنانچہ اوسکے عہد مین

کئی قبیلون اور چند صوبون کے باشندون نے اطاعت سے منحرف ہوکر اوس
اور مقابلہ کرنیکو تیار ہوگئے ہرچند اوس نے بہت سی لڑائی اور جھگڑا لی
کی تیاری کی مگر اون سے سر برنہوا اور مقام پارتھیا مین قید ہوکر وفات
پائی اوس کے بعد انتھیوکس اعظم فرمان روا ہوا اور اوس نے
اقوام پارتھیا اور بکڑیا سے محاربات سخت کیے اور فرمان روا یان پس
اور میڈیا کو بھی مغلوب کرکے ملک کو اپنے زیرنگین کیا مگر موضع نفیا
مین اوس نے بھی شکست پائی اور اوس ہار سے اکثر اقوام
پر سے اوسکی حکومت اوٹھہ گئی اور اسطرح اوسکی قوت اور شوکت
بمقابلہ اہل روم اور یونان بالکل جاتی رہی اور یہانتک رومیون کے
ہاتھہ سے مجبور و لاچار ہوا کہ شرائط مشروطہ اہل روم پر راضی ہوکر
وہ سارا ملک جو دریاے فارس کے پار تھا چھوڑدیا بلکہ اور کچھہ
زرنقد بھی دے کر اپنا پیچھا چھوڑایا اور اس طرح سلطنت شام کی
ہاتھہ مین قیصر روم کے آئی و طنطنہ و دبدبہ اوسکا روز افزون ہوتا رہا
اور عرصۂ دراز تک کوئی مقابلہ کو سر نہ اوٹھاسکا لیکن پھر دفعتاً
شر و فساد شروع ہوا و نائرہ بغاوت و ہنگامۂ کشت و خون ایسا مشتعل
و گرم ہوا کہ اربیناوالون نے جو اوترجانب شام کے تھے
بڑھنا شروع کیا سو وہ بھی قضیہ اتفاقیہ کی طرح دفع ہوگیا اور تمام
مانند اور صوبجات روم کے شمار ہوا جس زمانہ مین اہل اسلام سے
مقابلہ شام مین ہوا اوسوقت مملکت روم کا اطلاق سارے

ترکستان یورپ اور ایشیا اور ملک اطالیہ پر نہ تھا مالکہ اوس بڑی
سلطنت کی تقسیم دو حصون پر ہو چکی تھی اور ایک کو ملک مغربی
کہنے لگے تھے اور دوسرے کو مشرقی چنانچہ پایہ تخت ملک مشرقی کا قسطنطنیہ
اور ملک مغربی کا دارالسلطنت قدیم شہر روم تھا جو ملک اٹلی کہتے ہین ہے
اور دونون ملکون کے بادشاہ خودمختار بادشاہی کرتے تھے
و شام ممالک مشرقی مین زیر حکم بادشاہ قسطنطنیہ کے داخل تھا
اور وقت علیحدگی سے بارہ پشت بادشاہون کی گذر چکی تھین
ہرقل تیرھوان بادشاہ اوس ملک کا تھا غرض ہر ہرقل سے
جو اوس وقت قسطنطین مین سلطنت رکھتا جب خبر ورود لشکر اہل اسلام
اپنی قلمرو مین بالتحقیق سنی تو سرداران نامدار اور بہادران
میدان کارزار کو جمع کیا اور موافق راے یکدگر اسی ہزار فوج کو
منتظر آمد اہل عرب کا کیا اور اودھر اہل عرب بڑھتے ہوئے وادی قری سے
گذر کر موضع اقرع مین پہونچے اور وہان سے بلاد حجروان و بلاد صالح
طے کرکے ارض شام مین داخل ہوئے ابو عبیدہ نے کیفیت فوج قاہر
ہرہرقل پر مطلع ہوکر خلیفہ کو نامہ بہ تشریح حال لکھا اور مشورہ چاہا
خلیفہ نے مضامین مناسب جسکے ہر فقرہ سے دلدہی اور امید فتح
وظفر پیدا تھی ارقام فرماکر لکھا کہ عدو کی کثرت اور اپنی قلت پر دلتنگ
نہونا چاہیے اور اونکے ہزار ہزار پر اپنے ایک ایک کو ورسمجھنا چاہیے
اور ایسے ہی مضامین کے تنقے دوسرے سردارون کے نام بھی

ارقام فرمائے اور ایک دوسری فوج بہ تحت افسری ہاشم بن عتبہ کے
آراستہ و درست فرماکر بنابراعانت بو عبیدہ کے روانہ کی جسوقت فوج ہمراہی
ہاشم بو عبیدہ سے متفق ہوئی زیادہ تر قوت اور ہمت فوج سابق کو
ملی اور تھوڑے سے ہی عرصہ کے بعد بڑی فوج زیر حکومت سعد بن
عامر کے بھی پہونچی اور جمعیت بہت بڑھ گئی اس طرح پلے درپلے
جبکہ اہل عرب کی فوجین پہونچین تو ہرزہر قل نے بھی اہل روم کو
مطلع کیا اور جمعیت اہل شام پر اکتفا نہ کرکے روم کے
لوگون کو بھی طلب کیا اور ادھر خلیفہ نے بھی کئی گروہ مختلف
سردارون کے حکومت کے نیچے اکٹھا کرکے عمر ابن العاص کے
ہمراہ روانہ کیے چنانچہ وہ لشکر بھی فوج بو عبیدہ سے ملا ہنوز با خود ہا
ابو عبیدہ رضؓ اور عمر رضؓ ابن العاص کے یہ طے نہ پایا تھا کہ کیونکر حملہ کرنا چاہیے
ناگہان مسموع ہوا کہ ہرزہر قل نے جبلۃ الایہم الغسانی کو چالیس ہزار
فوج کے ساتھہ دمشق کو بھجوایا ہے بموجب اوسکے بو عبیدہ نے
شام بن العاصی بھائی عمرو عاص کو تھوڑے آدمیون سے بطور ایلچی کے
تعینات کیا تاکہ وہ ہرزہر قل بادشاہ سے درخواست قبول مذہب اسلام کی
کرے اور شام کو دمشق کیجانب متعین کیا کہ وہ جبلہ سے مسلمان
ہونے کو کہے چنانچہ شام نے دلیرانہ دمشق مین پہونچکر خواہش
ملاقات جبلہ کی اور جمعیت مختصر سے اوسکی مجلس مین جاکر بعد اظہار
حقیقت اپنے مذہب کے مدعا اپنا پیش کیا جبلہ نے جواب دیا کہ

پہلے ملک روم سے بیان اپنی خواہش کا کرنا چاہیے اگر وہ مسلمان
ہو جائیگا تو ہمکو مجال عدول نہ ہے گی چنانچہ ہشام بھی بلا مزاحمت نوعے
متوجہ ہوا اور بجناح استعجال زیر سراے ہرزہر قل پہونچا اہل شہر شتر
سوارون کو تعجبانہ دیکھتے تھے متحیر ہوتے تھے خبرداروں نے
ہرقل کو مردمان اجنبی کے ورود سے مطلع کیا اور پھر موافق فرمان
سلطان کے لیجا کر اوسکے حضور مین مسلمانون کو پیش کیا ہشام نے
اپنے آنے کی وجہ کو بطور مناسب بیان کر کے استدعا کی کہ مسلمانونکی
غرض سوائے اسکے کہ سلطان مع اپنی رعایا برایا اور فوج کے مذہب
اور دین اسلام قبول کرین کچھ نہین ہے ور در صورت عذر مسلمانون نے
قسمیہ عہد کیا ہے کہ جبتک ایک مین بھی رمق جان باقی رہے
جد و جہد کرے و قتل و قمع مین مصروف رہے سلطان نے متبسم ہو کر
فرمایا کہ مین دین مسیح کو برحق جانتا ہون اور تا قیامت اوسکی تنسیخ کا
قائل نہین ہون پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین اوس ملت کو جسکی
صداقت پر یقین رکھتا ہون چھوڑ دون اور تم اور تمھارے
سردار مطمئن خاطر رہین کہ مین بھی جنگ و جدال و نزاع و قتال
سے کچھہ خوف نہین رکھتا و جسطرح تم لوگ اپنے دین کی ترویج
مین قسمیہ ہو مین بھی حفاظت مین اپنے مذہب کی اوس سے
زیادہ مستعد ہون اور پھر موافق آئین سلطنت کے چاہا کہ خلعت
اہل سفارت کو عطا کرے مگر بکمال غلو و تعصب مذہب ہشام نے

منظور نکیا اور صرف دعوت و مدارات پر اکتفا کر کے جانب مقام قیام
ابو عبیدہ رضؓ کے پلٹ آیا اور حقیقت حال کو من و عن بیان کیا ابو عبیدہ رضؓ نے
بیان ہشام سنکر بیس ہزار مجاہدین عرب کو مامور کیا کہ جانب دمشق کو
روانہ ہون اور اودھر سے ہرقل نے بھی اسی ہزار فوج جرار مدافعت
اہل عرب کے لیے سنعین کی ہنوز نوبت محاربہ کی نہ آئی تھی کہ خلیفہ نے
خالد بن ولید کو جو نواح عراق عجم مین لواے اسلام بلند کر رہا تھا فرمان
ضروری بھجوایا کہ وہ زمام انتظام عراق مثنی بن حارث کے حوالہ کر کے
مع فوج کافی بلا توقف ساعتی جانب روم کے روانہ ہوا ور بتمام افواج
مسلمانون کی سرداری خود لیکر اونکا رسخبیدہ سے میدان کارزار
مین داد شجاعت دیوے خالد بن ولید نے حکم محکم پاکر بجاے خود
مثنی کو چھوڑا اور مانند نہنگ اجل کے بتعجیل روانہ ہُوا اور جابجا سے
مسلمانون کو ترغیب و تحریص کر کے اپنے ساتھ جمع کرنا شروع کیا
اور جو لوگ متابعت اوسکی نکرتے تھے اونکو لوٹ کھسوٹ کر
برباد کرتا تھا اور مال مویشی اونکے غنیمت جانکر اپنی فوج کا زاد راہ کرتا تھا
یہانتک کہ کوچ بکوچ نواح شام مین داخل اور فوج ابو عبیدہ رضؓ
کے ساتھ شامل ہوا اور سارے مجاہدین کے سر پر سردار
سرداران ہو کر حکومت کرنے لگا ابو عبیدہ رضؓ بھی اوسکی آنے سے
قوی دل اور خوش حال ہوا غرض تقسیم اپنی فوج کی خالد نے
بائین شایستہ وطریق بایستہ کر کے بہ تحت افسری ابی سفیان کے

پانچ ہزار سوار کیے اور بلقا کی جانب روانہ کیا اور پانچ ہزار سوار پر
عمرو عاص کو سردار کرکے ایک طرف کو بھجوایا و سرجبیل حسنہ کو تین ہزار
سوار کے ساتھ نواح جوزان لبصریکے طرف مامور کیا اور سعد بن الوقاص
کو مع چار ہزار سوار کے ناحیۂ جوزان کو اور معاذ بن جبل کو دو ہزار
سوار سے بعلبک کے سمت اور پندرہ ہزار سوار بہ سرکردگی
ابو عبیدہؓ دمشق کی مُہم پر مُتعیّن کیے اور اطراف وجوانب میں چالیس
دھرکارے مقامات مناسب پر بنا بر پھونچانے اخبار کے تعینات کیے
جبکہ اس طرح سے فوج مسلمانون کی متفرق و منتشر ہوچکی ایکبارگی
خبر پہونچی کہ فوج ہرقل کی مقام اجنادین مین پھونچ چکی ہے
بمجرد سماعت بلا تعویق و توقف فرمان مناسب بنام افواج متفرقہ
جاری کرکے بدون انتظار و شمول دیگران خود بنا بر مدافعت و
مجاہدت روانہ ہوا ابو عبیدہؓ نے آگے مل کر ہرچند روکا مگر اوسنے
گوش قبول ندیا اور اوسکے مشورہ سے عدول کرکے قصد مقابلہ کیا
اوس اثنا مین جو فوجین جابجا روانہ ہوئین تھین وہ بھی آکر اکٹھا
ہوئین اور میمنہ و میسرہ و قلب لشکر کی آراستگی ایسی اچھی طرح
سے ہوگئی کہ ہفتہ کے روز خالد ہرقل کی فوج کے مقابلہ
مین آیا اور آہستہ آہستہ بلا بیم و ہراس اپنے لشکر کو بڑھاتا
ہوا لیگیا اور ہرچند نقصان مسلمان کو پہونچا مگر کسیطرح اون کو
مجاز حملہ کرنے کا ملا عمر حق محاربہ سخت بر روی کار آیا و

قریب تھا کہ مسلمانون ہزیمت پاوین اسپر بھی جو اور سرداروں نے خالد سی منت اجازت جنگ چاہی توبھی نپائی یہان تک کہ جسوقت دونون فوجین آپس مین مل گئین تو گرد وغبار سے میدان کارزار زمین سے آسمان تک تیرہ و تار ہوگیا اوسوقت ایکبارگی مسلمانون کو خالد نے دھاوا کرنیکا حکم دیا شور دار وگیر اور غلغلۂ تکبیر سے عجیب تہلکہ مچا معلوم ہوتا تھا کہ قیامت کا دن آگیا قرنا ے کی آواز سے نہایت شور صور اسرافیل بلند و نقارون کی دھمک سے رستم دستان کا دم قبر مین بند تھا گھوڑونکی ٹاپون سے سارا میدان گونج رہا تھا اور مسلمانون کے نعرون سے ایک ہنگامہ برپا تھا گرد و غبار سے روز روشن سیاہ ہوا غرض عجب طرحکا ہنگامہ جانکاہ تھا دوست دشمن سے تمیز ہنوتا تھا شمشیر و نیزہ متصل چل رہا تھا فلقطیہ سردار روم نے بھی کوئی سعی کا دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور اپنی فوج کو بڑھا کے دے دیکر مسلمانون پر ایسے ایسے زور سے حملہ آور ہوا کہ ممکن نہ تھا کہ اوسکے حملہ کی کوئی تاب لاسکتا مگر اوس ہارے ہوے مین ساری اوسکی تدبیرین بیکار ہوئین اور سوا ے اسکے کہ اپنے قلعہ مین درآوین و محصور ہو جاوین اوسکی فوج سے کچھہ نہ بن پڑی چنانچہ فرار کو قرار پر ترجیح دی اور ساری فوج بیتابانہ بھاگی مسلمانون سے جہان تک تعاقب بن پڑا پیچھا کیا جو جو آدمی ہاتھہ لگے مسلمانون نے پکڑے و مال و مویشی بے انتہا لوٹے

جائزہ کے وقت آٹھہ سو گرفتار شمار ہوئے ہر ایک سے فرداً فرداً
کہا گیا کہ وہ مسلمان ہوکر اپنی جان بچائین اور زندگی سے راحت اوٹھائین
ہزار آفرین کہ اونھون نے زندگی چند روزہ کو اپنے مذہب
و ملت کی بقا پر تصدّق کیا اور بلا تبدیل عقیدت آٹھہ سے آدمیون نے
تلنت مسیحی پر گردن کٹوا کر جان دی مسلمانون کو اوس فتح سے
بڑی مسرت ہوئی اور خلیفہ نے اوس مژدہ کو واجب السجدہ سے
بڑا جشن کیا خالد کو محمد تعا کا خطاب دیا اور انواع و اقسام کی خوشنودی
سرداران دیگر کی نسبت ظاہر کین مسلمان ہنوز بدستور محصورین کے
گرد جمع تھے کہ تحقیق ہوا کہ موضع مروج صفر مین ہرقل کی فوج قطامہ
کوکبہ کے تحت افسری مین واسطے اعانت محصورین کے آپہونچی ہے
بمجرد اسکے خالد نے عجالتاً حملہ کیا اور ہزیمت دیکر قطاما
کوکبہ کو مع ایک سو سات آدمیون کے گرفتار کیا اور اونھون نے
بھی مسلمان ہونا قبول نہ کیا اور مثل جماعت اول جان دی قصہ
مختصر اوس لڑائی سے بھی بہت کچھہ لوٹ مسلمانون کے ہاتھہ
آئی اور وہ پھر زیر قلعہ دمشق آکر مستعد ہوئے اور اطراف و اکناف
مین دست تاراج بلند کیا قلعلان سردار قلعہ کو مستعدی مسلمانون پر
حیرت تھی اور فکر مین تھا کہ سلطان ہرقل کو صلح پر آمادہ کرے
کہ یکبارگی مسلمانون کی لشکر مین خبر پہونچی کہ دشمنان صدیق اکبر رضؓ کو
مرض الموت لاحق ہے اور ضعف و نقاہت روز افزون سے

امید حیات یکسر نابود ہی تو بھی کمال دلاوری سی مسلمان نے اس خبر کو محفوظ رکھا
اور گوش رومیون تک نہ پہونچنے دیا یہانتک کہ مدینہ مین صدیق اکبر نے
اپنے کو قریب مرگ جانکر عثمان بن عفان کو بلایا اور وصیت نامہ لکھایا اور بعد
تحریر فضائل جناب عمر بن الخطاب کو اپنا جانشین قرار دے کر طلب کیا
اور ودائع اسلام اور وصایا خلافت سپرد کین عمر بن الخطاب نے ہرچند عذر کیا
کہ مجھکو پروا ے خلافت نہین ہے مگر صدیق اکبر نے باصرار کہا کہ یہ مانا کہ تمکو پروا
نہ سہی مگر خلافت تمھاری محتاج ہے لاچار فاروق اکبر نے منظور کیا بعد مسلمانون کو
پند و نصائح معقول سے خلیفہ نے قوی دل کیا اور دنیای دنی سی منہہ موڑ کر سفر آخرت کیا

باب دہم

حسب وقت عزیزہ بیگم نے یہانتک بیان کیا تو بادشاہ نے خوش ہو کر تمھاری
بہت تعریف کی اور حمیدہ سے کہا کہ تم بیان کرو کہ بعد وفات خلیفہ اول کے
کیا ہوا حمیدہ نے بلا تامل کہا کہ بعد طے مراحل غنم و قطع منازل الم فاروق اکبر نے
خالد بن ولید کو عہدۂ امارت سے معزول کیا اور ابو عبیدہ کو حکومت عطا کر کے
خالد ولید کو نائب اوسکا قرار دیا خالد نے اگرچہ یہ کہا کہ اگر زندگی صدیق اکبر کی
وفا کرتی تو میرا عزل روا نرکھتا الا دل تنگ نہوا اور ساتھ ابو عبیدہ سرگرم
محاربہ رہا اہل قلعہ موقع پاکر نکلتے تھے اور لڑ بھڑ کر ہار جاتے تھے اور پھر
قلعہ مین پناہ لیتے تھے یہانتک کہ ایک سال پورا اسیطرح گذر گیا اہل قلعہ نے
ملک ہرقل سے بہت داد بیداد کی اور طلب استمداد مین لجاجت کی مگر کشود کار
نہوا تو لاچار ہو کر خواہان صلح ہوئے ابو عبیدہ نے ایک لاکھ دینار لیکر

صلح نامہ پر دستخط کیے اور پانچوان حصہ یعنے بیس ہزار دینار خلیفہ کے
خدمت مین روانہ کیے اور باقی مسلمانون پر تقسیم کرکے باطمینان تمام
شہر دمشق مین داخل ہُوا ادہر تیرھوین مہینے اپنی خلافت کی یہ خبر
بشاشت اثر فاروق اکبرؓ نے سُنی ادہر ابو عبیدہؓ کو خبر پہونچی کہ ہرقل نے
پھر فوج کو مجتمع کیا ہے اور پے درپے موضع نحل کی جانب روانہ کرتا ہے
لہذا اوسنے تھوڑی تھوڑی فوج چند سردارون پر تقسیم کی اور ایک کے
بعد دوسرے کو روانہ کیا اور جبکہ معلوم ہُوا کہ ہرقل نے بعلبک
مین بہت کچھ سامان جنگ مُہیّا کیا ہے تو خالدؓ ولید نے خود جانا اودھر
منظور کیا اور بعلبک مین پہونچکر فوج روم سے مقابل ہوا
وہ محاربہ بھی بہت سخت تھا مگر حسن تدبیر خالدؓ سے بعد جدوجہد بیشمار شکست
مسلمانون کے ہاتھہ رہا اور بہت سے رومی مسلمانون نے اسیر کیے
اور مال بھی بے حساب لوٹا پھر خالد موافق اجازت ابو عبیدہؓ کے آگے کو
قسطنطنیہ کیجانب بڑھا بعد ابو عبیدہؓ نے بھی اپنا جانا قسطنطنیہ کے
جانب مناسب جانا چنانچہ اپنا نائب دمشق مین چھوڑکر روانہ ہوا اور
مسلمانون کی فوج سے جاملا اور رومیون کی بڑی بڑی تہدید آمیز
خطوط ابو عبیدہؓ کو اس کوچ ومقام مین پہونچے مگر اوسنے بھی جوابات
ترکی بترکی لکھے اور اپنے کو مالک الملک قرار دیا آخرکار
پھر مقام نحل مین بازار کارزار گرم ہُوا ابو عبیدہ نے اوس روز
یزید بن ابو سفیان کو میمنہ اور شرجیلؓ بن حسنہ کو میسرہ اور خالدؓ بن ولید کو

قلب لشکر پر سردار کیا اور حملہ مردانہ کیا قیس بن حمزۃ المرادی سردار
رومیون نے اوس روز بڑی دلاوری کی اور بڑی گھمسان کی لڑائی
لڑی تو بھی مسلمانون کی جمعیت اور رومیونکی شکست نمایان ہوئی
بہت سے رومی کشتہ و خستہ ہوئے اور زندہ بھی بیشمار گرفتار
ہوئے اور بہت سامان مسلمانون کے ہاتھ آیا اور بدستور خمس مدینہ کو
فاروقؓ اکبر کی خدمت مین پہونچا خلیفہؓ نے بعد اظہار اپنی خوشی کے
ابوعبیدہ کو ارقام کیا کہ چندے فوج کو آسایش و آرام دیوے
اور مثنیٰ بن حارث کو دمشق و عراق عجم مین اوسکا نائب کردیا اودھر
یزدجرد بادشاہ فارس نے مسلمانون کی روز بروز شوخی دیکھکر
ارادہ مدافعت کا کیا اور لشکر جمع کرنا شروع کیا مثنیٰ بن حارث
لاچار ہوکر دفعتًہ مدینہ کو گیا اور ساری کیفیت ملک اور صورت حال
جمعیت پارسیونکی من وعن بیان کی فاروقؓ نے بہ تدابیر جانب
مسلمانون کو برانگیختہ کیا اور چار ہزار سوار بہ تحت افسری ابوعبیدہؓ
ثقفی کے ہمراہ مثنیٰ بن حارث کے کرکے مقابلہ یزدجرد پر مامور کیا
اودھر سے جابان سردار ہوکر آیا و نائرہ جدال و قتال بہت بلند
ہوا اور جابان نے بہت سے مسلمانون کو کشتہ و خستہ کیا بالآخر مطہر
بن فضہ نے جابان پر حملہ کیا اور نیزہ کے وار سے گھوڑے سے
گرایا اور قریب تھا کہ کام اوسکا تمام کرے کہ جابان نے مذہب اسلام کو
قبول کرکے امان پائی اور اوس بھاری لڑائی پر اسطرح مسلمانون نے

فتح پائی بدریافت اس خبر ملالت اثر کے یزدجرد کو تردد عظیم
لاحق ہوا اور اوس سے مہران کو نامہ لکھکر مسلمانون کے قلع و قمع پر آمادہ
کیا چنانچہ مہران فوج کثیر اور ہاتھیون کے دل بادل لیکر دریاے
فرات سے پار ہوکر مسلمانون کی فوج سے مقابل ہوا حقیقت مین
اوس روز مسلمانون نے بڑی داد شجاعت دی اور اپنی قلت
و دشمنون کی کثرت پر نگاہ نکرکے سخت محاربت کی حتے کہ سردار
سرداران ابو عبیدہ نے پیادہ ہوکر خود حملہ کیا اور جان دی فوراً
سلیط قیس الانصاری نے عنان حکومت کی لی اور داعی اجل
سے وہ بھی ہمکنار ہوا لیکن بلا بیم و ہراس و انتشار مثنی
بن حارث نے امیر لشکر ہوکر بڑی دلیری سے مقابلہ کرنا شروع کیا
اور اوس جنگ سخت کو آسان سمجھ کر ایسی مردمی سے فتح کیا کہ باوجود
زخمی ہونے کے پارسیون کو یہان تک دور بھگایا کہ دوسرے
روز اپنے مقام پر لوٹ کر آیا اور برابر مقابلہ مین مصروف رہا فاروق رض
اکبر اس خبر ملالت اثر یعنی ضایع ہونے سرداران نامور سے نہایت
مغموم ہوا اور فوج معقول کے ساتھ جریر بن عبداللہ کو منصب
سرداری پر مقرر فرماکر روانہ کیا ہنوز یہ جوان سرحد عراق پر نہ پہونچا
تھا کہ ایک خط جسکے ہر فقرہ سے طعن و تشنیع مستنبط ہوتا تھا مثنی بن حارث
کو لکھا حاصل مدعا اوسکا یہ تھا کہ واہ خوب مردمی کی کہ بڑے
بڑے اولی العزم سردارون کی جان گنوائی اور باوجود

انقضای ایام ممتد تو لہو لعب ہی مین مشغول ہے اور کچھ بنا ئے
بن نہین آتی اس تحریر سے مثنے کو نہایت رنج ہوا اور اوس نے بھی
اوسی قسم کا جواب لکھا کہ اگر جو حوصلہ مردی ہے تو دور سے لاف زنی
بیفائدہ ہے آؤ اور اپنی جوانمردی دکھاؤ غرض وہ تو نہین مخالفت
پر تیار ہوئی خلیفہ بدریافت اس شامت مخالفت کے سخت
برآشفتہ ہوا اور کمال تہور سے خود عازم میدان کارزار ہوا مگر مشیران
باتدبیر نے روکا اور دار الخلافت کا چھوڑنا فاروق کا روا نہ رکھا
ناچار علی ابن ابی طالب سے کہ جنکی فکر صائب سے ہر عقدہ
لاینحل کھلتا تھا مشورہ کیا اوس ولی نے سعد وقاص کو لائق
سرداری تجویز کرکے اورون پر فائق قرار دیا چنانچہ سعد وقاص
ہمراہ فوج کثیر کے مامور ہوا اثنائے راہ مین سعد نے سنا کہ مثنے
جو زخمو نسے چور اور بستر علالت پر رنجور تھا جہان سے گذر گیا اسلیے
زیادہ تر عجلت کرکے چاہتا تھا کہ میدان کارزار تک پہنچے مگر
برف باری مانع آئی اور نہ پہونچ سکا سترہ تابستان مین شہر قادسیہ
مین پہونچا یزدجرد نے خبر ورود سعد پر وقوف پاکر ایلچی بھیجا اور ادھر
سے بھی سفیر معین ہوا کہ یزدجرد کو سمجھا دے کہ اگر وہ دین اسلام
کو قبول کرلے تو بلا جدال وقتال وخونریزی بندگان خدا
مصالحہ ہوجاوے اور اوسکی فرمانروائی مین خلل نہ آوے چنانچہ
سفیر مسلمانون کی جانب سے یزدجرد کے پاس گیا اور بلا بیم وہراس

پیام سردار لشکر اسلام التماس کیا مگر کچھ نتیجہ مرتب نہوا اور اودھر پارسیون نے
بڑا لشکر قادسیہ پر جمع کیا ادھر لشکر سعد وقاص بھی آمادہ نبرد ہوا چنانچہ
وقاص نے میمنہ پر عمرو بن مسعد اور جریر بن عبد اللہ کو اور میسرہ پر
ابراہیم بن حارثہ اور علی بن جحش العجلی کو تعینات کیا اور قلب
لشکر مین طلحہ بن خویلد الاسدی و منذر بن حسان الفی کو مامور کیا اور
یون ہی جناح و ساقہ و کمین کو آراستہ کیا ادھر سے مہران امیر
آذربائی جان بڑھا اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور تمام روز متصل
حملہ ہوتا رہا یہان تک کہ مہران مارا گیا دوسرے روز فیروز نام
پہلوان ہاتھی پر سوار ہو کر مقابل ہُوا ابو الموت نے اپنے گھوڑے کو
بڑھا کر فیروز پر حملہ کیا ادھر ابو الموت گھوڑ لیسے اور اودھر فیروز
ہاتھی سے نیچے گرے طرفین سے دھاوا ہوا اور بڑی کوشش و
کشش جانبین سے بر روے کار آئی انجام کو پارسیون نے ہزیمت
پائی اور قلعہ قادسیہ تحت و تصرف مسلمانون مین آیا تیسرے
روز پارسیون نے ہاتھیون کے دل آراستہ کیے جس سے
عرب کے گھوڑون کے کان کھڑے ہوئے نزدیک نجاتے تھے اور آگے
بڑھنے مین ہمت ہارتے تھے تب مسلمانون نے لاچار پیادہ ہو کر داد
مردانگی دی و باوجود ضعف و پیری خود سعد نے شاہنشاہ نامے
سردار پارسیون سے مقابلہ کر کے نام پیدا کیا غرض پانچ روز تک
برابر مقابلہ قائم رہا پانچوین روز قریب تھا کہ مسلمانون کو شکست ہو

کہ ہاشم بن وقاص مع اپنی فوج کے روار وشام سے پہونچا اور فوراً
شریک کارزار ہوا اور اسقدر پارسیون کو تنگ کیا کہ قدم ثبات
اونکا اوکھڑ گیا اور سراسیمہ ہو کر مدائن کی جانب پریشان ہو کر بھاگے
وقاص نے بھی بلا تاخیر دس ہزار سوار تعاقب مین روان کیے چنانچہ
پارسی بھی ٹھہر گئے اور مکرر مقابلہ کیا لیکن شکست پر شکست
کھائی اور بھوکھے پیاسے بھاگے اور بہت کچھ مال و اسباب و
نقد وجنس چھوڑ گئے کہ سب مسلمانون کے ہاتھ آیا پھر مسلمانون نے
دریاے دجلہ کو بلا زورق وکشتی عبور کیا یہ حرکت مسلمانون کی یزدجرد
بادشاہ نے خود مشاہدہ کی کہ نہ تو وہ مرنے کو ڈرتے ہین اور نہ عمق
دریا سے خوف کھاتے ہین نہ درندون وگزندون کے آسیب
کی پرواکرتے ہین بہرحال پارسیون کے دل پر اہل عرب کا رعب
چھاگیا بلکہ اوںھون نے مسلمانون کو طبقۂ بنی آدم سے خارج سمجھکر
ایکبارگی بلا اور لڑائی وبھڑائی کے میدان کارزار کو چھوڑ دیا اور جبال
وصحرا کے سوا کہین اپنا مامن نہ سمجھا پس سعد وقاص نے بکمال
شدومد خبر اپنی فتح وفیروزی وتسلّط شہر قادسیہ و مدائن وحصول
غنیمت وفراری یزدوجرد کی بحضور خلیفہ ارسال کی جس سے
خلیفہ کو انتہا کی خوشی وخورمی واہل مدینہ کو مسرور موفور ہوا خلیفہ نے
سعد وقاص کو لکھا کہ چندے بلا حرب وضرب مداین مین استقامت
کرکے لشکر کو آسایش وراحت دو اور فوج شام کو پھر اوسی طرف

روانہ کرو چنانچہ بہ تعمیل حکم فوج شام کو سعد وقاص نے پھیر دیا اور خود مدائن
مین آسایش گزین ہوا اگرچہ یہ جنگ اہل عرب کی ویسی ہی تھی جیسا کہ
یزدجرو نے مغیرہ سفیر سعد وقاص سے کہا تھا کہ بعوض اوس
احسان کے کہ ہمنے ایام قحط اور ہمارے تنگدستی اور پریشانی میں
تم لوگون کو اپنے ملک مین آنے دیا اور نفع رسانی مین اعانت
کی اور جنھون نے تجارت کرنے کا ارادہ کیا اون لوگون کو
منع نہ کیا اور جن شخصون نے اور حیلون سے آنا جانا ناپسند کیا
اوسکو بھی جائز رکھا اور جو گدائی کرنیکو آئے اون کو خاطر خواہ دیا
اور دلوایا مگر تم لوگون نے آب و ہوا خوش اور اغذیہ لذیذہ و میوۂ
پسندیدہ و نرم و گرم ہمارے ولایت کا جو دیکھا تو مانند اوس روباہ کے
مکر کیا جو پریشان ہو کر کسی باغ انگور مین گئی تھی اور اوسکے باغبان نے
خیال بھوکھے و پیاسے کا کرکے انگور کھانے سے نروکا تھا بلکہ سلامت
جانے دیا تھا و اوسکے عوض مین روباہ مذکور اور بہت سی لومڑیون کو
انگور کھلانے کو باغ مین اپنے ہمراہ لے آئی تھی لیکن
کامیابی مسلمانون کی بھی خالی از حیرت نہین ہے کہ ایسے بڑے
قوی بادشاہ پر اون لوگون نے جو مزاج و عادات وحشیانہ رکھتے تھے
کیونکر نصرت پائی اور اون نبرد آزماؤن اور تجربہ کارون کو جنھون نے
بڑے بڑے محاربے کیے تھے پس پا کیا پس پا کیا پس سوا اسکے کہ اہل عرب
علاوہ اون راحت و فراغت کے جو بعد حصول ملک ہوا کرتی ہے

تمام تر یقین کرتے تھے کہ اگر اوس لڑائی مین مارے جاوین تو عقبے مین
رستگار ہونگے اسواسطے زندگی اور موت دونون کو یکسان سمجھتے
تھے کچھ خیال مین نہین آتا غرض کہ جب ابو عبیدہ سعد وقاص سے
رخصت ہو کر پھر شام مین داخل ہوا اور اہل شام نے فتح مداین کی خبر پر
اطلاع پائی تو زیادہ تر متردد ہوئے اور استحکام قلعۂ حمص مین
اہتمام کرنے لگے بوعبیدہ نے بعد انتظار بسیار دیکھا کہ اہل قلعہ لڑنیکو
باہر نہین آتے تو ہر چہار طرف کے راستون اور گذر گاہون پر فوج کے
دستے مقرر کیے اور ایسا انتظام معقول کیا کہ اشیاء مایحتاج کا ملنا اہل
قلعہ کو مشکل ہوا اور چار ناچار اون کو مقابلہ کرنیکو باہر آنا پڑا خالد بن ولید
قلعہ کے دروازۂ شرقی کی جانب اور بوعبیدہ دروازۂ مغربی پر اور
ایک سمت سے یزید بن ابی سفیان نے دھاوا کیا اور چارون طرف سے
اپنے دستور کے موافق اس درجہ کو شمشیر زنی کی کہ اہل قلعہ بہت سے
کام آئے اور باقی گھبرا کر پھر قلعہ مین واپس گئے اور آپسمین سوچنے لگے
کہ آیندہ کو کیا کرنا چاہیے اور مسلمان بھی خوشی اور شادمانی سے
اپنے مقام پر آئے دوسری صبح کو اہل قلعہ نے درخواست مصالحہ کی
اور ستر ہزار دینار نقد و فی کس چار دینار سالیانہ آیندہ کے لیے
لینا مسلمانون نے منظور کر کے صلحنامہ پر دستخط کیے تو اہل قلعہ نے
دروازہ کھول دیا اور آیندہ کو شر سے ایمن ہوئے بوعبیدہ نے بھی
حصار مین اپنے لیے جگہ لی اور اطراف و جوانب مین اہالیان فوج کو

تعینات کیا کہ لوٹ کھسوٹ کر خورد نوش حاصل کرین اودھر سلطان ہرقل
معاملہ اہل حمص سے نہایت برہم ہوا اور چارون طرف سے اپنے
ملک وسیع کی فوج ملازم و رعایا کو طلب کیا اور تین لاکھ آدمی تین وزیرون
کو سپرد کیے تا مسلمانون کی بیخ و بن کو کھود ڈالین چنانچہ ماہان
وزیر سلطان نے انطالیہ سے کوچ کیا روانگی وزیر مذکور سے مسلمانون
کو سخت ہراس ہوا اور بموافق راے یکدگر حمص سے دمشق کو جانا
اور اہل عیال ہمراہی کو محفوظ کرنا پسند ہوا خلیفہ کو اگرچہ یہ بزدلی
ناگوار ہوئی الاکثرت فوج روم ایسی نہ تھی کہ وہ معذور نفرماتا آخر
اور فوج مدد کے لیے روانہ کی ماہان نے دریاے برموک
سے بڑی جمعیت و احتشام سے عبور کیا اور حمص مین پھونچکر
نہایت لعنت و ملامت اہل قلعہ کو کی اور منتظر وقت کار تھا اودھر
مسلمانون کو بھی کسیقدر اور مدد ملی اور خلیفہ نے بو عبیدہ کو لکھا کہ
تو شاید حدیث پیغمبر کو بھول گیا اور نہین جانتا کہ خداوند تعالی نے
اہل روم پر فتح دینے کا وعدہ کیا ہے اونکی کثرت فوج کو مثل
ریگ بیابان کے اپنے پاون کے نیچے جاننا چاہیے اور اپنی قلت
جماعت کو شیر و پلنگ تصور کرنا چاہیے چنانچہ بو عبیدہ نے بھی
بطریق شایستہ اپنی فوج کو وعظ و نصایح کیے ماہان نے جب خبر
اور مدد کے پہونچنے کی لشکر اسلام مین سنی تو بو عبیدہ کو پیغام بھجوایا
کہ اگر کوئی لائق آدمی آوے تو غرض اصلی دریافت کرین چنانچہ

خالدبن لبید گیا اور اوسنے صاف صاف سمجھا دیا کہ بدون اسکے کہ تم مسلمان
ہوجاؤ یا جزیہ دینا قبول کرو ہم تمھارا پیچھا نہ چھوڑینگے اور مرنے کو
ہم اوسی قدر بہتر جانتے ہین جسقدر تم جینے کو اور مقابلہ کو ہم
ہروقت مستعد ہین ماہان کو یہ سنکر مکدر ہوا مگر اپنی فوج کو بڑھنے کا
حکم دیا اور بتیس صفون مین بتیس بتیس ہزار آدمی فوج کے تقسیم
کرکے خود آگے ہوا اوسوقت عرب ہمگین سینتیس ہزار تھے وہ بھی
ضعف اضعف ہوے ابو عبیدہ رضؓ نے ہر طرح سے اپنی قوم کو سمجھایا کہ سوائے
اسکے کہ یہان مرجانا چاہیے اور کچھ بہتر نہین ہے چنانچہ ایک نے
دوسرے کو وصیّت کی اور سب نے آپس مین کہا کہ جو پہلے اس
دنیا سے گذرے اور پیغمبر کے حضور مین حاضر ہو وہ ہم لوگونکی سفارش
کرے اور ہر ایک نے لڑنے بھڑنے مین سبقت کی اور یہان تک
جدال و قتال مین طول ہوا کہ رات ہوگئی اور رومیون نے ہٹ کر
ایک بلند مقام پر پناہ لی لیکن مسلمان رات بھر اون کو گھیرا کیے
صبح کو فوج روم کی منتشر ہوگئی اور بیشمار مردے اونکی فوج کے نظر آئے
چنانچہ ماہان بھی مرا ہوا ملا چونکہ کوئی زخم نیزہ و شمشیر کا اوسپر نہ تھا
اسلیے خیال کیا گیا کہ شدت غیرت سے وہ مرگیا مسلمانون کے بھی
گو بہت سے آدمی ضائع ہوئے مگر بالآخر فتح مند و منصور ہوئے
اور غنیمت بیشمار پاکر مسرور ہوئے جسوقت اس شکست پر سلطان
ہرقل مُطّلع ہوا انتہا درجہ کو تنگدل ہوا اور قسطنطنیہ کی جانب

چلا گیا مسلمانون کو اوسکا جانا ایسا مفید ہوا کہ اونھون نے پے درپے
حلب و دیگر شہرون پر قبضہ کیا اور جا بجا ابوعبیدہ نے اپنی فوج
تعینات کی اور خود دمشق کو لوٹ آیا اور اس حد و کد سے ملک
شام کا رومیون سے لے لیا فاروق اکبر نے ابوعبیدہ کو لکھا کہ فوج
کو چندے آسایش دیوے اور آہستہ آہستہ دوسرے باقی
شہرون پر تاخت کرکے مفتوح کرے و بنا بر جنگ پارسیون کے
سعد وقاص کو پھر مستعد کیا یزدجرد نے بھی فوج کو جمع کیا اور تحت
افسری رستم مین اسقدر فوج متعین کی کہ جسکا حساب و شمار قیاس
سے باہر تھا خلیفہ نے ابوعبیدہؓ کو حکم دیا کہ کسیقدر فوج متعینہ
شام سے سعد وقاص کی مدد کرے چنانچہ پے درپے سوار و پیادے
قریب چودہ ہزار کے شام سے روانہ ہوکر پہونچ گئے اور بڑی
دھوم دھام سے مقام حلوان مین فوج یزدجرد سے محاربہ کیا رستم نے
بھی جہان تک ہوسکا چاہا کہ بجاے رستم دستان اپنا نام صفحۂ روزگار پر
قائم کرے مگر تائید ایزدی غالب آئی اور کام اوس پہلوان کا
اہل اسلام نے تمام کیا اور ہزیمت فاش دے کر مقام
جولان پر تسلّط کیا اور جریر بن عبداللہ الحلی کو جولان مین متعین
کرکے موافق حکم خلیفہ کے سعد وقاص مدائن کو لوٹ آیا اور
شہر کوفہ مین طرح سکونت اہل عرب کی ڈال کر مسجد قائم کی
اور اودھر شام مین ابوعبیدہؓ نے اکثر شہرون کا محاصرہ کیا اور

فتحیاب ہوتا گیا اور پھر بارادۂ تسخیر بیت المقدس کے متوجہ ہوا تو اہل ایلیا
مانع آئے اور مقابلہ کو تیار ہوئے بالآخر شکست پاکر خواہان صلح ہوئے
الا ابو عبیدہ سے عذر کیا کہ تمھارے عہدنامہ پر اعتبار خاطر خواہ نہین
ہوسکتا لہذا اپنے خلیفہ کو بلاؤ اور شرائط مناسب مقرر کرکے بنا
صلح کی مستحکم اور مضبوط کرو چنانچہ ابو عبیدہ نے فاروق کو لکھا اور
مشورہ دیا کہ اسوقت قدم رنجہ فرمانا اور لشکرگاہ تک آنا لابد اور ضرور
معلوم ہوتا ہے یہ سنکر اہل مدینہ نے بھی خلیفہ کو آمادہ کیا چنانچہ
بجمعیت کثیر بنفس نفیس خلیفہ نے قصد شام کا کیا اور حضرت
امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو اپنا قایمقام مدینہ مین چھوڑ کر
نہضت فرما ہوا خبر نزول اجلال خلیفہ سُنکر ابو عبیدہ استقبال کو آیا
اور بڑی گرمجوشی سے قدمبوس خلیفہ ہوا مگر خلیفہ نے سر اوس کا
اوٹھا کر اپنا سر ابو عبیدہ کے پاؤن پر رکھا اور فرمایا کہ تم سزاوار
اسکے ہو کہ مین تمھارے قدمبوسی سے اپنا فخر و مباہات کرون غرض
بعد اظہار کلمات محبت و شفقت حوالی ایلیا مین پہونچکر دیگر سرداران
نامی و گرامی سے جو محاصرہ اہل ایلیا مین مشغول تھے ملکر خوش ہوا الا
جبکہ اون لوگون کو لباس ہاے نفیسہ و خلعت ہاے گران بہا
جو حریر محض سے بنے ہوے تھے پہنے اور گھوڑون باساز و یراق پر
سوار دیکھا تو اظہار اپنی ناخوشی کا کیا اسلیے کہ وہ لباس اور وضع
خلاف آئین مذہب اسلام کے اون لوگون نے مال غنیمت سے

سہم پہونچائی تھی پھر بیت المقدس مین پہونچکر عہدنامہ کی شرائط
مضبوط کین اور اہل شہر کو مامون و محفوظ کرکے جانب مدینہ منازل پیما
ہوا اور تھوڑے دنون کے بعد پھر سفیر کو سلطان ہرقل کے پاس بھجوایا
کہ ملت اسلام کو قبول کرے الا اوس بادشاہ نے نہ مانا اسی اثنا مین وبای
سخت لشکر اہل اسلام مین پھیل گئی جس سے ابو عبیدہ و دیگر
سردارون نے جان دی خلیفہ نے یزید بن ابی سفیان کو بجاے
ابو عبیدہ کے امیر مقرر فرمایا اور حکم محکم دیا کہ بلا توقف قیساریہ کی جانب
جاوے اور اوسکو اپنی حکومت مین داخل کرے اور تاوقتیکہ شہر مذکور
تبعیت مسلمانون مین شامل ہو قدم ثبات کو قائم رکھے چنانچہ
یزید نے تعمیل حکم کی بوجہ احسن کی اور چند مرتبہ اہل قیساریہ سے
مقابلہ کیا و غلبہ پایا مگر اہل قیساریہ جب ہارتے تھے تب اپنے کو
قلعہ مین محصور کرتے تھے لہذا یزید نے اپنے بھائی معاویہ کو وہان چھوڑا
اور خود دمشق کو روانہ ہوا اہل قیساریہ نے موقع مناسب پایا اور معاویہ
پر حملہ کیا تو بھی وہی معاملہ گذشتہ پیش آیا اور مجبور ہو کر بیس ہزار
دینار نقد ادا کرکے جزیہ دینا منظور کرلیا لہذا معاویہ نے امن دی اور
خود بھی دمشق کو لوٹ آیا چند روز کے بعد خلیفہ نے عیاض الفہری کے
نام جو لشکر شام مین موجود تھا حکم صادر کیا کہ وہ جمعیت خاطر خواہ کو
منتخب کرکے جانب رقہ کے جاوے اور اوس شہر کو بھی حکومت
اسلام مین داخل کرے چنانچہ بموجب فرمان عیاض الفہری روانہ ہوا

اور زیر قلعہ رقعہ فوج بہتیار مخالف کو دیکھکر طریق مجادلہ اس سے بہت
نہ سوچا کہ رات ہی کو شبخون مارے اور بیخبری اور بے حوزی اہل رقہ
اپنا کام بناوے اور اس خیال پر بلا آسایش و آرام دفعتاً دروازے
پہونچکر جیسا چاہتا تھا کامیاب ہوا صبح کو اہل قلعہ سے صلح کرنے کے
سوا کچھہ نہ ہو سکا اور بیس ہزار دینار نقد دے کر جسیذیہ قبول کر لیا
اور پھر شہر اماوران کار کی طرف عیاض متوجہ ہوا اور پندرہ روز پے
در پے مقابلہ کر کے اون کو بھی طاعت گزار بنایا اور شہر حران کو
بدون لڑنے بھڑنے کے مسخر کیا اور جانب شہر عین الورود کے کوچ
کیا وہان کے لوگون نے داد مردانگی دی اور کمال ہمت سے
مقابلہ کیا حتے کہ عیاض نے اپنی جماعت کو مانند شکست یافتون و ہزیمت
خوردون کے ہٹایا اور دور تک بھگایا تب اہل شہر نے بیوقوفانہ
تعاقب کیا اور جب سب میدان مین آ چکے تو پھر اونپر عیاض نے
سخت حملہ کیا اور ایسا بس پا کیا کہ صبح کو بیس ہزار دینار دے کر
جزیہ دینا اون لوگون نے منظور کیا اور چندے شہر مذکور مین آرام
و آسایش کا ارادہ کر کے میسرہ بن مسروق العبس کو جانب خابور کے
مامور کیا جس نے اکثر شہرون کو مثل قرقیا وغیرہ فتح کیا و عبید
عیاض کے پاس حاضر ہوا عیاض وہان سے کوچ کر کے راس العین مین
پہونچا اور خفیف لڑائی کر کے اپنا قبضہ کیا و مالک ابن الحارث اشتر کو
مضافات مین مامور کیا جسنے اکثر قریات اور شہر کو اپنا مطیع کیا

پھر عیاض نے شہر یقین کو مفتوح کیا اور لوٹ کر شہر حمص مین اس جہان
سے کوچ کیا اوسی عرصہ مین یزید بن ابو سفیان کے انفاس
زندگی بھی تمام ہوئے خلیفہ کو بسبوح ان سوانح کے انتہا کو تالم ہوا
و انجام کو معاویہ بن ابو سفیان کو امیر شام کے منصب پہ ممتاز و سرفراز کیا
اور با طمینان تمام بنا بر سکونت بالاستقلال کے آبادی شہر کا حکم
نافذ فرمایا چنانچہ بنیادین مساکن و مساجد کی پڑگئین اور مسلمانون نے
سکونت وہان کی اختیار کی بعد اوسکے خلیفہ نے قصد تسخیر ملک مصر کا
بھی جو اوسوقت قبضہ سلطان ہرقل مین تھا مضبوط کیا ظاہر ہے
کہ درمیان عرب و ملک مصر کے بحر احمر و یا قلزم حائل ہے اور سیرابی
اور خوش سوادی مین ملک مصر مشہور و معروف ہی اسلیے مسلمانون کو
پہلے سے خواہش تسخیر اوس ملک کی تھی لیکن چونکہ علم جہازی سے
بخوبی مطلع نہ تھے بلکہ سفر دریا سے انتہا کو ڈرتے تھے اسلیے اپنی قصد اور
کوشش کو بر روے کار نلا سکتے تھے خشکی کی وہی راہ ڈھونڈھتے تھے
کہ جس سے ملک افریقہ بذریعہ گردن زمین سوئیز کے عرب سی ملصق ہے
مگر بوجہ مداخلت شامیون کے اودھر سے لشکر کشی کرنا غیر ممکن تھا
جبکہ ملک شام کا ہاتھہ آیا تو خلیفہ نے عمر ابن العاص کو بنا بر تسخیر مصر
مقرر کیا اور وہ چار ہزار سوار جرار لیکر براہ غارہ متوجہ مصر ہوا
اور فتح مصر اور دیگر بلاد افریقہ مین ساعی ہوا عمر ابن العاص نے
ملک مصر پر حملہ پر حملہ اور تاخت پر تاخت کرنا شروع کیا اور ملک مصر کی

قناعت نہ کرکے افریقیہ کے اکثر ممالک کو سرعت سے فتح کیا چنانچہ
بنوبیا سے لیکر ملک بارباری مغربی جزائر پر قبضہ اہل عرب کا ہو گیا
اوسی اثنا مین خلیفہ نے ابو موسے اشعری عامل بصرہ کو حکم دیا کہ وہ سرحد
عجم مین بڑھنا شروع کرے اور آہستہ آہستہ شہرونکو اپنی حکومت
مین داخل کرے حسب الحکم وہ بھی مستعد ہوکر روانہ ہوا اور سب سے پہلے
موضع ایلہ مین پہونچکر مقابلہ شروع کیا اور شہرون کو تاراج کرتا ہوا اہواز
اور مناور کبرے پر قبضہ کرکے شاپور بن آذر ماہان حکمران سوس پر
دھاوا کیا اوس نے پہلے صلح کرکے امان لی الا پھر غدار ہوا آخر کار
پکڑا گیا اور جان کھوئی وہان بہت مال و دولت مسلمانون کو ہاتھ آئی
لوٹ مین ابو موسے نے ایک دروازہ مقفل وہان پایا معلوم ہوا کہ
دانیال حکیم کی لاش اوسمین رکھی ہے چنانچہ ابو موسیٰ نے خلیفہ کو لکھا اور
فضائل دانیال مین بہت کچھ مبالغہ کیا اور حکم چاہا کہ اوس لاش سے کیا کیا جائے
خلیفہ نے اکابران دین کو جمع کرکے پوچھا مگر کوئی نہ بتلا سکا آخر امیر المومنین
علی ابن ابی طالب نے مطلع کیا کہ دانیال ایک پیغمبر برحق ہے اور
اگر وہ لاش اونھین کی واقعی ہے تو دفن کرنا چاہیے بمجرد اوسکے
خلیفہ نے ایسا ہی حکم جاری کیا اور لاش کو ابو موسی نے دفن کرادیا
اور پھر شستر پر فوج کو لیگیا ہرمزین نوشیروان وہان پر موجود تھا
اوسنے خبر ورود دست درازی مسلمانون کی یزدجرد کو لکھی اور مدد چاہی
اوسنے بغیظ و غضب فوج روانہ کرنا شروع کیا اور پے در پے

لشکر آنے لگا ابو موسے نے بھی خلیفہ سے مدد چاہی اور بیس ہزار سوار
و پیدل کی جمعیت حاصل کی چنانچہ ہرمز مع مردان شاہ و مہریار وزرای
یزدجرد مقابلہ کو میدان کارزار مین آیا مسلمانون کی جانب سے عمار
یاسر و حذیفہ یمانی کو سوار و پیدل کی افسری دے کر ابو موسے مقابل
ہوا اور کئی روز تک سخت مقابلہ رہا آخر کو منظور خدا یہ ہی تھا کہ وہ لشکر
کثیر مسلمانون کی جماعت قلیل سے منہزم ہو لہذا مسلمانون نے
فتح کے سوا بہت کچھہ دولت وہان سے پائی ہرمز نے بھاگ کر شہر مین
پناہ لی تین ہزار قیدی اوس روز مسلمانون کی بندی مین آئے
منجملہ اون کے ایک قیدی کی سازش سے حصار شہر پر پہونچنے کی رسائی کی
تدبیر ہاتھہ لگی یہان تک کہ دفعتًا رات کو مسلمانون نے دھاوا کیا اور
شہر کو چھین لیا ہرمز اندر قلعہ کے محصور ہو گیا اور مجبورانہ امان خواہ
ہوا اوس روز جہان مال و دولت بیشمار لشکر اسلام کے ہاتھہ لگا
وہان بہت آدمی بھی اونکے ضائع و بیکار ہو لئے انجام کار ہرمز کو
مع اوسکے اہل و عیال و متعلقین کے ابو الموسے نے حراست مین
مدینہ کو روانہ کیا کہ اوسکے پہونچنے سے اہل مدینہ کو بڑی خوشی ہوئی
اور ہرمز کو بوجہ عدم قبول مذہب اسلام حکم قتل کا خلیفہ نے دیا تھا
مگر فہمائیش معقول علی ابن ابی طالب سے اوسنے خود بلا جبر و اکراہ
مذہب محمدی قبول کر لیا اور عزت و حرمت سے مدینہ مین سکونت
اختیار کر لی اسکے چند ہی روز کے بعد پھر ڈیڑھ لاکھہ فوج شاہ ایران کی

برحمت ذوالحاجب بن جداد وسفار بن حزز وجہانگیر بن پرویز وسرشان
بن اسفندیار مجتمع ہوئے اور چارون سردارون نے قسم غلیظ
کھائی کہ پہلے ان مسلمانون کو جواب موجود ہین قتل کرکے
مسلمانان متعینہ سرحد کو بھی ٹھکانے لگائین اور عرب کے ملک مین
بڑھکر خلیفہ سبدع فساد کو بیخ وبنیاد سے مٹادیوین چنانچہ جب
مسلمان متعینہ سرحد سے چلیا اوخون نے ارادہ کیا تھا سلوک بھی کیا
تو عوامل کوفہ وبصرہ نے حقیقت حال کی خلیفہ کو لکھی بدریافت
اس خبر متوحش کے اسقدر غیظ وغضب خلیفہ پر مستولے ہوا
کہ شدت غضب سے تمام جسم لرزنے لگا اور اس روز سے دانت
بجنے لگے کہ دور تک کے لوگون کے کانین آواز جاتی تھی اور بباعث
کمال غصہ کے خلیفہ سے حرف صحیح ادا نہوتا تھا تو بھی جلدی سے
مسجد نبوی مین جاکر مہاجر والضار کو جمع کیا اور غصہ کو بمشکل تمام ضبط
کرکے حقیقت حال کو بیان کیا اور ہر ایک سے مشورہ چاہا عثمان
بن عفان نے کہا کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ تم خود واسطے اس
محاربۂ سخت کے توجہ کرو تاکہ تمھاری وجہ سے مردان امت بکثرت
جمع ہوجاوین اور تمھاری تدابیر صائبہ سے منفعت اوٹھاکر
فتح پاوین الاختلاف رائے دوسرون کے امیرالمومنین علی ابن ابی طالب نے
مشورہ دیا کہ خلیفہ کا جانا بیفائدہ ہے اور افواج شام اور یمن کو اوٹھا کر
پارس کی جانب روانہ کرنا موجب ازدیاد اندیشہ و ضرر ہے اسلیے کہ

کہ تازہ تازہ وہ ملک فتح ہوا ہے پھر وہان کے باشندے اور فوج ہر قسل
دخل کرکے مساکن ومساجد مسلمانون کی کھود ڈالین گے وہر گاہ تھوڑ ےسے
مسلمانون نے ابتدا مین بڑے بڑے کام کیے مین تو اب تو شمار مین
کہین زیادہ ہین اونھین لوگون مین سے جو کوفہ و بصرہ کی جانب مقرر ہین
کسی کو سردار کرکے مدد دینا چاہیے اور مدینہ کو کمزور نکرنا چاہیے تاکہ اطراف
سے دارالخلافت پر تاخت نہو یہ مشورہ خلیفہ کو جان سے زیادہ
پسند آیا اور نعمان بن مقرن المزنی کو سرداری کے منصب پر تجویز کیا
اور حکم دیا کہ وہ اپنی خاطر خواہ فوج کو مقرر کرے اور جہان تک جلد ہوسکے
سرحد ایران پر جا پہونچے اور عاملان کوفہ و بصرہ کو رقم فرمایا کہ اپنی
فوج سے ایک ایک ثلث نعمان کے پاس روانہ کردو نعمان نے
بہ تعمیل ارشاد خلیفہ بہت کچھ جد و جہد کیا اور اپنی فوج کو آراستہ کرکے
روانہ ہوا علاوہ اسکے راہ مین اور جہان تک ممکن ہوا اپنے لشکر کو بڑھایا
اور فوج مرسلہ عوامل کوفہ و بصرہ کو جو آگے پیچھے ملتی گئی اپنے ساتھ
لیتا ہوا سرحد ایران پر پہونچا چونکہ فوج سرداران ایران متعینہ سرحد
بیلے لڑے بھڑے بھاگ گئی تھی لہذا مقام نہاوند تک جہان ڈیڑھ
لاکھ فوج پارسیون کی پڑی ہوئی تھی چالیس ہزار آدمیون کو بڑی
طمطراق سے لیگیا اس مقام پر پہونچکر حمیدہ نے بادشاہ سے کہا
کہ میرا جی بیساختہ چاہتا تھا کہ اس معرکہ کو مفصل عرض کرون اور ایک
ایک بہادر پارسی و عربی کی تعریف و توصیح کرون مگر جہان پناہ کی

قلت فرصت پر نظر ہے اسلیے مختصر گذارش کرتی ہون اور پھر کہنا
شروع کیا کہ مردوں کی وفاداری و دولت اسوقت تک ساتھ دیتی ہے
اور ہماری تدبیرین و تجویزین کام آتی ہین جبتک کہ خداوند عالم کی تائید
و عنایت شامل ہوتی ہے اللہ اکبر ڈیڑھ لاکھ آدمیون کے روبرو
چالیس ہزار کیا حقیقت رکھتے تھے خاصکر وہ لوگ کہ جو پرویسی تھے
اور اپنی حد سے بہت بڑھکر آئے تھے مگر تائید الٰہی مسلمانون کی
ساتھ تھی اسواسطے جس دم ورود مسلمانون کا سُنا پارسی گھبرا گئے کہ وہ آفت
ناگہانی اور بلاے آسمانی کیطرح پھر آپہونچے اودھر تو مسلمانون کو بھی
کثرت جمعیت مخالف سے ہراس تھا پر نعمان نے بڑے بڑے خطبے وعظ
کے پڑھے اور لوگون کے دلون کو بڑھایا غرض کہ جب مقابلہ کے
لیے فوج پارسی قلعہ نہاوند سے نکلی مسلمانون نے بھی اپنے
پرے جما لئے اور میمنہ و میسرہ و قلب آراستہ کیا اور ہر ایک منتظر
اپنی موت کا ہوا اور سب نے دلمین یقین کر لیا کہ آج سبکا درجہ
مساوی ہوگا اور کوئی دوسرے کو کچھ نہ کہکر فضیلت حاصل کریگا
یعنے سب راہ حق پر مرجاوین گے اور شہید ہوینگے اور بہشتیان
خدا بعوض اس کوشش کے رستگار ہونگے اور اودھر سرداران
پارسی کو ہر دم اپنی نصرت کا خیال تھا اور وہ جس جس خوبی و آراستگی سے
قلعہ سے نکل نکل کر آتے تھے اور اپنی فوج زرق برق کو مقامات
مناسب پر پھیراتے تھے لائق ہزارون آفرین کے تھے غرض معرکہ

شروع ہوا پہلے جیسی ہی مسلمانون نے حسب عادت غافلہ تکبیر بلند کیا پارسیون کے چہرون کا رنگ فق ہوگیا آتے ہوئے جوان سپاہیون کے جاتے تھے تیر اندازون کے ہاتھہ جلد کھینچنے مین تھرتھراتے تھے سردار بہت کچھہ بڑھاوا دیتے تھے اور بڑی مشکل سے سامنے لاتے تھے تو بھی شاید سو مین بیس مردون کی طرح لڑتے تھے لیکن سپہ بھی کوئی دقیقہ اونھون نے باقی نہین رکھا پہلے ہی دن فوجدار مارا گیا اوسکا بھائی جو قریب کفر اعتقاد گیا کہ مبادا مسلمان ہراسان ہونا فوراً علم لیکر لڑنے لگا اور کچھہ پروا بھائی کے مرنیکی نہ کی یہانتک کہ وہ بھی مارا گیا اور تین روز برابر یون ہی محاربہ قائم رہا چوتھی رات کو مسلمانون نے آپس مین مشورہ کیا کہ جو کچھہ ہونا ہو وہ صبح کو ہوجاوے اندیشہ بلا سے بلا مین ہونا کہین بہتر ہے چنانچہ چوتھے روز ایسا ہی کیا اور جی توڑ توڑ کے سب نے لڑنا شروع کیا اوسوقت ادبار پارسیونکا اس درجہ ترقی پر آیا کہ بجز پشت دکھلانیکے اون سے کچھہ نہ بن پڑا انہاوند القصہ عربون کے آگیا اور شبا شب اس شرم سے کہ شہر کو دوستون کو کیا منھہ دکھلاوینگے اکثر پارسی بھاگ گئے حسب عادت اہل عرب نے شہر کو خوب لوٹا اور بخوبی اپنا عمل دخل کرلیا مدینہ مین خلیفہ کو خبر فتح و فیروزی کی جسوقت پہونچی کہ باوجود نہ ہونے کسی سردار نامی و گرامی کے فرصت فتح کو فتوحات غیبی ملی انتہا کو شکر گذار جناب باری ہوا اور عروہ کو واسطے

فتح رے کے مامور کیا اور ابو موسے کو حکم دیا کہ وہ شہرہاے فارس کو
فتح کرے چنانچہ دونون برابر کامیاب ہوتے گئے اور بلا دقت عمار بن
ابو موسے نے اصفہان و کرمان اور تمام ملک فارس کو اپنے دخل مین
کرلیا یہان تک کہ یزدجرد بھاگ کر صوبۂ خراسان کو گیا اور وہان پر
اوس بیچارہ کو کسی سنگ تراش کے غلامون نے لطمع پوشاک حالت
خواب مین مار ڈالا اور پھر کوئی محاربہ بجز قضیہ و قضایا ے خفیف کے پیش
نہین آیا بعد اوسکے ایک امر خفیف پر فیروز معروف ابو لولو نے
خلیفہ کو تین ضرب چاقو کی پہونچائین اور وجہ مخاصمت و سبب اس
بیرحمی کا یہ ہے کہ ابو لولو فیروز مغیرہ بن شعبہ کا غلام خلیفہ سے فریادی ہوا
کہ میرا آقا سو درہم مجھسے لیا کرتا ہے حالانکہ اسقدر منفعت میرے
پیشہ مین جو صرف آسیا سازی کا ہے نہین ہے خلیفہ نے فرمایا آسیا سازی
کے واسطے سو درہم بہت نہین ہین اس فیصلہ سے فیروز برہم ہوا
اور اوسکی چتون سے خلیفہ کے دلمین ایسا ہراس طاری ہوا کہ اوسوقت
لوگون کو بلا کر کہا کہ اوسکے چہرے سے اس درجہ کو آثار رنج
کے نمودار ہوے ہین کہ مجکو خوف ہے کہ آزار پہونچاویگا اور
اور دوسرے روز منبر پر بھی یہی خطبہ پڑھا کہ اب زندگی میری بہت کم ہے
لہذا مسلمانون کو چاہیے کہ میرے بعد عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد
بن وقاص و عبد الرحمن بن عوف سے اپنے لیے خلیفہ منتخب کرین
جب وعظ و نصائح سے فارغ ہوکر متوجہ دولت سرا ہوا تو بھی آہ سرد

دل پُر درد سے کھینچکر راستہ میں باآواز بلند رونے لگا عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ
کہ ہر کسیکو روز مرگ درپیش ہی اور تم بھلے چنگے ہو کیون اپنے کو غصہ و غم مین ڈالتے ہو
خلیفہ نے کہا کہ مین اپنے مرنے جینے پر مشوش نہین ہون مگر فکر یہ ہی کہ بعد میرے
مسلمانونکی حمایت اور امت پیغمبر پر خلافت کون کریگا عبداللہ ابن عباس نے کہا
کہ جن جن بزرگان دین کے نام تمنے لیے انہین سے علیؓ کی نسبت کیا رای خلیفہ کی ہے
جواب دیا کہ علی متصف بجمیع صفات ہی مگر مزاج مین مزح انتہا کو ہی اور خلیفہ کو یہ چاہیے
اور عثمان اگرچہ بہت ہی نیک ہی لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر وہ خلیفہ ہو تو کریگا جو
کریگا اور طلحہ بن عبداللہ کو خدا نکرے کہ وہ خلیفہ ہو اسلیے کہ نہایت متکبر ہے
اور زبیر گو کہ مرد مردانہ ہے مگر سر آمد کنجوسان زمانہ ہے اور خلیفہ کو کنجوس نہونا چاہیے
اور سعد وقاص انتہا کا بدمزاج ہی اور عبدالرحمن بڈھا و ضعیف ہے غرض یہ
باتین کرتے ہوئے گھر پہونچے چہارشنبہ کو نماز صبح پڑھنی حسب معمول مسجد کو تشریف
لیگیے اور عین نماز مین ابولولو کی چاقو کی ضرب پہونچائی اور ہنگام گرفتاری چھبیس
مسلمانونکی اور جان لی اور اپنی جان بھی اوسنی اپنے ہاتھ سے نذر کی غرض
چراغ روشن خلافت کو بجھا دیا اور آخر وہ جہنم کو چلا گیا

باب یازدہم

تہمیدہ نے یہانتک عرض کیا تھا کہ بادشاہ نے سعیدہ سی ارشاد کیا کہ بعد اسکے
جو کچھ ہوا تم بیان کرو چنانچہ حمیدہ نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ بعد تجہیز و تکفین
خلیفہ کے اکابر دین مجتمع ہوئے اور خلافت کی بابت منازعت کرنے لگے بالآخر
عثمان بن عفان کو لائق خلافت انتخاب کیا اور اونکی اطاعت کو قبول کر کے فرمانبرداری مین

خلیفہ [illegible] منقبت غنی [illegible] کا [illegible]

مصروف ہوئے پہلا کام خلیفہ نے یہ کیا کہ ابوموسیٰ اشعریکو امارت بصرہ سے معزول کیا
اور عبداللہ بن عامر اپنی خالازاد بھائی کو منصوب کرکے بصرہ کو روانہ کیا اور واسطے
تسخیر باقی ماندہ بلاد فارس وخراسان کی حکم دیا اوسی اثنا مین ماہک بن ساہک نے
علم بغاوت ملک فارس مین بلند کیا مگر عبداللہ نے غبار فتنہ وفساد کو برطرف کر دیا
اور خراسان ومضافات خراسان کو بلا دقت جدال وقتال فتح کیا اور بدخشان
وبلخ وہراسات ونیشاپور پے درپے وا دے کیے اور کابل کی تسخیر کے لیے عبدالرحمن
بن سمرہ نے تیاری کی اور ایک برس کابل مین کابل شاہ کو گھیرے رہا آخر کو کابل شاہ
مسلمان ہوگیا اور اس تدبیر سے علاوہ بلاد فارس کے ملک تاتار و کابل مین
بھی مداخلت اہل عرب کی بخوبی قائم ہوگئی اور امارت شام پر معاویہ بن
ابی سفیان بلا مزاحمت قائم رہا اور بدستور فتوحات ملک مین سرگرم رہا اور
حبیب بن سلمۃ الفھری کو جانب ارمینا روانہ کیا جب وہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا ناحیہ
سمساط تک پہونچا اور وہان یہ سنکر کہ مرزبان سردار رومی اسی ہزار فوج
سے امادہ نبرد ہے گھبرایا اور معاویہ کو اصل حقیقت سے آگاہ کیا معاویہ نے
بھی فی الفور خلیفہ کو لکھکر اعانت چاہی چنانچہ دس ہزار سوار کوفہ سے بتحت
افسری سلم بن ربیعہ روانہ ہوئے حبیب نے اوسکی روانگی سنکر اپنی فوج سے کہا کہ اگر
سلم آجاویگا تو فتح اوسکے نام لکھی جاویگی لہذا بہتر ہے کہ ہم قسمت آزمائی کرین
اور بلا انتظار امداد کی تائید غیبی پر بھروسا کرین چنانچہ اس خیال کو استوار کرکے
شبخون مارنیکی تیاری مین مصروف ہوا اور اپنے ارادے مین ایسا کامیاب ہوا کہ
فوج مرزبان نے ہزیمت سخت اوٹھائی اور خاطر خواہ فتح حبیب کو حاصل ہوئی بعد اوس

نصرت و فیروزی کے مسلم بھی وارد وقت ہوا اور جو کچھ لوٹ و غنیمت فوج
ہمراہی حبیب نے حاصل کی تھی بانٹنا چاہا مگر حبیب نے انکار کیا اور یہان
تک دونون سردارون مین طوالت ہوئی کہ آپس مین نوبت محاربت
اور جدال و قتال کی پہونچی یہ اول منازعت تھی کہ اہل عراق و شام مین
بر روے کار نمودار ہوئی اور یہ قصہ رفع دفع ہوا تا آنکہ خلیفہ
نے انصافاً حکم دیا کہ حبیب غنیمت مین فوج مسلم کی شراکت
قبول کرے ہرگاہ یہ قصہ یون رفع دفع ہوا تو حبیب اور مسلم نے
شہرہاے مختلف پر دھاوے کیے اور اہل ملک کو اہل عرب سے
اسدرجہ کو اندیشہ سما گیا کہ وہ لوگ جانتے تھے کہ عرب فوج ملائکہ سے
ہین اور کوئی حربہ اونپر موثر نہین ہوتا پس جسطرف عرب جاتے تھے
سبکے سب ہتیار کھولکر رکھہ دیتے تھے اور اس وجہ سے باسانی
بہت سے شہر قلمرو اہل عرب مین داخل ہوگئے اہل باب نے بھی
باوصف قدرت مدافعت و ممانعت سرداران فوج کا ساتھہ ندیا اور
مسلم کے پہونچتے ہی شہر کو خالی کر دیا مگر مسلم نے قبضہ شہر پر
کفایت نہ کی اور تعاقب حکمران شہر باب کا کیا اور کئی منزل تک
اوسکا پیچھا کیے ہوئے چلا گیا یہانتک کہ ایک منزل پر فروکش ہوا
وہان بعضے اہل فوج نے تو آسایش کی اور بعضے غسل و طہارت مین
مصروف ہوئے ایک شخص سکناے شہر سے اس گھات مین آزمانیکو
لگا ہوا تھا کہ آیا حقیقت مین اونپر اثر نیزہ و شمشیر و تیر کا ہوتا ہے

یا محض غوغا مچ رہا ہے چنانچہ ڈرتے ڈرتے اونسنے حیلہ سے جوڑ کر ایک
تیر کو ایک عرب پر جو نہانے مین مصروف تھا چھوڑا و مار لیا و بعدہ
فوراً سر کاٹ کر اپنے سردار کے پاس لیگیا اور کہا کہ یہ وہی
فرشتہ ہے کہ جسپر اثر حربہ کا متعذر مشہور ہوا ہے بمجرد اس تجربہ کے
جوق جوق فوج جمع ہوکر مسلمانون کے مقابلہ مین مصروف ہوئی
و باوجود کوشش و کشش مسلمانون سے کچھ نہ بن پڑا اور ساری جماعت
کو فنا نے سبقت کی اور بہ کمال دقت اوس فوج کو ہزیمت دے کر
بعد مقرر کرنے جزیہ کے مصالحت کر لی ہنوز اوس محنت و مشقت سے
بخوبی حبیب کو فراغت ہوئی تھی کہ عنایت و مرحمت سے عوض امارت
سے معزول ہوا و حذیفہ یمانی بجاے اوسکے مقرر ہوا غرض
ایک سال مین اونسنے بھی جہان تک حد و جہد ممکن تھا کیا الا وہ بھی اس
حکومت سے برخاست ہوا اور مغیرہ بن شعبہ اوسکی جگہ مامور ہوا انھین
ایام مین اہل حبش نے مسلمانون سے سرحد افریقہ پر کچھ چھیڑ چھاڑ کی
مگر شاہ حبشہ کی معذرت پر بذریعہ سفارت رفع ہو گئی معاویہ کو
عرصے سے شوق تھا کہ دریاے شور کے پار جاکر جزیرہ
ساے پرس پر حملہ کرے چنانچہ عہد خلیفہ ثانی مین بھی
بعہد و سرافرازی منصب امارت اونسنے خواہش کی تھی
اور بوجہ شدت ممانعت ساکت رہا تھا مگر بعہد خلیفہ
ثالث سے اجازت چاہی اور بعد ممانعت کی گئی

اور محض اصرار پر اسقدر اجازت ہوئی کہ اگر وہ خواہ مخواہ امید
فتح کی رکھتا ہے تو مع اپنے زن و فرزند کے جاوے اور صعوبت
دریا کی آزماوے چنانچہ معاویہ نے وہ بھی گوارا کیا اور روزق و کشتی بہم پہنچاکر
مع عیال و اطفال و احمال و اثقال کے جزیرہ مذکور کو روانہ ہوا اثنا ے
راہ مین چند کشتیان مرسلہ حاکم جزیرہ جو ہدایہ و تحائف سلطان روم کے پاس
لیجاتی ہوئی ملین بے دھڑک معاویہ نے گرفتار کین اس حرکت سے
رعب کافی اہل جزیرہ پر سماگیا چنانچہ اون لوگون نے متابعت
قبول کر کے بہت کچھہ نذرانہ دیا اور معاویہ کو بلا مداخلت بھیجہ دیا اور
اور یہ پہلا معاملہ تھا کہ اہل عرب نے جرأت کشتی رانی کی بھی ظاہر کی
معاویہ نے بعد چندے جزیرۂ روودس پر حملہ کیا ہنوز فوج عرب
دریا ہی مین تھی کہ اہل جزیرہ کشتیون پر سوار ہوکر مقابل ہولی اور عین
دریا مین گرم مصاف ہوکر پسپا ہوئے اور اہل عرب تعاقب
کنان جزیرہ تک گئے اور زمین پر اوتر کر بخوبی کامیاب مقصد ہوئے
اور سارے جزیرہ کو زیر تیغ بیدریغ کیا اور ویران کر کے بہت کچھہ
غنیمت لیکر لوٹ آئے و پھر مسلمانون کو وہان بھجواکر معاویہ نے ہر نو
طرح آبادی کی ڈالی پس یہ بھی مرتبہ اول تھا کہ دریا مین بنا محاربت
کی اہل عرب نے ڈالی اور اس عرصہ مین عہد خلیفہ ثانی سے عہد
خلیفۂ ثالث تک ملک مصر و دیگر بلاد افریقہ مین اہل عرب نے
بڑی شوکت حاصل کی اور اکثر شہرون کو مطیع و منقاد اپنا بنایا

عبد اللہ بن سعد الی امارت مصر کر رہا تھا کہ خبر اجماع فوج کثیر سلطان روم کی دریاے عکا پر گوش زد خلیفہ ہوئی اور بنا بر اون کے دفعیہ کے عبد اللہ امیر مصر و معاویہ امیر شام و عمر عاص امیر فلسطین مامور ہوئے چنانچہ پھر عین دریا مین مقابلہ ہوا اور اہل عرب غالب آئے اور دوسری مرتبہ فوج روم اس ارادے سے چڑھ آئی کہ اہل عرب کی اچھی طرح خبر لے مگر باد مخالف نے اس ندی اور مقابل جزیرہ سغالا کی کشتیان امواج دریا سے تہ و بالا ہوکر ساحل عدم کے پار اوتر گئین اور باقی ماندہ کو اہل سغالا نے ہلاک کیا بعد اوس کے خلاف مرضی خلیفہ کے مسلمانون نے رغبت از دیاد حکومت کی افریقہ مین ظاہر کی اور انتہا کے اصرار پر اجازت پاکر دور تک اپنی حکومت قائم کی اور معاویہ نے جزیرہ سغلیہ پر کشتی رانی کر کی چڑھائی کی اور اہل جزیرہ کو بہ شد و مد شکست دی مگر پھر اونون نے جمعیت بہم پہونچائی اور معاویہ سے سواے اسکے کہ شام کو لوٹ آوے اور کچھہ نہ بن آئی چنانچہ جو کچھہ غنیمت پائی تھی اوسکو مغتنم جانکر صحیح و سلامت واپس آیا اور اوسکے بعد جنادہ بن ابی امیہ جزیرہ اروادو پر بذریعہ کشتیون کے تاخت لیگیا اور مظفر ہوکر صلح کر کے لوٹ آیا اوسی قرب ایام مین انواع اقسام کے فساد درمیان اہل اسلام کے جنکی شرح طول طویل ہے واقع ہوئی اور سلجھانا اونکین کا دشوار ہوگیا اور سواے اسکے کہ فلان عامل معزول ہوا اور فلان منصوب ہوا اور

اوس قسم کے قبیلہ عرب نے بے اعتدالی کی اور اوسنے فلان امیر کی
شکایت کی پس اون مین سے کوئی امر نہین ہے کہ جو گزارش کے
لائق ہو ہر ایک سردار و عامل کو فکر حفاظت اپنی اپنی امارت کی
پڑی تھی اور کثرت شکایت اور سامان اہانت سے جان بچانی دشوار
ہوگئی تھی پس اون سے کیا اونکا زعمدہ برروے کار آتین اور وہی
امور باعث برہمی خلافت عثمان بن عفانؓ ہوئے اور اطفاء نائرہ فساد مین
امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کا سارا وقت صرف ہوا اور کوئی عامل
برقرار نہین رہا کہ جسنے باطمینان بسر کی ہو مگر معاویہ بن ابی سفیان
بدستور حکومت شام پر جما رہا اور آخر کار اوسنے اپنے کو خلیفہ ظاہر کیا
اور سوا اسکے کہ وہ بھی آپس مین لڑتا جھگڑتا رہا کچھہ اور کر نہ سکا بادشاہ نے
یہان تک سنکر مجھسے فرمایا کہ تم ان سب سے بڑی ہو اور عقل اور
فہم بھی رکھتی ہو بتلاؤ کہ مسلمانون نے ابتدا ابتدا مین ملکون کی فتح
کرنے مین جو ترقیان کین تھین وہ بدستور کیون قائم نہ رہین اور
کس وجہ سے اونکی دلیریون مین فرق آگیا مین نے عرض کی کہ
بہ تعمیل حکم مین عرض کرونگی لیکن ڈرتی ہون کہ خلاف رائے
سلطانی ہوکر مورد عتاب ہوجاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ نہین بلا اندیشہ
جو کچھہ تمھارے ذہن مین ہو بیان کرو تو مین نے عرض کی کہ یہ تو حضور کو
روشن ہے کہ حق تعالے نے اپنے احکام کے تبلیغ کیواسطے پیغمبرونکو
مخصوص کیا تھا اور اپنے بندون کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اونکی

ذات ستودہ صفات کو واسطہ ٹھہرایا تھا اور اونھین کے ذریعہ سے
اوامر و نواہی پر اپنے بندون کو آگاہ کیا تھا اور اونھین کے زبانی
اون سارے امور سے کہ جن سے وہ راضی اور خوش ہوتا ہے اور جن
وہ ناراض و بیزار ہوتا ہے آگاہ کیا تھا اور وعدہ ہاے نجات بخشش
و وعیدہاے عذاب و عقاب سے متنبہ و خبردار کیا تھا اور
اسنے کمال حکمت سے اون انبیا کی زبان معجز بیان مین ایسی تاثیر
بخشی تھی کہ جن لوگون کے روبرو وہ احکام بیان کرتے تھے یا تو وی
سنتی ہی مان لیتے تھے یا جو تیرگی کفر سے قبول احکام مین متامل
ہوتے تھے وے ظہور اعجاز سے قائل ہو جاتے تھے اور تا بقا اون
پیغمبر برحق کے کمال سرگرمی سے سارے احکام کی ٹھیک ٹھیک تعمیل
کرتے تھے اور جو قوم اون پیغمبرون کی ہدایت اور احکام سے انحراف
کرجاتی تھی اور اطاعت سے منہہ موڑتی تھی اوسکی سزا بھی پیغمبر کی
دعا یا دنیا ہی مین کسی پر کچھہ اور کسی پر کوئی عذاب نازل ہوکر ہوجاتی تھی
اور ہر نافرمان فوراً اپنے کیفر کردار کو پہونچ جاتا تھا اور وقوع و ظہور
عذاب کا باعث متنبہ تمامی اہل ملت کا ہوتا تھا اور اس طور سے
سچے اور پکے ایماندار تو اپنے اپنے کمال اعتقاد سے اور سست ایمان والے
خوف نزول عذاب سے سارے اوامر کو بدل وجان بجا لاتے تھے
اور سائر نواہی سے اجتناب کرتے تھے مگر جبکہ وہ پیغمبر تبلیغ رسالت
کرکے اور اپنی امت کو سیدھی راہ پر چھوڑ کر متوجہ عالم قدس ہوتے تھے

تو اہل امت رفتہ رفتہ بجا آوری احکام مین سستی کرتے کرتے کچھہ نہ کچھہ ضلالت گمراہی مین گرفتار ہوتے تھے لیکن کچھہ عرصہ نہ گذرتا تھا کہ دوسرا پیغمبر مبعوث ہوتا تھا غرض یون ہی ایک کے بعد دوسرے پیغمبر آیا کیے و شست ایمانون و گمراہون کو ہدایت کرکے راہ راست دکھلاتے رہے تا آنکہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مبعوث ہوئے حضرت کو تبلیغ احکام الٰہی مین کیا کیا دقتین پیش آئین اور کیسے کیسے سنگدلون اور ناخدا شناسون سے کام پڑا حقیقت مین حضرت ہی کا کام تھا کہ خوف الٰہی سے لوگون کو ڈرایا و خدا پرست بنایا اور جن لوگون نے مذہب اسلام کو قبول کر لیا اُنکے ساتھہ احکام الٰہی کے سوا اپنے اخلاق فطری سے انواع و اقسام کے سلوک کیے حضرتؐ ہر ایک مسلمان کی قدر و منزلت بلا لحاظ اوسکے امارت اور مقدرت یا افلاس و عسرت کے فرماتے تھے اور تمام مسلمانون کے مرتبہ کو مساوی جانتے تھے اور جسطرح خود حضرت ہر فرد اہل اسلام کی اعانت کرتے تھے اوسی طرح ہر ایک مسلمان کو تمام اپنے ابنا ملت کی اعانت کی ہدایت فرماتے تھے چنانچہ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب مسلمان دل و جان سے ہر ایک اہل اسلام کو اپنے مان جائے بھائی جاننے لگے امتیاز خویش و اغیار کا اونمین باقی نرہا اتفاق و اتحاد روز بروز بڑھتا گیا و مایہ طمع و حسد و بغض و عناد جو باعث فساد تھا نیست و نابود ہو گیا غرض سارے مسلمان نہایت رغبت اور یکے اعتقاد سے خدا کی

دو طمع

خوشنودی کے امور بجا لاتے تھے اور علاوہ امور معاشرت و موافقت کے
ترویج دین اسلام مین مرنا حیات ابدی جانتے تھے اور خدا کی راہ مین
ہر محنت و مشقت و رنج کو راحت سمجھتے تھے و دنیا مین رہنے کو خواب
و مرنے کو عالم بیداری جانتے تھے اور اللہ تعالے کے وعدون پر
یہان تک یقین کرتے تھے کہ اپنے جینے پر بامید مغفرت و حصول نعمائے بہشت
مرنے کو فوق دیتے تھے یہ وجہ تھی کہ سب نے ملکر ترویج دین اسلام مین
ہمہ تن کوشش کی اور اپنی چھوٹی سی جماعت سے بڑی بڑی فوجون کا
مقابلہ کیا اور جسطرف توجہ کی کامیاب ہوا کیے مگر بعد زوال آفتاب نبوت
جو مجادلہ درمیان صحابہ نصب خلافت مین واقع ہوا اور وہ ہمارے
بزرگوار جنکو جناب رسول خدا مساوی المرتبہ اور مروج دین اور عالم
احکام الٰہی جانتے تھے رسول خدا کے جانشین مقرر کرنے مین مختلف
الرائے ہی نہین ہوئے بلکہ اون مین ہر ایک خلافت کی چاہ
مین ڈوبا اور خلیفہ بننے پر راغب و مائل ہوا تو اوس اتحاد مین جو
عہد کرامت مہد رسول خدا سے چلا آتا تھا تخلل واقع ہوا اور تمام
مسلمانون مین سے کوئی تو کسی امیدوار جانشینی کا طرفدار ہوا اور
کوئی کسی خواہشمند قائم مقامی جناب رسول خدا کا مددگار بنا
اور اس تفرقہ اور اختلاف سے اون لوگون کے دلون مین جو نئے
نئے مسلمان ہوئے تھے یا جنھون نے صرف بظاہر مذہب اسلام کو
قبول کیا تھا یا جو مسلمان ہوئے ہی نہ تھے بلا لحاظ و غور اس کے کہ

اوس مخالفت سے خواہش مندان خلافت کا مقصد کیا ہے بڑا فتور پیدا
ہوا اور بعد خوض و فکر مخالفت دیکھنے والے ع سمجھے تو یہ سمجھے
کہ نہ کچھ سمجھے تھے سمجھے ملاکہ مآل اون خواہشمندان خلافت کی بحث
وجدال کا یہ ہے کہ اون مین سے ہر ایک کا حاکم بننا اور حکومت کرنا
چاہتا ہے اور غصب سلطنت کا ارادہ رکھتا ہے ورنہ ہدایت اور
رہنمائی کے لیے اگر کسی شخص کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حقیقت مین کسی کو پیشتر سے اپنا جانشین تجویز نہین کردیا تھا تو کیا
مشکل ہے کہ اب کسی ایسے بزرگ کو جو علم وفضل وتقوے وطہارت
مین افضل اور قدم بقدم جناب رسالت مآب کے ہو اور جسکو خدا نے
رجس اور دنس سے پاک کیا ہو بلا ردو قدح انتخاب کرلین چنانچہ یہ خیال
اون لوگون کے ذہن مین ایسا جم گیا تھا کہ باوجود مسند نشین خلافت
ہولے خلیفۂ اول کے بھی نہ نکلا اور بہتون نے خلیفۂ اول کی اطاعت
سے انحراف کیا اور اپنے کو سمجھا اور خلیفہ برحق کو چھوڑنا ہی نہین سمجھا
بلکہ مارنے ومرنے پر طیار ہو گئے اور خلیفہ اول کو لاچار کیا کہ اون کے
گوشمالی کرے پس یہ افتراق تفرقی اور جدال وقتال تھوڑا انہین تھا
مگر اپنے سعی جمیلہ سے ایسے بڑے فتور کو خلیفہ اول وثانی نے جو
تالیف قلوب مین کمال مہارت رکھتے تھے اپنے تدابیر صائبہ اور
افکار لائقہ سے رفع ودفع کیا اور بمقتضاے اسکے کہ ع درشتی ونرمی
بہم دربہ ست ؛ چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ ست ؛ طریق سیاست

رعنایت کو دونون خلیفہ اچھی طرح عمل مین لاتے تھے موافقین پر لطف
ومرحمت کرنا و منافقین کو سزا دینا اور پھر معذرت پر معاف کرنا و بھید
اونکے نفوس ہاتھہ مین لے لینا اور اونکو دل سے مطیع بنا لینا و بعد
تنبیہ و تادیب اونھین پر حکومت کرنا اچھی طرح جانتے تھے لہذا اون کو
موقع پر اپنی شوکت و عظمت دکھلانا اور شورہ پشتون و نافرمانون و
بدگون کا دبانا کچھہ مشکل نہوا اور بے شبہ اونھون نے اپنی بیدارمغزی سے
ہر قسم کی ترقیون کو پھر قائم کیا اور تھوڑے ہی دنون مین مسلمانون کا
ایسا حوصلہ بڑھا دیا کہ ترویج دین اسلام مین وہی ولولہ اور طنطنہ اون
لوگون مین پیدا ہو گیا جو عہد کرامت مہد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
والہ وسلم مین تھا چنانچہ بڑی جسارت اور دلیری سے باوجود قلت
جماعت مسلمان بلاد فارس اور شام و مصر مین جا پہونچے و ترویج
دین کے لیے نائرہ حرب و ضرب وجدال وقتال کو مشتعل کیا مگر باینہمہ
خلفاء عادل نے ایسا بندوبست احسن و انتظام مستحسن کیا کہ گو مسلمان
دارالخلافت مدینہ منورہ سے دور دور ترویج دین مین مصروف تھے
مگر کسی قسم کا فساد اونکے آپسمین نہونے پایا اور اپنا دبدبہ و رعب اونپر
ایسا قائم کر دیا کہ بدون اونکے خود شرکت کے اہتمام محاربت و مجاہدت کا
صرف سرداران اسلام کے انتظام سے نہایت حسن سے انجام پاتا رہا
اور خود اونکو دارالخلافت چھوڑنے کی ضرورت نہوئی اور اسمین کچھہ
شک نہین ہے کہ اگر اونکے پاس سرایر وضمایر پر آگاہ ہونے کا ذریعہ ہوتا

اور عقل کل کی اعانت سے اوپر مفسدون کے قلوب کا حال کھل سکتا ہو
مسلمانون کا ستارۂ اقبال ایسا اوج اُنہت پر متمکن ہوتا کہ پھر کبھی
زوال مین نہ آتا لیکن چونکہ یہ ممکن نہ تھا افسوس ہزار افسوس کہ وہ مسلمانونکی
ترقی تنزل سے مبدل ہوگئی یہان تک کہکر مین نے شاہنشاہ فارس سے
عرض کیا کہ اے حضور جو کچھہ مین نے عرض کیا نتیجہ اوسکا یہ ہے کہ صرف
موافقت و اتحاد باعث ترقی مسلمانون کا تھا اگر سبب تنزل و پستی یہ ہے
کہ ہرگاہ مسلمانون کو بلاد متفرقہ مین سکونت مستقل کی اجازت ہوئی اور
وے پردیس مین جاکر آباد ہوئے اور رہنے سہنے لگے تو یہ پردیسی
مسلمان اپنے کو فاتح اور غالب سمجھکر اون بلاد کے رہنے والون کو اپنا
محکوم اور مغلوب سمجھنے لگے اور علاوہ اس خیال کے بوجہ اپنے مذہب کی
پاکی اور تعصب کے ہر نامسلم کو ذلیل وحقیر وناپاک سمجھہ کر سختی و زبردستی
کرنے لگے و جادۂ اطاعت اوامر و نواہی اپنے مذہب سے بوجہ اون
سختیون اور زبردستیون کے منحرف ہونے لگے اور رفتہ رفتہ یہانتک
نوبت پہونچی کہ حق تعالےٰ کے وعدہ و وعید کی تاثیر کچھ اور باایمان
مسلمانون کے دلون مین تو باقی رہی ورنہ عموماً یہ حال ہوا کہ وہی مسلمان
جو اوامر و نواہی کو سنتے ہی مان لیتے اور اونکے موافق عمل کرتے
تھے ہر ممانعت شرعی کی تاویلین کرنے لگے اور اپنے اپنے ذہانت
اور ذکاوت اور مطالب کے موافق معنے لگا کر بپیرایہ اباحت مین لانے لگے
اور جس بہشت کا حاصل ہونا بڑے بڑے جد و جہد پر منحصر تھا اوسکو مسلمان ہی

ہونے سے یا عورتوں ہی کے ذریعہ یا کسی کسی اونکے فعل سے
اپنی جاگیر موروثی جانے لگے اور ایسی بے اعتدالیون سے باز رکھنے کو لیے
ہادیان اسلام کے پاس سوائے وعظ اور نصائح کے کوئی تدبیر نہ تھی
وچونکہ وعدہ دوعید آلہی کی تاثیر سزا وجزا قیامت کے روز پر ملتوی تھی
اور سپکے مسلمان ہی لیے مخصوص اور صاحبان یقین کے واسطے
مختص تھی پس اوس سے دنیا طلبون اور منافقون کا دبا رہنا ناممکن تھا
وعلاوہ ایسے غیر محتاط مسلمانون کے رعایا غیر مذہب کا وعدہ
دوعید آلہی سے جسکو صرف مسلمان ہی تسلیم کرتے تھے مطیع رکھنا
مشکل تھا غرض ایسے اسباب موجب انواع واقسام کے قباحتون کے ہوے
کاش جس جس طرح مسلمانون نے ممالک کے فتوحات مین ترقی کی تھی
اور طرح حکومت کی رعایائے غیر مذہب پر ڈالی تھی انتظام ملک کے
غرض سے قواعد اور ضوابط وصول خراج ومقرری عوامل وطرق حکومت
ونظم ونسق مملکت بنائے جاتے و ملک کی حفاظت و بقا وسیاست کو لیے
ایک فوج معقول مشاہرہ پانے والی ترتیب کی جاتی تاکہ جو مسلمان
احکام شرعی سے متجاوز ہوتے اپنے کیفر کردار کو پہونچا ئے جاتے
تو بہت کچھ فائدہ ہوتا اور رعایا غیر مذہب اور خود مسلمان ہاتھ پانون
ہلانے نہ پاتے مگر ایسے دستور العمل بنانے پر خلفاء عادل نے رغبت نہ کی
حالانکہ وہ خود ونیز دیگر بزرگان دین صفون نے رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زبان معجز بیان سے حق تعالے کے وعدہ و وعید

سنتے تھے وہر بلاد کی راہ ورسم وطریقہ سے واقف تھے بہت عمدہ قانون
مرتب کرسکتے تھے مگر بظاہر وبہ عدم توجہ کی یہ ہوئی کہ اونھون نے سمجھ
لیا تھا کہ کوئی تجویز خلاف احکام قرآن مجید واحادیث نبوی و سے
نہین کرسکتے اور نہ سر مو متجاوز ہوسکتے اور حقیقت مین اگر وہ ایسا کرتے
تو ناسمجھ مسلمانون مین سے کوئی اون احکام کو نہ مانتا اگلے انواع و اقسام کے
اوہام خود اون کی خلافت مین واقع ہوجاتے مگر دین دار اور سچے
مسلمانون کو اون کے خود احکام سے جو وہ قرآن مجید ہی سے نکال کے
جاری کرتے ہرگز عذر نہوتا اسواسطے کہ قرآن مجید مین بحکم اس
آیہ کثیر الفائدہ کے کہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین سب کچھ
موجود ہے اور نیز باطاعت اس حدیث رسول خدا کے کہ دو اپنے ایسے
قرآن اور اہل بیت کو چھوڑے جاتے ہین جو اون سے تا قیامت
جدا نہونگے اون معنون اور تاویلون آیات قرآن مجید کو صحیح اور درست
اور مثل فرمودۂ رسول خدا جانتے بہرکیف ترقی فتوحات کے ساتھ جو
طریقۂ حکومت نہ بدلے گئے تو غیر مذہب والون کے ساتھ مسلمان
بیجا زبردستیان کرنے لگے اور جبکہ اون کو اون کے سردارون و
سرگروہون نے روکا تو اس سبب سے کہ ہر فرد اہل اسلام اپنے کو
خود شریک سرداری وحکومت جانتا تھا مزاحمت عوامل پر کان نہ دیا
بلکہ اپنے عوامل اور سرداران سے اوس طرح مسلمان گران خاطر ہوئے
جسطرح ایک باپ کے کئی بیٹون مین سے ایک مال ودولت وحکومت پدری

پدری کا مہتمم ہوتا ہے اور اپنے دوسرے بھائیون کو بے اعتدالیون سے روکتا ہے اور وہ مزاحمت بھائیون غیر معتدل کو ناگوار ہوتی ہے چنانچہ اوسی خیال پست نے آخر عدول حکمی پر سلمانون کو جرأت دیدی چنانچہ مسلمانون نے کبھی اپنے سرگروہ کی شکایت خلیفہ کو لکھ بھیجی اور کبھی گروہ نے اونکی بے اعتدالی کی حقیقت لکھ بھیجی اور یہ شکوہ و شکایت بڑھتے بڑھتے یہان تک بڑھی کہ خلیفہ ثالث کے عہد دولت مین ہر روز عزل و نصب و تبدیلی عوامل کی ہونے لگی اور جب یہ حال دوسرے مذہب والی رعایا نے دیکھا تو اونکے خیال مین بھی یہی سمایا کہ مسلمان صرف اپنی حکومت بڑھاتے ہین اور دینداری کے حیلے دیر دہ مین دوسرے مذہب والون کو ستاتے ہین اور اس خیال کی تصدیق اون عوامل کے سلوکات سے جو ایک کے بعد دوسرے اونپر حکومت کرنے کو آتے ہوتی رہی وبدگمانی کے رفع ہونے کی صورت اس سبب سے کہ عاملون مین کم اون فضائل سے جو خاصان خدا اور ہادیان ملت کو چاہیے متصف ہوا نظر آئے اور ایسے لوگ اونھون نے بہت کم پائے جنکو تعلیم و تلقین مین مہارت کلی تھی وسوای غیر مذہب والون کے خیالات کے وہی عوامل بھی جو ہر روز موقوف ہوا کرتے تھے کوتاہ اندیش ہوگئے اور شبہ کرنے لگے کہ خلیفہ صرف اپنے دوستون اور رفیقون کی پرورش کرتا ہے و صلاح و فلاح مسلمانون پر توجہ نہین رکھتا اور اپنے خیال کے ساتھ بہت سے مسلمان کو بھی متفق کر کے سوچا کہ ہرگاہ خلیفہ کو اونکی موقوفی کا اختیار ہے

توسب مسلمانون کو خلیفہ کی خلافت توڑنے کا بھی اختیار ہے غرض
اس مغالطہ مین ایسے پڑے کہ اوبھون نے معزولی اور منصوبے خلیفہ
کی باختیار خود جاری اور بالا علان بغاوت اختیار کی اور صرف خلافت سے
اوٹھانے پر اکتفا نکر کے خلیفہ کو بڑے ظلم و بے رحمی سے قتل کر ڈالا
اور بعد اس انقلاب عظیم کے حضرت علی ابن ابی طالب کو بوجہ لیاقت
ظاہری و باطنی اور کمال زہد و ورع اور ماہر علوم خفی و جلی اور صاحب
شجاعت و قوت اور سخاوت و مروت و قرابت واقربیہ جناب
رسالت مآب کے خلیفہ بنایا مگر وہ اختلاف جو واقع ہوچکا تھا رفع نہوا
دوستان خلیفہ سوم نے خلیفہ چہارم سے صریح عداوت
ظاہر کی اور زوجہ پیغمبر خدا کو اغوا کر کے طرف مقابل خلیفہ چہارم سے
ٹھہرایا اور اونکے پردے مین بہتر لڑائی مسلمان ہی خلیفہ چہارم کا
لڑے اور معاویہ نے اپنے کو ذی اختیار امیر شام ظاہر کیا اور ظاہر
ظہور دلون مین بنیادین عداوت کی پڑگئین اور خواہشین حکومت کی
عوام کے دلون مین ایسی جم گئین کہ خلیفہ چہارم کو اونھین کے
استیصال سے مہلت نملنے پائی یہان تک کہ اونکو بھی زندہ نرہنے دیا
پھر وہ درپردہ رواج اسلام کی ملک گیری اور بادشاہت ہونے لگی
مسلمانون مین حسد و نفاق یہان تک بڑھا کہ اورون کی اعانت تو
درکنار بنی امیہ اور بنی عباس نے بنی فاطمہ کو جو ذریت رسول خدا تھی
قتل کر ڈالا اور قتل کرنے پر بھی اکتفا نکر کے انواع و اقسام کے ظلم

وجہ پرستی کی وبا وصف انحراف شریعت کے پھر بھی اکثرون نے چاہا
کہ وے خلیفہ برحق کہلاوین اور شوق سے کہلایا گیے مگر کسی نے
اونکی صداقت کا یقین نہین کیا اور اونھین کے رضاجو اور خوشامدیون نے
کلام اللہ اور حدیثون کے معنے اونکے مطلب کے موافق بنائے اور جہان
خاطرخواہ معنی نہ لگا سکے وہان جھوٹھی حدیثین سند لائے اونکے مقابلہ کو
اور عالم کھڑے ہوئے اور احکام عبادات ومعاملات دونون مین خوب
مناظرہ ومکابرہ قایم ہوا بہشت کے پہونچنے کی راہین ہزارون نکلین
آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مذہب مسلمانون کا بہت سے فرقون مین علیحدہ
علیحدہ نہ عورتون سے بٹ گیا اور ایک فرقہ دوسرے کو بہر غلط جاننے لگا
پس ہر گاہ مسلمانون کے آپس ہی مین کدوکاوش ہوئی ولڑائی وجھگڑے
ہونے لگے تو ترقیون کے دروازے بند ہوگئے اور جو کچھ پہلے لوگون نے
اپنے اتفاق ومحبتی سے حاصل کیا تھا نفاق ومغایرت سے کھو بیٹھے
جب مین نے اس قدر بیان کیا تو بے ساختہ میری آنکھون سے
مسلمانون کے حالات حال پر آنسو نکل آئے اور بادشاہ کے مزاج مین
بھی تغیر پیدا ہوا تو مین خاموش ہو رہی —

بادشاہ نے تھوڑی دیر تک سکوت فرماکر خالو سے کہا کہ مین نے
آجتک کسی عورت کو نہ دیکھا نہ سُنا کہ ایسی لائق ہو جیسی یہ لڑکیان ہین
خالو نے کہا کہ حقیقت مین حضور کا ارشاد بجا ہے مگر عورتین بیچاری
کیا کرین نہ تو وہ تعلیم کی جاتی ہین اور نہ تربیت پاتی ہین اگر کوئی پڑھانے والی

عورت ملی اور اوسنے ملکو طوطا مینا کی طرح چھوکر جوان کو اپنا پڑھا پڑھایا رٹا دیا تو
اوس سے کچھ نتیجہ پیدا نہین ہوتا جب تک کہ حسن ترکیب سے خیالات
سنجیدہ بھی پیدا نہ کردیے جاوین عورتین ہون یا مرد محض تعلیم سے
شایستہ و مہذب نہین ہوسکتے اور یہ ظاہر ہے کہ عورتون مین ایسی
لائق عورت کہ جسکے شاگردون کو حضور نے مورد تحسین فرمایا کہان
پیدا ہے جو دلسوزی کرے اور تعلیم و تربیت مین سعی کرے
بادشاہ نے فرمایا حقیقت مین وہ بی بی لائق ہزارون تعریف کے ہے
اور جہان تک اوسکی قدر و منزلت کی جاوے کم ہے مین نہایت
خوشی سے پانچہزار روپیہ نقد انعام اور ایک خلعت واسطے تحریر اوس
رقعہ کے جو ملکہ کے جانب سے مجھے اوس بی بی نے لکھا تھا تجویز کرچکا تھا
مگر اب بعوض ایسی تعلیم و تربیت کے جو ان لڑکیون کو اوسنے کی ہے
ایک دوسرا خلعت و دس ہزار روپیہ انعام دونگا بہتر ہے کہ تم میری
طرف سے انعام و خلعت بطور معقول اوس وحیدۂ دوران کو پہونچا دو
اور درخواست کرو کہ اگر شاہزادیون کی تعلیم محل مین رہکر وہ فرماتین تو
مین نہایت خوشی سے اونکو مامور کرتا مگر افسوس ہے کہ ان یہ پسند نہین
ہے اسواسطے مین لاچار ہون اور پھر ملکہ سے ارشاد کیا کہ ایسی
لائق خاتون کی قدر و منزلت ملحوظ رکھنا تم پر فرض ہے اور یہ تمھارا
ذمہ ہے کہ محبوبہ بیگم اور عزیزہ بیگم کو جسطرح مناسب ہے پیار کرو اور
ہزار ہزار روپیہ حمیدہ و سعیدہ کو فوراً منگوا کر عنایت کیے اور فرمایا کہ

تم اپنے لائق سلامت مشورہ لیکر جسطرح وہ تمکو بتادین اس روپیہ کو
خرچ کرو مین نے جہان پناہ کی اون فیاضی اور قدردانی کا بڑے ادب
سے شکر ادا کیا یقین ہے کہ عنقریب کل عطیہ سلطانی تمھارے پاس پہنچینگے
محمودہ بیگم یہ سنکر مین نہایت خوش ہوئی اور بادشاہ کی
قدر افزائی کا بہت کچھ شکر کیا دوسرے روز بابر مرزا نے کہ خدا اون کو
سلامت بکرامت رکھے ایک خلعت و دو ہزار روپیہ اپنے پاس سے
اضافہ کرکے سترہ ہزار روپیہ نقد مجھے مرحمت کیے بھیا تم غور کرو کہ مین نے
تعلیم و تربیت مین لڑکیون کے جو محنت کی تھی وہ تو مجھے لازم ہی تھی
اور اوس کے واسطے تو مین نوکر ہی تھی اور تنخواہ پاتی تھی اور جو رقعہ مین نے
ملکہ کیطرف سے لکھدیا تھا وہ بھی کوئی ایسا بڑا کام نہ تھا کہ اس قابل
ہوتی کہ بادشاہ مجھے اس قدر انعام دیکر مالا مال کرتا لیکن واقعی یہ ہے
کہ وہ فیاض اور جواد ہے ہزارون دعا میری دل سے بادشاہ کے سلامتی
کی نکلتی ہین بعد حصول اوس انعام و خلعت کے مین ملکہ کے حضور مین
گئی اور شکریہ بجالائی ملکہ نے بھی حد سے زیادہ مجھپر مہربانی
فرمائی اور اکثر مین ملکہ کے حضور مین اوسکے بعد بھی حاضر ہوا کی حمیدہ
وسعیدہ کے واسطے مین نے اونکے انعام کے روپیہ سے دو دو سو لیکر اور
پچاس پچاس روپیہ اپنے دیکر ڈھائی ڈھائی سو روپیہ کا ایک ایک جوڑہ
تیار کرایا اور آٹھ آٹھ سو روپیہ امانت رکھے تاکہ اوس سے اونکی شادی کی تقریب
لباس و زیور بنوا دیا جاوے اور اونکی مان کو سمجھایا کہ اوس روپیہ کو شامل جہیز کو

و برباد نکرے چنانچہ وہ دونون لڑکیان بھی بہت خوش ہوئین اور اون کی
ماں کو جو مسرت دلی ہوئی ہوگی اوسکو تم خود سمجھ لو کہ اوسنے مزدوری
لڑکیون کو جو یہ عزت حاصل ہو تو وہ کہانتک مسرور نہ ہونگی +

باب دوازدہم

حقیقت مین جب خدا مہربان ہوتا ہے تو ہر طرح سے سامان آسایش
و اطمینان کے غیب سے پیدا ہوتے ہین یا تو وہ میرا زمانہ تھا کہ پیٹ
پالنے کی فکر سے زندہ درگور تھی یا خدا نے یہ کچھہ کردیا گر اپنے
شوہر کی مفقود الخبری کے رنج سے جہان کا گنج بھی میرے میزان خاطر مین
پاسنگ برابر بھی نہین چڑھتا تھا سو اوس مسبب الاسباب نے وہ بھی رنج
گیا میرے اوس انعام پانے کو پورے چھہ مہینے نہ گذرے تھے
کہ میرا شوہر بھی مع الخیر صحیح و سلامت مصر سے پلٹا اور شہر مین آکر پہلے
اوس باغمین جہان مین رہتی تھی گیا لیکن وہان دوسرے کا
قبضہ دیکھکر سخت متحیر ہوا تو آغا نصیر کے پاس گھبرا کے گیا اور حال
پوچھا تو سراسیمہ ہوکر اونھون نے خدا جانے کیا کیا حیلے بہانے کیے گر
میرا پتا نہ بتایا اور بی حلیمہ سے بھی آغا نصیر کے گھر والیون نے میرے
شوہر کے آنے کا عمداً ذکر نکیا لیکن خدا ساز میرا شوہر خود بی حلیمہ کے
یہان جانکلا تو اونھون نے میری ساری داستان مصیبت بیان کرکے
پھر میری فارغ البالی پر خوش کیا اور بیچاری اپنے ساتھہ لیکر

میرے گھر آئین مین تسسے اوس وقت کی خوشی بیان نہین کر سکتی جبکہ
بی علیمہ نے آکر مجھسے اتناہی نہین کہاکہ میرا شوہر زندہ ہے بلکہ یہ بھی کہا
کہ بیع الخیر وہ سفر سے پلٹ آیا اور دروازہ پر کھڑا ہے اگر کوئی چھپنے والی ہو
تو مین بلا لاؤن مین اپنے شوہر کی صورت دیکھتے اون ساری مصیبتونکو
جو چند روز کے لیے مجھپر نازل ہوئی تھین بھول گئین اور ہرگز مین نے
پسند نہ کیا کہ میرا شوہر آغا نصیر سے کچھ بدلا لیوے اور اپنے شوہر کے
غصے کو یہ کہکر بجھایا چہان اونھون نے میرے تیمار و معالجہ مین سعی
کر کے سلوک فرمائے تھے اور تھوڑا بہت اپنا خرچ کیا تھا اگر تمھین مردہ او
اپنے کو تمھارا وارث سمجھہ کے گھر باغ بیچ لیا تو سمجھو کہ اونھون نے
اپنے خرچ کا معاوضہ ہی لیا ہے اور بھی غنیمت ہے کہ تیر اون کا
بار احسان نہین ہے جانے دو اور دور کرو خدا تسکو اور دیگا اور یہ سوچکر
کہ جیسی مصیبت تم پر آنے کو تھی ویسے ہی مجھہ پر بھی مقدر ہوئی تھی چپ ہو
اور مین تو خوش ہون کہ دور رہکر بھی مین گویا تمھاری مصیبت مین شریک
پھر اپنا سارا حال ابتدا سے انتہا تک سنایا اور پوچھا کہ اب تم کہو کہ
مین کیا کرون وزینت آرا بیگم سے جو عہد کر چکی ہون اوسے کیونکر توڑون
میرے شوہر نے کہاکہ ہرگز بد عہدی مت کرو آدمی کو چاہیے
کہ جو کچھہ زبان سے کہے اوسے پورا کرے یہ سنکر مطمئن ہوئی اور سترہ ہزار
جو انعام کے مجھے یکمشت ملے تھے وہ تو میرے پاس تھی ہی اوسکے علاوہ
جو مین نے محبوبہ بیگم کے بدولت پائے تھے اور اپنے مصارف سے

بچائے تھے چھ ہزار روپیہ اور جمع تھے چنانچہ تئیس ہزار روپیہ مین نے اپنے شوہر کو دیے اور اونسے پھر اپنی دکان جاری کی اور خدا کے فضل سے نفع روز بروز ہوتا گیا اور او نے سوداگرون مین نہین بلکہ متوسطین تاجرون مین شمار ہوا اور میرے بھی لڑکا پیدا ہوا اور بعد اوسکے کسی قسم کا رنج سوا ے تمھاری مفارقت کے مجھے پیش نہین آیا عزیزہ بیگم کی لیاقت کو اگر تم دیکھو گے تو یقیناً خوش ہو گے اور سعید مرزا تو ماشاءاللہ بڑا ہونہار لڑکا ہے دونون مجھسے اسقدر مانوس ہین کہ اپنی مان سے زیادہ مجھے جانتے ہین اور ہزار ہزار شکر ہے کہ میرے ذمہ باوجود ایسے بڑے کاروبار کے جو میرے سپرد ہے کسی طور سے کوئی نقصان ثابت نہین ہوا اور کسی قسم کی بددیانتی وخیانت کا الزام مجھے نہین لگا بلکہ مین نے مصارف مقررہ مین کفایت کرکے قریب دس ہزار روپیہ کے بچا بچا کر جمع کیے اور اونکو اپنی سرکار کے بزاز کو اس شرط پر دی رکھے ہین کہ اوس روپیہ سے جو نفع ہو نصف اپنی حق السعی مین وہ لیوے اور نصف ہماری سرکار کو دیوے اور جو نقصان پڑے تو تو اوسکا ذمہ دار وہ ہی رہے اور نوشتہ بھی عزیزہ بیگم کے نام سے لکھا لیا ہے مگر یا بر مرزا سے آج تک اسکا تذکرہ اسلیے نہین کیا کہ شاید وہ وہ مصارف روزمرہ مین بچت دیکھکر تخفیف کردین جو کہ عزیزہ بیگم کی شادی عنقریب در پیش ہے آج صبح کو مین بضرورت خرید کرنے سامان شادی عزیزہ بیگم کے بازار گئی تھی جب پلٹ کے آئی تو مین نے تمکو گھوڑے پر سوار آتی ہوئے

دیکھکر پہچانا اور قریب تھا کہ مین دیوانون کی طرح تمکو پکارون مگر پھر مین نے خیال کیا کہ شاید دھوکا ہوا ہو اسواسطے ضبط کیا اور اس اندیشہ سے کہ اکثر بہت دنون کے بچھڑے ہوئے عزیزونکے ملنے مین فریب اور دغا ہوا ہے اور ہر کسیکی نیت کا معلوم ہونا دشوار ہے خواہ آدمی پیرایۂ رندمین ہو یا لباس تقوی مین مگر خبث نفس معلوم نہین ہوتا اسواسطے گو تم امیر الامرا مشہور تھے مگر میری جرأت نہو سکی کہ بلاواسطہ اپنے شوہر کے تمہارا حال دریافت کرون چنانچہ شوہر کو بلایا اور اپنا منظنہ اونسے ظاہر کرکے مین نے درخواست کی کہ بلا اظہار سیدے حال کے تمہاری حقیقت دریافت کرین یہ بات چیت ہو رہی تھی کہ سعید مرزا وحسن آرا کا بیٹا مدرسہ سے آیا اور امیر الامرا کو اجنبی وغیر دیکھکر حسن آرا سے مستفسر حال ہوئے حسن آرا نے کہا کہ یہ تمہارے ماموں ہین غرض وہ دونون لڑکے امیر الامرا کے قدمبوس ہوئے بھانجے کو امیر الامرا نے کلیجے سے لگایا اور دونون کی لیاقت سے بہت خوش ہوا بعد اوسکے ظہیر شوہر حسن آرا کی مدح وثنا مین تر زبان ہوا اور جو امور کہ بنظر خود ثنای حسن آرا نے نہین کہے تھے ایک ایک کو مفصل بیان کیا اور اپنی سرگذشت وخرابی جو بعد روانگی اصفہان واقع ہوئی تھی مشرح بیان کرکے کہا کہ جب مین پلٹ کے آیا اور حسن آرا کو دیکھا کہ بابر مرزا کی سرکار مین بڑا رتبہ پایا ہے تو ضرور مجھے کسیقدر رشک ہوا تھا کہ معلمہ یا اتالیقہ کو کسی غیر کے نگاہ مین اس قسم کا اعتبار واعتماد ہونا

کہ اپنا گھر بار سپرد کردیوے کسی وجہ نخفی سے خالی نہین ہی مگر جو تحقیق کی
اور ہر طرح سے جستجو اور تفتیش کرکے دیکھا تو اپنے خیال کو محض باطل پایا
اور مین قسمیہ کہتا ہون اور دل وجان سے تصدیق کرتا ہون کہ عقل و دانش
فہم و فراست عفت و عصمت مین حسن آرا فرد ہے اور اوصاف پر تو تم
خود واقف ہو محسن نے ظہیر ابن الحسن سے جو اپنی بہن کی ثنا و صفت
سنی تو نہایت خوش ہوا و پھر بابر مرزا سے جو شاہنشاہ فارس کا سالہ تھا
ملاقات کی اوسنے دفتر دفتر امانت و دیانت و خوش سلیقگی حسن آرا کی
تعریف کی اور کہا کہ تم تو سگے بھائی حسن آرا کے ہو مگر یقین کرو کہ باوجود
اسکے کہ مین اوسکو ہرگز عالی رتبہ نہ جانتا تھا اور ہرگز مطلع نتھا کہ وہ کسکی بیٹی اور کسکی
جورو ہے اور کہان کی رہنے والی ہے مگر محض اوسکی لیاقت وقابلیت
وعفت و عصمت سے مین اپنی حقیقی بہن سے زیادہ سمجھتا رہا محسن نے
انتہا درجہ کو قدر دانی حسن آرا کی شکر گذاری کرکے چاہا کہ بابر مرزا بار امانت
وولایت سے حسن آرا کو سبکدوش کرے لیکن بابر مرزا نے
نہایت عجز سے اپنی مجبوری بوجہ پابندی معاہدہ کے جو اپنی بی بی یعنے
زینت آرا بیگم سے کرچکا تھا بیان کرکے کہا کہ چند ہی روز مین عزیزہ بیگم
کی شادی ہوا چاہتی ہے اور چار و ناچار وہ حسن آرا سے جدا ہوگی اوسکی
بعد مجھے کچھ عذر نہو گا تم اپنی بہن کو چاہنا اپنے ساتھ رکھنا
مین سعید مرزا کو بھی ساتھ بھیجدونگا اسواسطے کہ تم مجھسے بہتر اوسکی
تعلیم کروگے محسن نے مایوس ہوکر ایک مہینا اصفہان مین

اور قیام کیا بعد اوسکے رخصت ہوکر بغداد کو روانہ ہوا و مع الخیر
بغداد مین پہونچکر خدمت خلیفہ مین حاضر ہوا و جوابات شاہنشاہ فارس
جو خاطر خواہ حاصل کرلایا تھا عرض کیے اور وجہ تاخیر اور قیام زائد اصفہان
مین اپنی بہن کا غیر مترقب ملنا بیان کیا خلیفہ اون بھائی بہنون کے
ملنے کا حال سُنکر نہایت محظوظ ہوا اور روز بروز رتبہ امیر الامرا کا بڑھتا
گیا اوسی عرصہ مین محمود بھی باربورہ سے صرف ملاقات امیر الامرا و مسعود
کے بغداد آیا اور اپنی ساری کیفیت روز رخصت سے مفصل
و مشرح بیان کرکے امیر الامرا کو شاد و آباد کیا غرض بقیہ زندگی
امیر الامرا و بہرام و حسن آرا و ظہیر ابن الحسن و محمود و مسعود کی
نہایت عیش و آرام سے گذری

خاتمہ

دیکھو مقام غور ہے کہ نسیم فضل و کمال کیا کیا گل کھلاتی ہے اور شاخ
تحصیل علوم کیسے کیسے ثمر شیرین لاتی ہے اور ماں باپ کی محبت
بے محل و خاطر داری لاطائل کیسے چاہ ادبار مین ڈبوتی ہے اور کس
کس خار زار مصیبت مین پھنساتی ہے وہ بہرام ماں باپ کے دل کا چین و
حیات کا آرام جسنے کس چاہ و پیار سے مہد ناز مین پرورش پائی اور
جسکی بزم عشرت مین تو بھی فلک رقص کنان آئی والدین کی لاڈاری
بے سود سے کیسا دشت لاعلمی مین خراب ہوا اور اوسکا باپ بھی بانجام کو
اپنی غلطی پر خبردار اور خواب غفلت سے بیدار ہوکر اوسکی زہر جہالت سے

ہوا گو اپنی کمال سفاہت سے باپ کا مرنا اوس ناشدنی نے غنیمت جانا
اور اندوختۂ پدری پہ بے سنت مفت قابض ہوا مگر آخر بے کمالی نے
وہ گل کھلایا کہ چند ہی روز مین وہ یار و آشنا جو مثل زاغ و زغن مردار خوار
کے جمع ہو گئے تھے اوسکو کھا گئے اور ساری دولت جاتی رہی اور
دوستون نے کنارہ کیا اور بجز جہل و نادانی کے کسی اور نے اوسکا
ساتھ نہ دیا حقیقت مین ع عیب ست ہر چہ ہست بغیر از ہنر وری ؎
بہرام کو بے ہنری کی ٹکر سے آسمان کیسا چکر مین لایا اور مادرِ دہر جفا نے
وہ مزا چکھایا کہ چھٹی کا دودھ یاد آیا کس کس دشت پُر خار مین روتا پھرا
اور کس کس بلا و مصیبت مین گھر اگردش فلکی نے سب جاہ و حشم مٹایا
ٹر ابول آگے آیا اور جسکو اوسنے ناچیز جانتا تھا اوس کا دست نگر ٹھہرایا
اور اوس محسن آوارۂ وطن نے کہ جسپر سوا ے آفتاب بیابان گردی اور
در بدری کے کبھی مہر محبت پدری نہ چمکا تھا اور جسکا بجز ذات خدا کے
کوئی شفیق و آشنا نہ تھا باوصف حیرانی و پریشانی صرف مان کی نگہبانی
اور نگرانی سے اکتساب علم و فن مین وہ سرگردانی کی کہ آخر کو طالع
خوابیدہ اوس کا بیدار اور بخت ناموافق سازگار ہُوا و کوکب تقدیر
اس درجہ عروج پہ آیا کہ خداوند کریم نے مسند آرا ے امارت فرمایا جب
اوسنے یہ مرتبہ پایا تو دبیر فلک بھی کمر بستہ استعانت کرنے کو آیا فلک
کجرفتار نے اوسکی بارگاہ مین سر اطاعت جُھکایا باغبان قضا و
قدر نے اقبال کا گلدستہ بنایا بہرام فلک شوکت و حشمت نذر کو

لایا الغرض سامان عیش ونشاط مہیا ہوا اور وہ غم کی مبتلا یعنے حسن آرا
جسنے نہ کبھی باپ کے لطف وعطا کا مزہ چکھا نہ زرو مال پدری سے چین
اوٹھایا بلکہ گردش فلکی کے جفا سے کبھی محتاجی اور مفلسی کی روا اوڑھی
اور کبھی ماں کی صبح عشرت اور شام محنت پر روئی بھائی کے
غم مفارقت سے یکدم آسایش نہ پائی اوسپر یہ طرفہ ملال ہوا کہ اوسی
پریشانی مین ماں کا بھی انتقال ہوا تب توشیشۂ صبر و قرار چور ہوا
زخم دل مین ناسور ہوا در و دیوار سے سر ٹکراتی تھی جو دلاسا دیتا تھا
اور حال پوچھتا تھا ضبط کرکے اوس سے کہتی تھی ؎ مین وہ شوریدہ
دل ہون گر مرا آنسو ٹپک نکلے ✤ یہان تک شور ہو دریا کہ ماہی
پر نمک نکلے ✤ سوا اسکے کیا کہون کہ مبتلاے رنج و الم ہون
میری بے قراری سے سیماب کا دل پارہ پارہ ہے آتش دوزخ
میرے سینۂ سوزان کا ادنے شرارہ ہے آخر اوسکے شجر فضل و کمال
و شاخ علم و ہنر نے زوال نے وہ ثمرہ عیش و آرام دیا کہ دین و دنیا
مین بلند نام کیا شوہر ہمیشہ اپنے سے اچھا سمجھا کیا اقران و امثال
مین رتبہ بڑھتا رہا باوجود عفت و عصمت اوسقدر مال و دولت
حاصل کیا کہ جس سے بہت عاقلان جہان کی مقصر و معذور ہے
پس حسن آرا کا علم و کمال شاہد مقال ہے کہ جو ذہن و ذکا آفرینندۂ
لیل و نہار نے اپنے بندگان ذکور کو بخشا ہے اوسی زیور سے عورتون کو
بھی مخلع و محلی کیا ہے اور افعال ستودہ خصال کی باعث یقین ہین

کہ جو امور مردون سے بر روے کار آتے ہین وہ عورتون سے بھی بعد
تعلیم و تربیت کے بوجہ احسن ظہور پاتے ہین یہ خیال کہ بوجہ علم
وفضل عورتون کے عفت وعصمت مین بٹہ لگتا ہے محض خیال خام ہی
اور بعض زبون خصال عورتون کے حال سے استدلال لانا بیکار ہے
کسواسطے کہ بہت سے مردان لائق وہوشیار کی بھی زبونی افعال حقارت
علم وفضل پر دال ہوسکتی ہے اور یہ بات کچھہ عورتون پر مخصوص
نہین ہے صریح ظاہر ہے کہ بسبب اسی علم وکمال کے حبل المتین عفت
وعصمت حُسن آرا کے ہاتھہ سے کسیطرح نہین چھوٹی اوراوسیکی خیرات
وبرکات سے افتخار النسا کہلائی خیر یہ توسب کچھہ ہوا اب اے ارباب
دانش واے اصحاب بینش تم میری اس گذارش کو بگوش ہوش سُنو
اوردل وجان سے تسلیم کرو کہ نتیجہ میری اس تحریر والتماس کا یہ ہے
کہ ماں باپ کی غفلت تربیت اولاد کے حق مین بہت بری ہے اور
وہ محبّت وناز برداری کہ جس سے تعلیم وتربیت مین نقصان گلوے
اطفال کے لیے کند چھُری ہے فی الحقیقت ان نادانون کی الفت
کسب علوم کے واسطے سم ہوتی ہے آخر کو تمام خاندان کی عزت
وآبرو کا عدم ہوتی ہے اس نظیر دلپذیر کو بغور سمجھو کہ مہر پدری نے
کیسا بہرام کو شکار بے ہنری بنایا اور کیسی کیسی مصیبتون کے پھندے مین
پھنسایا اور بے مہری نے محسن وحسن آرا کو کیا اثر دیا کہ یوسُف کیطرح
بعرصہ قلیل خلائق کے نظر مین عزیز کیا پس تمھاری یہ ظاہر کی محبّت

اور اونے اونے چھوٹے چلے کی تقریبون مین روپیہ پیسہ کھونا نادانی ہے
اور اولاد کی تہذیب وتادیب مین غفلت وخست کرنا موررث پشیمانی
افسوس اس ملک کے آدمیون کی کیسی اولٹی راہ ہے کہ جو شے
باعث تہذیب نفس ہے اوسی سے اکراہ ہے اصلا اولاد کی تباہی
پر نظر نہین ایسے اونکے نشہ الفت مین سرمست ہین کہ کچھہ اونکے انجام کی
خبر نہین حیرت کی بات ہے کہ شاخ علوم ہندسہ وغیرہ سے
گلستان ہند مین تو گل کھلا اور غیر ولایتون مین اوسکا ثمر لگا وہ لوگ
علم وہنر کے سبب سے فاضل کہلاتے ہین اور یہانکے لوگون کو
جاہل بتلاتے ہین دیکھو اہل انگلش کس طرح اپنی اولاد کو پرورش
کرتے ہین نہ چشم بد کی پروا کرتے ہین نہ آسیب وسایہ پر جو
ہندوستانیون کے سرون مین سودے کیطرح جاگیر ہین ہان
وہیان کرتے ہین ہواے تازہ سے تو سے کو مدد پہونچاتے ہین سستی کی
بچپنے سے عادت ڈالتے ہین تاکہ جسطرح اون کے ہاتھہ پانون واعضا
ظاہری بڑہتے ہین اور مضبوط ہوتے ہین اوسیطرح قواے باطنی
بھی زور پکڑتے جاتے ہین اور پھر صغیرسنی اور خوردسالی پر اونکی
نظر نہ کرکے براد تہذیب وتعلیم کے کیسے سفر دور ودراز پر راہی
کرتے ہین اور بڑے بڑے مدرسون مین جہان اوستاد کامل کو
دیکھتے ہین بھجواتے ہین اور اس باب مین کسی قدر روپیہ خرچ ہو
خیال مین نہین لاتے دیکھیے سرکار دولتمدار انگلشیہ نے گھر بیٹھے بیٹھے

کیسی جمیل تحصیل علم نکالی ہے وہ جگہ اکتساب فنون کی بنیاد ڈالی ہے
کہ بدون صرف کثیر اوسکے توجہ والدین مین دولت ابدی و مایہ سرمدی
ہاتھ آتی ہے وائے برحال اون لوگون کے کہ اب بھی چشم غفلت کو
نہ کھولین اور سررشتہ لاپرواہی نہ چھوڑین اور کسب علوم سے منہ
موڑین و سرمایہ عمر کو بے عقلی کی راہ سے صرف بیجا مین لائین اور
اولاد کو بے علم و ادب چھوڑ دین ابتدا تو پیار سے چھٹپنے مین
آپ بگاڑین اور انجام کو قید پیدا ہم لگا دین خدا اس گوہر پند کو
آویزہ گوش اہل ہوش فرماوے تا آل اندیشی و تربیت اولاد پر
اونکی ورثاء کو راہ پر لاوے اولاد کو بے نصیبی ہر امر سے بچاوے
اور زن و مرد کو حسن و حسن آرا کی تہذیب نصیب فرماوے آمین آمین

ثم ختم الکلام بحمد اللہ رب العلمین